مختصر سوانحی خاکہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾

سفرنامہ شروع کرنے سے قبل حضرت اقدس دامت برکاتہم کی سوانح حیات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں، تاکہ طالبینِ حق کے لئے قدردانی وفیض رسانی کا باعث اور طریقِ سلوک میں مشعلِ راہ ثابت ہو ورنہ یہ اہل دل نہ اس کے خواہشمند اور نہ اسکے محتاج ہوتے ہیں بقول تائب صاحب ؎

رشک شمس و قمر کو غم کیا ہے
کوئی روشن کرے ہزار دیا

ولادت باسعادت

ہندوستان کے صوبہ یو۔پی کے ضلع پرتاب گڑھ کی ایک چھوٹی سی بستی اٹھیہہ کے ایک معزز گھرانے میں مرشدنا و مولانا حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت ہوئی، سنِ ولادت ۱۹۲۸ء ہے آپ کے والد ماجد کا نام محمد حسین تھا جو ایک سرکاری ملازم تھے حضرت والا اپنے والد صاحب کے اکلوتے فرزند تھے آپ کی دو ہمشیرگان تھیں اس لئے والد صاحب آپ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے حضرت والا جب اپنے والد صاحب کی محبت و شفقت کے واقعات کا تذکرہ فرماتے ہیں تو اشکبار ہو جاتے ہیں۔

زمانہ طفولیت ہی میں آثارِ جذب الٰہیہ

بچپن ہی سے حضرت والا پر آثار جذب کا ظہور ہونے لگا حضرت والا کے

والد صاحب سرکاری ملازمت کے سلسہ میں سلطان پور میں تھے حضرت والا کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ جو خود بھی اس وقت بچی تھیں آپ کو گود میں لے کر محلّہ کی مسجد کے امام جناب حافظ ابوالبرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دم کروانے لے جاتی تھیں جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے حضرت والا فرماتے ہیں کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجھے مسجد کے درو دیوار، مسجد کی خاک اچھی معلوم ہوتی تھی اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور دل میں آتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں اتنے چھوٹے بچے کو جب کہ ہوش وحواس بھی صحیح نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کی محبت محسوس ہونا دلیل ہے کہ حضرت والا مادرزاد ولی ہیں کچھ اور ہوش سنبھالنے کے بعد نیک بندوں کی محبت اور بڑھ گئی اور ان کی وضع قطع دیکھ کر بہت خوشی ہوتی اور ہر مولوی، حافظ اور داڑھی والے کو محبت سے دیکھتے۔

درجہ چہارم تک اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت والا نے اپنے والد صاحب سے درخواست کی کہ علم دین حاصل کرنے کے لئے دیوبند بھیج دیا جائے، لیکن والد صاحب نے مڈل اسکول میں داخل کرا دیا حضرت والا کا دل ان دنیوی تعلیمات میں بالکل نہیں لگتا تھا اور والد صاحب سے بارہا عرض بھی کیا لیکن ان کے اصرار پر ناچار سخت مجاہدہ کرکے یہ دن گزارے۔

اسی زمانہ میں جب کہ حضرت والا بالغ بھی نہیں ہوئے تھے گھر سے دور جنگل کی ایک مسجد میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں رویا کرتے تھے مسجد سے کچھ فاصلے پر مسلمانوں کے چند گھر آباد تھے حضرت والا نے ان کو نماز پڑھنے کی دعوت دی اور ان پر مسلسل محنت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و

کرم سے وہ نمازی بن گئے اور مسجد میں اذان اور جماعت ہونے لگی اور لوگ آپ کو بطورِ مزاح اس مسجد کے نمازیوں کا پیر کہنے لگے۔

بچپن ہی میں حضرت والا چپکے سے اٹھ کر گاہ گاہ رات کے آخری حصہ میں ایک مسجد میں چلے جاتے تہجد پڑھتے اور فجر تک اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب گریہ وزاری کرتے ایک بار والد صاحب کے دوستوں میں سے کسی نے دیکھ لیا اور ان کو اطلاع کر دی اگلے دن جب حضرت والا فجر کے قریب مسجد سے باہر آئے تو والد صاحب مسجد کے باہر کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو یہاں جنگل میں چور ڈاکو بھی ہوتے ہیں دشمن بھی ہوتے ہیں لہٰذا اتنی رات میں یہاں اکیلے مت آیا کرو، گھر میں ہی تہجد پڑھ لیا کرو والد صاحب کے حکم کی تعمیل میں حضرت والا پھر گھر پر ہی تہجد پڑھنے لگے ان حالات کو دیکھ کر والد صاحب آپ کا نام لینے کی بجائے مولوی صاحب کہنے لگے اور ان کے دوست بھی آپ کو دُرویش اور فقیر کہتے تھے واقعی کسی نے سچ کہا ہے ؎

زباں خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ

اسی دور نابالغی میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف سے والہانہ شغف ہوگیا تھا حضرت والا کے قرآن پاک کے استاد بڑی ہی دردناک آواز میں مثنوی شریف پڑھتے تھے قرآن پاک پڑھنے کے بعد حضرت والا ان سے درخواست کرتے تھے کہ مثنوی شریف سنائیں تو وہ نہایت دردبھری آواز میں مثنوی شریف پڑھ کر حضرت کے قلب کو تڑپا دیتے تھے اسی وقت سے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت والا کو بے پناہ محبت ہوگئی تھی اور مثنوی شریف سمجھنے کے شوق

میں فارسی تعلیم شروع کردی تھی حضرت والا اکثر فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اول تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن سے میرے قلبِ مضطر کو بہت تسکین ملی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد، اوّلاً مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حاصل ہوا اسی زمانے میں مثنوی شریف کے اشعار پڑھ پڑھ کر رویا کرتے تھے، خصوصاً یہ اشعار ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح از درد اِشتیاق

اے خدا تیری جدائی کے غم میں، میں اپنا سینہ پارہ پارہ چاہتا ہوں تا کہ تیری محبت کی شرح دردِاشتیاق سے بیان کروں ؎

ہر کہ را جامہ زعشقے چاک شد
اوز حرص و عیب کلی پاک شد

عشق حقیقی کی آگ سے جس کا سینہ چاک ہوگیا وہ حرص و ہوس، عُجب و کبر، حُبّ دنیا، حب جاہ، کینہ وحسد، وغیرہ جملہ رذائل سے پاک ہوگیا ؎

آہ را جز آسمان ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

میں جنگل کے ایسے سناٹے میں آہ وفغاں کرتا ہوں جہاں کوئی میری آہ کا سننے والا نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تحصیلِ طبِ یونانی

درجہ ہفتم کے بعد حضرت والا کے والد گرامی نے پھر اصرار سے طبیہ کالج الٰہ آباد میں داخل کرادیا اور فرمایا کہ طب کی تعلیم کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کر لینا۔ چنانچہ والد صاحب کی خواہش پر الٰہ آباد طب کی تعلیم کے لئے تشریف لے گئے

اور اپنی پھوپھی صاحبہ کے ہاں قیام فرمایا وہاں سے ایک میل دور صحرا میں ایک مسجد تھی جو جنوں کی مسجد کے نام سے مشہور تھی وہاں گاہے گاہے حاضری ہوتی تھی اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوتے تھے اکثر ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے والد صاحب کو کہ انھوں نے مجھے طب پڑھائی جس سے مجھے اپنے احباب کو غیر معتدل ہونے سے بچانے میں مدد ملتی ہے اور ان کو معتدل رکھنے کے لئے اپنی طب کو کام میں لاتے ہوئے ان کی صحت کا پورا خیال رکھتا ہوں اتنا وظیفہ بھی نہیں بتاتا کہ جس کو پڑھنے سے ان کے دماغ میں خشکی بڑھ جائے۔

حضرت والا طب میں ایک واسطہ سے حکیم محمد اجمل خان مرحوم کے شاگرد ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مکاتبت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور وعظ ''راحت القلوب'' کے مطالعہ کے بعد اس سلسلہ سے بہت مناسبت اور محبت پیدا ہوگئی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لئے خط لکھا لیکن وہاں سے جواب آیا کہ حضرت علیل ہیں خلفاء میں سے کسی مصلح کا انتخاب کرلیا جائے ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی، شدید صدمہ ہوا اور بار بار یہ اشعار زبان پر آتے تھے اور گریہ طاری ہوجاتا تھا ؎

جو تھے نوری وہ گئے افلاک پر
مثل تلچھٹ رہ گیا میں خاک پر
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
اور بوم ویرانے میں ٹکراتا رہا

جس دن طبیہ کالج سے فارغ ہوئے اور پھوپھی کے گھر پہنچے تو گھر سے اطلاع ملی کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا غم کا ایک پہاڑ ٹوٹا اور قلب کو شدید غم پہنچا لیکن اپنے آپ کو سنبھالا اور قبرستان تشریف لے گئے، قبروں کو نگاہ عبرت سے دیکھا اور دل کو سمجھایا کہ یہی سب کی منزل ہے اور حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہی عین عبدیت ہے۔

تلاش مرشد

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ بچپن ہی سے بطریقِ جذب آتش عشق الٰہی سے نوازے گئے تھے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سلسلہ تھانوی کے کسی ایسے شیخ اور مصلح کی تلاش میں رہے جو سراپا دردِ عشق و محبت اور سوختہ جان ہو۔ اسی دوران الہ آباد میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور روزانہ عصر سے رات گیارہ بجے تک حضرت کی خدمت میں رہتے۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبردست صاحبِ نسبت اور سراپا محبت تھے اور حضرت والا سے بے انتہا محبت اور شفقت فرماتے تھے حضرت والا اگر کبھی رات کا قیام فرماتے تو حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر سے اپنا بستر باہر خانقاہ میں لے آتے اور فرماتے کہ یہاں بڑے بڑے علماء آتے ہیں لیکن میں کسی کے لئے گھر سے باہر بستر نہیں لاتا صرف آپ کے لئے گھر سے باہر آکر سوتا ہوں ایک خط میں تحریر فرمایا کہ آپ کو مجھ سے جیسی محبت ہے دنیا میں مجھ سے ایسی محبت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ بقول حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی قدس سرہ سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے قوی النسبت بزرگ تھے اور مقام قطبیت پر فائز تھے اور نہایت درد سے اشعار پڑھتے تھے آپ کے یہاں نسبت اشعار سے منتقل ہوتی تھی حضرت والا کا ذوق شعری حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا تربیت یافتہ ہے اسی دوران حضرت شیخ کی زندگی کا پہلا شعر ہوا جو آپ کی آتش غمِ نہانی کی ترجمانی کرتا ہے ؎

درد فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اِک ماہی بے آب ہے

بیعت وارادت

پھر حضرت شیخ کو علم ہوا کہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ مقیم ہیں ایک دوست نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چشم دید کیفیاتِ دردِ محبت وعشق ودیوانگی کا حال بیان کیا تو حضرت شیخ کو ان کی طرف دل میں بہت کشش محسوس ہوئی اور بہت زیادہ مناسبت معلوم ہونے لگی اور شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیا حضرت شیخ نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب پہلا خط لکھا تو اس میں یہ شعر تحریر کیا ؎

جان و دل اے شاہ قربانت کنم
دل ہدف را تیر مژگانت کنم

ترجمہ:۔اے شاہ میں جان ودل آپ پر قربان کرتا ہوں۔

حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ ’’آپ کا مزاج عاشقانہ معلوم ہوتا ہے اور اہل عشق اللہ تعالیٰ کا راستہ بہت جلد طے کرتے ہیں، محبت شیخ

مبارک ہو، محبتِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی مفتاح ہے'' اور اپنے حلقہء ارادت میں قبول فرمالیا اور ذکر واذکار تلقین فرمائے۔

خدمتِ شیخ میں حاضری

حضرت والا اپنے شیخ ومرشد کی زیارت اور خدمت میں پہنچنے کے لئے بے چین رہے لیکن سفر سے بعض موانع عارض تھے اس لئے جلد حاضر نہ ہو سکے اسی دوران اپنے قصبہ کے قریب آبادی سے باہر ایک غیر آباد مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں معمولات پورے فرماتے بالآخر حاضری کا وقت آن پہنچا بقرعید کے قریب والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہو گئے اور عین بقرعید کے دن پھولپور پہنچے، قلب وجان مسرور تھے خوشی اور مسرت ہر بُنِ مو سے ٹپک رہی تھی حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے، ٹوپی زمین پر رکھی ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، گریباں چاک تھا دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر رہے ہوں جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے تو عرض کیا میرا نام محمد اختر ہے، پرتاب گڑھ سے اصلاح کے لئے حاضر ہوا ہوں، چالیس دن قیام کا ارادہ ہے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے کو آپ کے قیام وطعام کا حکم دیا۔ پھر اپنے شیخ کے ساتھ ایسے جڑے کہ سترہ سال شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزار دیئے اور دس سال تو ایسے مجاہدات سے گزارے جن کا تصور کرنا بھی مشکل ہے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت سے عبادت میں مشغول ہوتے تھے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اللہ اللہ کا نعرہ لگاتے گویا کہ سینہ میں آتش عشق کی اتنی بھاپ بھر جاتی کہ اگر یہ نعرہ نہ لگائیں تو سینہ ہی پھٹ جائے حضرت والا کا شعر ہے ؎

وقفے وقفے سے آہ کی آواز
آتش غم کی ترجمانی ہے

قرآن مجید کی تلاوت کرتے کرتے کبھی بڑی ہی وارفتگی اور بے چینی کے ساتھ فرماتے ۔

آ جا میری آنکھوں میں سما جا میرے دل میں

اور کبھی والہانہ انداز میں خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھتے ۔

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سرِ زاہد نہیں یہ سر، سرِ سودائی ہے

عشقِ شیخ اور خدمت ومجاہدات

آپ اپنے شیخ کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتے وضو کراتے اور جب شیخ عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے تو آپ پیچھے ذرا ہٹ کر آڑ میں بیٹھے رہتے تا کہ شیخ کی عبادت میں خلل نہ پڑے جب تک شیخ مشغول رہتے آپ بھی بیٹھے رہتے تہجد سے دو پہر تک تقریباً سات گھنٹہ روزانہ شیخ عبادت فرماتے دو پہر کا کھانا شیخ اور مرید مل کر تناول فرماتے ان دس برسوں میں کبھی ناشتہ نہیں کیا کیونکہ حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بوجہ پیرانہ سالی ناشتہ نہیں کرتے تھے اس لئے حضرت نے بھی ناشتہ کو منع کر دیا کیونکہ روزانہ ناشتہ بھجوانے میں شیخ کے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی۔ جوانی کے وقت میں صبح سے لے کر ایک بجے تک ایک دانہ منہ میں نہیں جاتا تھا حضرت فرماتے ہیں کہ میرا ناشتہ شیخ کے دیدار، ذکر و تلاوت و اشراق سے ہوتا تھا اور اتنا نور محسوس ہوتا تھا کہ آج تک اس کے انوار قلب و روح محسوس کرتے ہیں چاندنی راتوں میں اپنے شیخ کے ساتھ جنگل میں درختوں کے نیچے بیٹھ کر ذکر کرتے عجیب کیف و مستی کا عالم ہوتا ۔

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جذب عشق ومستی کا عجب عالم تھا گھر میں نہ بیت الخلاء تھا نہ غسل خانہ، قضاء حاجت کے لئے جنگل میں جانا ہوتا۔ وضواور غسل کے لئے قریب میں پانی کا ایک تالاب تھا جس میں بہت جونکیں تھیں اور سردیوں میں پانی برف کی مانند ٹھنڈا ہو جاتا تھا جب نہاتے تو ایک منٹ کے لئے ایسا لگتا کہ بچھوؤں نے ڈنگ مار دیا ہواسی میں نہاتے تھےاور جونکوں کو بھی ہٹاتے جاتے کہ کہیں چپک نہ جائیں مسجد کے قریب ایک کنواں بھی تھا لیکن حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا پانی استعمال نہ کرتے تھے اس لئے حضرت اپنے شیخ کے لئے شدید گرمیوں میں بھی روزانہ ایک میل دور ندی سے پانی بھر کر لاتے غرض حضرت اقدس شب وروز سفر وحضر میں اپنے شیخ کی خدمت میں مشغول رہتے۔

اسی سال سفر کراچی میں بندہ (جلیل احمد اخون عفی عنہ) کی ملاقات جناب محمد الیاس صاحب قریشی دہلوی سے ہوئی جو ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر واقع کوچہ مہر پرور دہلی تشریف لائے ان کے ہمراہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی تھے۔ حضرت حکیم صاحب کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا شدید سردی کا موسم تھا میری والدہ حیات تھیں اور وہ بھی بوڑھی تھیں والد صاحب پہلے فوت ہو چکے تھے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی والدہ سے کہہ دیں کہ عشاء کے وقت ہی تہجد کے وضو کے لئے پانی گرم کر کے دے دیا کریں رات کو اٹھنے کی بالکل

تکلیف نہ فرمائیں، محمد اختر خود انتظام کرے گا چنانچہ روزانہ لوہے کے ایک برتن میں پانی گرم کر کے دے دیا جاتا جسے حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم گہرے خاکی رنگ کے کمبل میں لپیٹتے اور اس کو اپنے پہلو میں رکھ لیتے اور اوپر سے لحاف اوڑھ لیتے تاکہ ان کے جسم اور لحاف کی گرمی سے پانی ٹھنڈا نہ ہو اور رات بھر اسی طرح اسے لئے ہوئے نہ معلوم کس طرح سوتے اور تہجد کے وقت جب حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اٹھتے تو پانی گرم ہوتا اور حکیم صاحب دامت برکاتہم اپنے شیخ کو وضو کراتے۔

جناب محمد الیاس صاحب قریشی فرماتے ہیں کہ کافی دن حضرت ہمارے گھر رہے اور میں روزانہ یہ منظر دیکھتا تھا اور مجھے بڑی حیرت ہوتی تھی واقعی محبت میں وہ کرامت ہے جو ہر قسم کی طاقت دے دیتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اختر میرے پیچھے پیچھے ایسے لگا رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ ماں کے پیچھے پیچھے لگا رہتا ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم اپنے شیخ کے علوم و معارف اور ملفوظات کو بڑی محبت اور جانفشانی سے قلمبند فرماتے تھے چنانچہ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حکیم اختر میرے غامض و دقیق مضامین کو بھی قلمبند کر لیتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کے وہبی علوم آپ ہی کے ذریعہ منصۂ شہود پر آئے اور حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں معرفت الٰہیہ، معیت الٰہیہ، براہین قاطعہ، شراب کی حرمت اور ملفوظات حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شائع ہوئیں جو حضرت والا کے قلم ہی سے لوگوں تک پہنچیں۔

تحصیل علوم دینیہ

آپ نے اپنے شیخ کے مدرسہ بیت العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لینا چاہئے لیکن حضرت نے انکار کر دیا کہ وہاں مجھے اپنے شیخ کی صحبت نہیں ملے گی جو علم کی روح ہے فرمایا کہ علم میرے نزدیک درجہ ثانوی اور اللہ تعالیٰ کی محبت درجہ اولیں میں ہے یہاں علم کے ساتھ مجھے شیخ کی صحبت نصیب ہوگی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ملیں گے اسی کی برکت ہے کہ آج بڑے بڑے فضلاء دیوبند حضرت والا کے حلقہ ارادت میں ہیں حضرت والا نے اتنی محنت سے پڑھا کہ درس نظامی کے آٹھ سال کے نصاب کی چار سال میں تکمیل کی اور بخاری شریف کے چند پارے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ ایک واسطے سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اس طرح آپ کی سند بہت عالی ہے۔

حضرت والا کی سادگی معاشرت

حضرت والا کی پوری زندگی بے تکلفی وسادگی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں وارفتگی اور راہ حق کے مجاہدات سے عبارت ہے حضرت شیخ نے اپنا نکاح اعظم گڑھ کے قریب ایک گاؤں کوٹلہ میں نہایت سادگی سے ایک ایسی خاتون سے فرمایا جو عمر میں حضرت والا سے دس سال بڑی تھیں لیکن پورے گاؤں میں ان کی دینداری و بزرگی کا شہرہ تھا اسی لئے حضرت والا نے ان کا انتخاب فرمایا۔

حضرت والا فرماتے ہیں کہ شیخ کی صحبت میں مدت طویلہ تک رہنا ان کی وجہ سے ہی ممکن ہوا شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت والا کے شدید والہانہ تعلق کو دیکھ کر اہلیہ نے شروع ہی میں خوشی سے اجازت دیدی تھی کہ آپ جب تک چاہیں شیخ کی خدمت میں رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا ہماری طرف سے آپ پر کوئی

پابندی نہیں، حضرت فرماتے ہیں کہ وہ ہمیشہ دین میں میری معین رہیں اور ابتداء ہی سے مجھ سے کہا کہ ہم ہمیشہ آپ کا ساتھ دیں گے جو کھلائیں گے کھا لیں گے جو پہنائیں گے پہن لیں گے اگر فاقہ کریں گے ہم بھی فاقہ کریں گے آپ جنگل میں رہیں گے تو ہم بھی جنگل میں رہیں گے آپ سے کبھی کوئی فرمائش اور مطالبہ نہیں کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس عہد کو پورا کر دکھایا اور زندگی بھر کسی چیز کی فرمائش نہیں کی نہ زیور کی، نہ کپڑے کی، نہ مال کی، دنیا کی محبت ان میں تھی ہی نہیں، جانتی ہی نہ تھیں کہ دنیا کدھر رہتی ہے جب گھر میں داخل ہوتا تو اکثر وبیشتر تلاوت کرتی ہوتیں حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت والا کے لئے فرمایا تھا کہ یہ تو صاحب نسبت ہیں ہی لیکن ان کی گھر والی بھی صاحب نسبت ہے۔

۱۹۶۰ء میں جب حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان ہجرت کی تو آپ ساتھ آئے لیکن اپنی اہلیہ اور فرزند مولانا محمد مظہر میاں صاحب کو جو اس وقت بچے تھے ہندوستان میں چھوڑ آئے اور قلت وسائل کی وجہ سے ایک سال تک نہ بال بچوں کو پاکستان بلا سکے اور نہ خود جا سکے یہ ایک سال حضرت پیرانی صاحبہ نے بڑے مجاہدے میں گزارا لیکن کبھی شکایت لکھ کر بھی نہیں بھیجی بس ایک خط میں بچہ کی شدید علالت کا تذکرہ کیا اور دعا کے لئے عرض کیا واپسی کا مطالبہ اور شکایت پھر بھی نہ لکھی ؎

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ اس دور کی رابعہ بصریہ تھیں اور

ایک راز کی بات بتاتا ہوں کہ ان کے حالات رفیعہ کی وجہ سے میں ان کا ہمیشہ سے اتنا معتقد ہوں کہ ان کے وسیلہ سے اب بھی دعا کرتا رہتا ہوں انتقال سے دو تین دن پہلے گھر کے افراد کو اور عیادت کے لئے آنے والی عورتوں کو کئی بار ان کے قریب ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو زندگی بھر کبھی نہیں سونگھی تھی۔

اور وفات کے بعد مبشرات منامیہ بھی ان کے لئے بہت ہیں جنوبی افریقہ کے مفتی حسین بھیات صاحب مدظلہم نے انتقال کے اگلے دن خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو فرشتہ نے ان کو روک دیا کہ ابھی نہیں اور پیچھے حضرت پیرانی صاحبہ آرہی تھیں تو فرشتہ نے ان کو راستہ دے دیا اور وہ جنت میں داخل ہوگئیں اس کے علاوہ بھی بہت مبشرات ہیں لیکن یہ اس کا موقع نہیں۔

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان عاشقانہ

حضرت شیخ نے اپنے شیخ کی کیفیات عشق و دیوانگی کا نقشہ ان اشعار میں کھینچا ہے ؎

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتش غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو
ہم نے دیکھا ہے تیرے سوختہ سامانوں کو
سوزش غم سے تڑپتے ہوئے پروانوں کو
ہم فدا کرنے کو ہیں دولت کونین ابھی
تو نے بخشا ہے جو غم ان پھٹے دامانوں کو

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک مرتبہ تو اتنے قریب سے زیارت نصیب ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آرہے تھے حضرت نے عرض کیا

کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کیا عبد الغنی نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں عبد الغنی آج تم نے اپنے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو خوب دیکھ لیا۔ آخر میں آپ (حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم) نے اپنے شیخ کے ساتھ کراچی ہجرت فرمالی اور حضرت مرشد کی وفات تک ساتھ رہے اور ایسی خدمت کی جو اپنی مثال آپ ہے۔

خلافت واجازت بیعت

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ان کے متعلقین مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے رجوع کرلیں چنانچہ حسب وصیت آپ نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمالیا اور دو سال بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ اس کے بارے میں آپ نے بہت پہلے خواب دیکھا تھا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ آپ اختر کو اجازت فرمادیں اور اس کی تعبیر کئی سال بعد ظاہر ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چونکہ انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کرلیا تھا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ سال تک آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کرتے دیکھا تھا اسی لئے

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ سات سو آٹھ سو برس پہلے لوگ کس طرح اپنے شیخ کی خدمت کیا کرتے تھے وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا مولانا حکیم اختر صاحب کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ دور قدیم میں اس طرح خدمت کرتے ہوں گے اور جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو خط میں تحریر فرمایا کہ از ابتداء تا انتہا خدمت شیخ مبارک ہو اور ایک بار جدہ میں حضرت سے فرمایا کہ آپ سے دین کا جو عظیم الشان کام لیا جا رہا ہے یہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا صدقہ ہے۔

۱۳۹۰ھ میں حضرت شیخ کو حرمین شریفین کی حاضری کی دوسری بار سعادت نصیب ہوئی اور وہاں پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی ہوئی اپنے مربیان کی زیارت و ملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور حرم میں حضرت کے بیانات بھی ہوئے اور پچاس سے زیادہ افراد حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے طواف بیت اللہ کے دوران یہ اشعار موزوں ہوئے جو عجب کیف و مستی کے حامل ہیں ؎

کہاں یہ میری قسمت یہ طواف تیرے گھر کا
میں جاگتا ہوں یارب یا خواب دیکھتا ہوں
نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بو سے
کسی اور سمت کو ہے میری زندگی کا دھارا
جو گرے ادھر زمیں پر میرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر میری بندگی کا تارا

شیخ اول کے انتقال کے بعد سالکین کے لئے حضرت والا کا یہ عمل شیخ کی

اہمیت کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنے دوسرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پاکستان سے گاہے گاہے حاضر ہوتے رہے اور ایک بار ہردوئی (انڈیا) میں شیخ کی خدمت میں پچاس دن تک قیام فرمایا۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ترتیب کے مطابق آپ سے فرمایا کہ آپ مدرسے کے قاری صاحب سے نورانی قاعدہ پڑھیں اور اگر آپ چاہیں تو قاری صاحب آپ کی قیام گاہ پر آکر بھی پڑھا سکتے ہیں حضرت شیخ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت میں درسگاہ میں جا کر پڑھوں گا چنانچہ آپ نے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نورانی قاعدہ پڑھا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ اس واقعہ کو بیان فرمایا اور مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر پڑھا ؎

ایں چنیں شیخے گدائے کو بکو
عشق آمد لا ابالی فاتقوا

(اتنا بڑا شیخ آج گدا بن کر در بدر پھر رہا ہے عشق جب آتا ہے تو اسی شان سے آتا ہے)

مجاہداتِ شاقہ اور انکا ثمر

اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زمانہ قیام میں حضرت والا پر مجاہدات اختیاری کے علاوہ مجاہدات اضطراری بھی آئے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں لیکن حضرت کے چار شعر نقل کرتا ہوں جن میں اضطراری یعنی ایذائے خلق کی طرف اشارہ ہے ؎

بتاؤں کیا کیا سبق دیئے ہیں تری محبت کے غم نے مجھ کو
ترا ہی ممنون ہے غمِ دل اور آہ و نالہ دلِ حزیں کا
جفائیں سہہ کر دعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ

زمانہ گذرا اسی طرح سے تمہارے در پر دل حزیں کا
جو تیری جانب سے خود ہی آئے پیامِ الفت دل حزیں کا
تو کیوں نہ زخم جگر سے بہہ کر لہو کرے رخ تیری زمیں کا
نہیں تھی مجھ کو خبر یہ اختر کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آپ نے بڑے صبر واستقلال کے ساتھ مخلوق کی ایذا رسانیوں کو برداشت کیا اور نہ کبھی کسی سے انتقام لیا اور نہ بد دعاء دی انہی مجاہدات کی برکت اور اپنے شیخ کی محبت وخدمت اور اتباع وانقیاد کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالی کا فضل خاص آپ پر متوجہ ہے اور آج پورے عالم میں آپ کا فیض پھیل رہا ہے آپ جس کمال علم وعمل، تقویٰ وللّٰہیت معرفت وخشیت، نسبت وولایت، درد وغم، سوز وگداز، شیریں ومٹھاس، آہ وفغاں، شفقت ورأفت، چشم گریاں وسینہ بریاں، پرتاثیر وعظ ونصیحت اور اصلاح وتزکیہ کی مہارت تامہ سے نوازے گے ہیں وہ بہت کم بندگان خدا کو میسر ہے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی مایہ ناز تصانیف معرفت الٰہیہ، معارف مثنوی، کشکول معرفت اور روح کی بیماریاں اور ان کا علاج وغیرہ اس بات پر شاہد عدل ہیں حضرت مولانا شیخ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے معارف مثنوی کے مطالعہ کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کی تالیف لطیف معارف مثنوی پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا اور حضرت والا کی فارسی مثنوی پڑھ کر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آپ میں اور مولانا روم میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم کے ایک صد کے قریب تصانیف ومواعظ

لاکھوں کی تعداد میں اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، ترکی، بنگالی، برمی، پشتو، گجراتی، سندھی، بلوچی اور دیگر زبانوں میں شائع ہوچکے ہیں۔

حضرت والا دامت برکاتہم کی تصانیف وتالیفات

(۱) معرفت الٰہیہ (۲) معیت الٰہیہ (۳) براہین قاطعہ (۴) صراط مستقیم (۵) شراب کے حرام ہونے کا ثبوت (۶) ملفوظات مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ (۷) معارف مثنوی (۸) کشکول معرفت (۹) رسول اللہ ﷺ کی نظر میں دنیا کی حقیقت (۱۰) روح کی بیماریاں اور ان کا علاج (۱۱) مجالس ابرار (۱۲) مذکرات دکن (۱۳) صدائے غیب (۱۴) نوائے غیب (۱۵) قرآن وحدیث کے انمول خزانے اور ایمان پر خاتمہ کے سات مدلل نسخے (۱۶) ایک منٹ کا مدرسہ (۱۷) تسہیل قواعد النحو (۱۸) معارف شمس تبریز (۱۹) بدنظری اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج (۲۰) فیضان محبت (شعری مجموعہ) (۲۱) پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں (۲۲) صحبت اہل اللہ اور اس کے فوائد (۲۳) نالہ درد (عارفانہ اشعار) (۲۴) اصلاح کا آسان نسخہ (۲۵) معمولات صبح وشام (۲۶) درس مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ (۲۷) فغانِ رومی۔

ملفوظات

(۱) فیوض ربانی (۲) الطاف ربانی (۳) افضال ربانی (۴) انعامات ربانی (۵) عنایات ربانی (۶) عطاء ربانی (۷) باتیں ان کی یاد رہیں گی (۸) سفرنامہ رنگون وڈھاکہ

مواعظ حسنہ

(۱) استغفار کے ثمرات و برکات (۲) فضائل توبہ (۳) تعلق مع اللہ (۴) علاج الغضب (۵) علاج کبر (۶) تسلیم و رضا (۷) خوشگوار ازدواجی زندگی (۸) حقوق النساء (۹) بدگمانی اور اس کا علاج (۱۰) منازل سلوک (۱۱) تجلیات جذب (اول، دوم، سوم و چہارم) (۱۲) تزکیہ نفس (۱۳) طریق ولایت (۱۴) تکمیل معرفت (۱۵) مقصد حیات (۱۶) فیضان محبت (۱۷) ذکر اللہ اور اطمینان قلب (۱۸) تقویٰ کے انعامات (۱۹) حیات تقویٰ (۲۰) نزول سکینہ (۲۱) صراط مستقیم اور اہل اللہ (۲۲) مجلس ذکر (۲۳) تعمیر وطن آخرت (۲۴) راہ مغفرت (۲۵) نور ہدایت اور اس کی علامات (حصہ اول) (۲۶) نور ہدایت اور اس کی علامات (حصہ دوم) (۲۷) عظمت حفاظ کرام (۲۸) علامات اہل محبت (۲۹) بعثت نبوی کے مقاصد (۳۰) تشنگان جام شہادت (۳۱) عرفان محبت (۲۳) آداب راہ وفا (۳۳) امید مغفرت و رحمت (۳۴) صبرا ور مقام صدیقین (۳۵) صحبت اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی (۳۶) عشق رسالت ﷺ کا صحیح مفہوم (۳۷) منزل قرب الٰہی (۳۸) انوار حرم (۳۹) فیضان حرم (۴۰) حقیقت شکر (۴۱) اللہ جل جلالہ کے باوفا بندے (۴۲) قافلہ جنت کی علامت (۴۳) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت (۴۴) یاارحم الراحمین، مولائے رحمۃ للعٰلمین (۴۵) ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے (۴۶) لذت ذکر اور لطف ترک گناہ (۴۷) ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ (۴۸) تحفہ ماہ رمضان (۴۹) عظمت رسالت ﷺ (۵۰) اللہ تعالیٰ کا پیغام دوستی (۵۱) انعامات الٰہیہ (۵۲) تقریر ختم قرآن و بخاری شریف (۵۳) محبوب الٰہی بننے کا طریقہ (۵۴) توبہ کے آنسو (۵۵) آرام دوجہاں کا طریق (۵۶) خون تمنّا کا انعام (۵۷) تعلیم و تزکیہ کی اہمیت (۵۸) اصلی پیری مریدی (۵۹) مقام اولیاء صدیقین

(۶۰)علاماتِ مقبولین (۶۱)مقامِ اخلاصِ محبت (۶۲)قرآن پاک کی روشنی میں ثبوتِ قیامت اور اس کے دلائل (۶۳)حقوق الرجال (۶۴)لذّتِ قربِ خدا (۶۵)دین پر استقامت کا راز۔

انگلش میں کتابیں

(1) Beautiful Sunnah of Beloved Nabi(Saw)(2) What is the reality of Tasawwuf (3)Hajj and Umrah Guidelines(4)Purpose of Life(5)The Treatment for Anger(6)The 14 Harms of Casting Evil glance(7)A Life of Piety (8)A Soul Heart (9) The Rights of Women(10)The Etiquettes of Visiting the Haramain Sharifain (11)TheFourActions(12)TheRightsofHusband

حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ان کے شیخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حیدرآباد دکن (انڈیا) میں عارف باللہ کا خطاب دیا جہاں ایک بہت بڑا دینی جلسہ تھا جلسہ کے منتظمین کو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایت کی کہ اشتہار میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے نام سے پہلے عارف باللہ لکھا جائے اور جب مولانا ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ سال قبل جنوبی افریقہ پہنچے اور وہاں پر آپ کا فیض دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور آپ کے بارے میں فرمایا ؎

کرامت ہے یہ تیری تیرے رندوں میں مرے ساقی

جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں میخانہ بن جائے

یہ اہل اللہ داغ حسرت دل سے سجاتے ہیں تب کہیں جا کے اللہ تعالیٰ کو پاتے ہیں اسی لئے بزرگان دین اور مشائخ کے ایام مجاہدہ دیکھنے چاہئیں نہ کہ ایام فتوحات۔ حضرت میر عشرت جمیل صاحب نے خوب فرمایا۔

آہ کیا سمجھے گا وہ فطرت شاہانہ تیری
جس نے دیکھی ہی تری شان فقیرانہ نہیں

مبشرات منامیہ

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے لئے مبشرات منامیہ بھی عظیم الشان ہیں اور چونکہ مبشرات آیت **لھم البشریٰ** کی تفسیر ہیں اس لئے صرف چند یہاں پیش کرتا ہوں۔

پہلی بشارت

چند سال قبل حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران حضرت مولانا عبدالحمید صاحب خلیفہ اجل حضرت اقدس دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم آزادول نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ مواجہہ شریف میں حاضر ہیں اور حضرت والا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے ہیں اور خواب میں دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرات شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) بھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر تبسم فرماتے ہوئے حضرات شیخین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو! میرے اختر کو دیکھو۔

دوسری بشارت

اس خواب سے تقریباً دس سال پہلے بنگلہ دیش کے قاری عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا کہ حضور ﷺ نے ان کی پیشانی اور چہرے کا بار بار اتنا بوسہ لیا کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن مبارک ان کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگا پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ معلوم ہے میں تم سے کیوں محبت کرتا ہوں؟ عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ مجھے تو کچھ خبر نہیں ارشاد فرمایا کہ چونکہ تم میرے اختر سے محبت کرتے ہو اس لئے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

تیسری بشارت

اور اسی سال حضرت والا کے ایک خادم محمد فہیم صاحب جو نہایت صالح جوان ہیں کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ چاروں سلسلے حق ہیں لیکن ان چاروں سلسلوں میں سب سے زیادہ ہمارے قریب یہ ہیں اور یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت والا کی طرف اشارہ فرمایا جو نہایت ادب سے دوزانو گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو میرے اختر سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا۔

چوتھی بشارت

اور لیسٹر (انگلینڈ) کے مولانا سلیمان نانا صاحب جو اس سال یعنی ۱۴۲۰ھ کو خاص عید الفطر کے دن مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مواجہہ شریف میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے وقت بیداری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی کہ مولانا اختر سے ہمارا

سلام کہہ دینا اور صلوٰۃ وسلام پڑھ کر جب واپس ہونے لگے تو مواجہہ شریف سے پھر آواز آئی کہ دیکھو مولانا اختر کو ہمارا سلام ضرور پہنچا دینا، سبحان اللہ ؎

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

ترجمہ:۔اس بشارت پر اگر جان فدا کردوں تو بجا ہے اور پھر بھی حق تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

پانچویں بشارت

اور حال ہی میں پشاور کے ایک صالح جوان جن کا تبلیغی جماعت سے تعلق ہے کراچی حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ روضہ مبارک میں حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے حضرت والا کے سر پر عمامہ باندھ رہے ہیں ؎

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

یا رب صلّ وسلم دائما ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

رضاء بالقضاء کی تصویر

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مقام اخلاص سے بھی بلند ہے وہ ہے رضاء بالقضاء یعنی اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کے فیصلوں پر دل وجان سے راضی رہنا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے امت کو اس کی عملی تعلیم اس وقت دی جب آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہورہا تھا، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے اے ابراہیم ہم آپ کی جدائی پر غمگین

ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر دل سے راضی ہیں اس واقعے سے معلوم ہوا کہ طبعی غم رضاء بالقضاء کے منافی نہیں ہے بشرطیکہ دل اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر مطمئن ہو۔

اولیاء صدیقین کو اس مقام کا حاصل ہونا ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے مقام قرب میں اضافہ اور مخلوق کو ان کے رضاء بالقضاء کے مقام پر فائز ہونے کا نظارہ کرانے اور سبق دینے کیلئے آزمائشوں میں مبتلاء فرمادیتے ہیں۔

سیدی ومرشدی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم پر ۳۱؍جولائی ۲۰۰۰ء بروز بدھ فالج کا حملہ ہوا جس سے دایاں حصہ اور زبان بری طرح متاثر ہوئی، لیکن اول یوم سے حضرت کے چہرہ پر جو اطمینان کی کیفیت تھی وہ کسی تندرست اور توانا کو بھی حاصل نہیں۔

بندہ جب اگلے روز بہاول نگر سے کراچی پہنچا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بندہ کو دیکھ کو حضرت مسکرائے جبکہ بندہ رو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کے قوت ارادی اور رضاء بالقضاء کے صدقے مرض میں کافی حد تک تخفیف ہوگئی زبان تو الحمدللہ بالکل صاف ہوگئی اور اعضاء میں بھی کچھ حرکت آگئی لیکن معذوری کلی طور پر ختم نہیں ہوئی اور حضرت کے فیض رسانی کا سلسلہ پہلے سے کہیں بڑھ گیا صحت کی حالت میں ہفتہ واری مجلس ہوتی تھی اور فالج کی بیماری کے بعد روزانہ چار مجلسیں فرمانے لگے فجر کے بعد، ساڑھے گیارہ بجے دن، عصر کے بعد اور عشاء کے بعد اور الحمدللہ! اب تک یہ مجالس جاری ہیں اور ہر مجلس کا دورانیہ پونے گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے تک ہے اور حضرت والا کی محبت الٰہیہ کی شراب کہن کے ایک ایک قطرے سے سرشار محبت الٰہیہ واصل باللہ، عارف باللہ اور باقی باللہ ہورہے ہیں اور حضرت کا فیض پہلے سے کہیں زیادہ سالکین کے قلوب

محسوس کررہے ہیں اور پورے عالم سے تشنگان شراب محبت الٰہیہ کا ہروقت تانتا بندھا رہتا ہے حضرت والا نے تربیت سالکین میں اپنی بیماری کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا اور طالبین کو دل کھول کر خم کے خم شراب آسمانی کے پلا رہے ہیں اسی کو تائب صاحب نے کہا ہے ؎

منہ خم کے ہیں کھلے ہوئے
مے کش بھی ہیں تلے ہوئے
ساقی بھی بے قرار ہے
پھر کس کا انتظار ہے
فانی بتوں پہ ہم مریں
چاہے خدا پہ جان دیں
جب ہم کو اختیار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

حضرت والا دامت برکاتہم سے جب بھی کسی نے آپ کی بیماری کے پیش نظر طبیعت دریافت کی تو دل کی گہرائیوں سے الحمدللہ کہا اور فرمایا کہ سر سے لیکر پاؤں تک عافیت ہی عافیت ہے۔

ایک مرتبہ تائب صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں عشاء کے بعد اپنا وہ کلام پڑھا جس میں حضرت کیلئے شفا مانگی گئی ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

میرے مرشد کو مولا شفاء دے
اور نشاں تک مرض کا مٹا دے

تائب صاحب خود بھی رو رہے تھے اور سامعین بھی رو رہے تھے اور سب

حضرت کو ترحمانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے تو حضرت والا نے یہ بات شدت سے محسوس فرمائی جب کلام ختم ہوا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ مجھے رحم کی نگاہوں سے نہ دیکھو۔ میں تو پہلے سے زیادہ وی آئی پی (VIP) ہوگیا ہوں کیونکہ ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک بندہ پیش ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اے بندے جب میں بیمار تھا تو تو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟ تو بندہ عرض کریگا اے اللہ تعالیٰ آپ تو بیمار ہونے سے پاک ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا۔

دراصل ان اللہ والوں پر جب بھی کوئی آزمائش آتی ہے وہ انہیں قرب الٰہی کا کوئی خاص مقام تفویض کرنے کیلئے آتی ہے اور اس سے مخلوق خدا کو بھی سبق دینا ہوتا ہے جو ذرہ ذرہ سی تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے شاکی رہتے ہیں اسی کو حضرت والا نے فرمایا ہے ؎

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

اس بیماری کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کے بارے میں بہت سی مبشرات منامیہ آئیں جو آپ کے رفع درجات اور مقام خاص پر فائز ہونے کا اشارہ دیتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

پہلی بشارت

احقر محمد عبداللہ انصاری عرض رسا ہے کہ آج سے ایک سال قبل جبکہ احقر جنوبی افریقہ آزادویل میں حضرت والا عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے بیانات کی کیسٹیں سنتے سنتے سوگیا تو بحمد اللہ خواب ہی میں

احقر کو محبوب کائنات سرور عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ حضور ﷺ ایک وسیع میدان میں تشریف فرما ہیں اور حضور ﷺ کے دست مبارک میں ریتلی مٹی ہے اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں ہمارے حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی حاضر ہیں پھر احقر نے دیکھا کہ حضور ﷺ نہایت حزن و ملال کے ساتھ حضرت والا دامت برکاتہم سے ارشاد فرما رہے ہیں

''اختر! تجھے لوگوں نے پہچانا نہیں، اختر! لوگوں نے تیری قدر نہیں کی۔''

احقر نے خواب ہی میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا اور پھر توقف کے بعد چوتھی اور پانچویں دفعہ یہی ایک جملہ نہایت درد و رقت سے ارشاد فرمایا اس کے بعد احقر کی آنکھ کھلی تو احقر زار و قطار رو دیا اس وقت جنوبی افریقہ میں رات کا ایک بج رہا تھا اور پاکستان میں صبح کے ۴، ۵ بج رہے تھے لیکن احقر نے پھر بھی یہ خواب حضرت اقدس شاہ فیروز بن عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کو فون پر سنایا۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس میں حضرت والا کی قدر و عظمت کما حقہ نہ تھی اور جس کی اندھی آنکھیں حضرت والا کے عالی مرتبے کے ادراک سے کور تھیں ایسی ہی محروم آنکھوں کو اس خواب کے ذریعے تنبیہ کی گئی اللہ تعالیٰ حضرت والا کی قدر کما حقہ کرنے کی ہم سب کو توفیق کاملہ عطا فرمائے۔

بعد مدت کے ہوئی اہل محبت کی شناخت
خاک سمجھا تھا جسے لعل بدخشاں نکلا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

دوسری بشارت

احقر محمد عمران الحق نے ۱۱/اپریل ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۷ھ،

فجر کی نماز سے قبل ہاتف غیبی کو پکارتے ہوئے سنا کہ

''ہم نے تمہارے شیخ کو قطب وابدال نہیں بلکہ غوث کا اعلیٰ مقام دیا ہے۔''

اور جب یہ بات سنی تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب خانہ کعبہ میں ہیں اور حج کا زمانہ ہے۔

تیسری بشارت

احقر منیر احمد مغل المعروف بہ ڈاکٹر منیر نے حضرت کی برکت سے خواب میں دیکھا کہ دل میں داعیہ ہو کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کریں اتنے میں ایک تسلہ آیا جس پر میں سوار ہوا اور یہ اڑنا شروع ہوا حتیٰ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر پہنچا جہاں بندہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف مصافحہ حاصل ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ:

''تمہارا شیخ اس وقت قطب کے درجہ پر فائز ہے۔''

اس پر میں نے پوچھا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیں انہوں نے فرمایا کہ تمہارا شیخ کیا کہتا ہے جس پر میں نے کہا کہ وہ نظروں کی حفاظت کا ہی حکم فرماتے ہیں اس پر امام صاحب نے فرمایا یہی اس وقت کا سب سے بڑا ذکر ہے۔

چوتھی بشارت

احقر محمد فیصل نے ۱۹/مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۸/صفر ۱۴۲۷ھ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت والا دامت برکاتہم عرب کی سرزمین پر تشریف لے گئے اور حضرت والا دامت برکاتہم اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم ساتھ ساتھ ہیں اور اس وقت عرب کے بالا خانوں اور ایوانوں اور پورے عالم میں حضرت کا غلغلہ مچا ہوا ہے۔

حضرت والا کے حلقے میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں اور حضرت والا ان کی تربیت فرما کر سارے عالم میں لشکر روانہ فرما رہے ہیں جب دیکھا تو ایسا محسوس ہوا (خواب میں ہی) کہ آخری زمانہ چل رہا ہے اور حضرت امام مہدی کے ظہور کا وقت قریب ہے۔

پانچویں بشارت

احقر سید محمد عارف نے ۱۴؍مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۳؍صفر ۱۴۲۷ھ بروز بدھ کی صبح ایک خواب دیکھا بندہ نے دیکھا کہ روضہ رسول ﷺ کے احاطے کے اندر قبر اطہر ﷺ کے قریب ہی حضرت والا دامت برکاتہم اپنی مخصوص نشست پر تشریف فرما ہیں اولیاء کرام کا ایک بڑا مجمع فرش پر موجود ہے روضہ رسول ﷺ سے رسول اللہ ﷺ حضرت والا دامت برکاتہم سے براہ راست کلام فرما رہے ہیں، غالباً بشارتوں کا سلسلہ تھا۔

حاضرین مجلس وقفہ وقفہ سے ماشاء اللہ، سبحان اللہ کی صدائیں دھیمی دھیمی لگا رہے تھے میر صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے بھی ماشاء اللہ، سبحان اللہ کی آواز آرہی تھی حضرت والا دامت برکاتہم نہایت ادب کے ساتھ اپنی نشست پر سر جھکائے سماعت فرما رہے تھے یہ سلسلہ کافی دیر چلتا رہا، احاطے کے باہر حضرت فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم اور راقم الحروف (محمد عارف) بھی موجود تھے بندہ نے اس منظر کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔

غیب سے آواز آئی جامعۃ الرشید اور دیگر مدارس کے حضرات یہاں بیان کیلئے آرہے ہیں جس پر اتحاد الامت کا گمان غالب ہوا اور خوشی ہوئی ساتھ ہی ایک چیخ کی آواز آئی اور روضہ رسول ﷺ سے آنے والی آواز بند ہوگئی دروازے کھل گئے

تمام حضرات باہر آنے لگے اور ایسا محسوس ہوا کہ حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہونے والا ہے جس پر انتہائی خوشی ہوئی، آنکھ کھلنے پر آذان فجر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت مبشرات ہیں جن کو تحریر کرنے کا یہ موقع نہیں کیونکہ مضمون طویل ہوجائے گا۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی بنیاد

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا کراچی میں قیام پہلے ناظم آباد میں تھا پھر حضرت شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے گلشن اقبال کراچی میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی اور ناظم آباد سے گلشن اقبال منتقل ہوگئے بعد میں اسی خانقاہ میں مدرسہ اشرف المدارس اور مسجد اشرف تعمیر کی گئی الحمدللہ آج یہ خانقاہ پورے عالم کا مرکز ہے ااور متوسلین اور طالبین افریقہ، امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، برما، بنگلہ دیش، انڈیا، افغانستان، ایران، کینیڈا، سعودی عرب، عرب امارت وغیرہ سے اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اصلاح وتزکیہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کی صحبت وارشادات عالیہ سے مستفید ہوکر فائز الحرام واپس ہوتے ہیں خصوصاً بڑے بڑے اہل علم پورے عالم سے حضرت اقدس مدظلہ سے منسلک ہوکر علم حقیقی اور کیفیات احسانیہ کے ساتھ اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔

اس خانقاہ کی ایک شاخ سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی میں قائم کی گئی ہے جہاں ہر اتوار کو فجر کے بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہوتا ہے اور گاہے گاہے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ وہاں چند روز کے لئے سالکین کے ہمراہ قیام بھی فرماتے ہیں وہیں ایک نہایت وسیع اور خوبصورت مسجد سات آٹھ سال پہلے تعمیر ہوچکی ہے اور اب ایک جامعہ اشرف المدارس کے نام سے اور ایک

مدرسۃ البنات زیر تعمیر ہے اللہ تعالیٰ تعمیر کا غیب سے سامان فرما کر حضرت والا کو مسرور فرمادے اور قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے (آمین) الحمدللہ اب دونوں ادارے تعمیر شدہ ہیں بلکہ کثرت شائقین علم کی وجہ سے ان کی توسیع کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو اولاد کی طرف سے بھی خوش بختی سے نوازا ہے حضرت کے اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت فیوضہم بھی محی السنہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص ہیں اور اشرف المدارس کا تعلیمی انتظام وانصرام بڑی خوش اسلوبی سے چلارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی دردِ عشق اور سوز وغم کے وافر حصہ سے نوازا ہے۔

خدمت خلق

اللہ والوں کا ہمیشہ سے مخلوق کا ناطہ خالق سے جوڑنے کے ساتھ ساتھ خدمت خلق بھی ان کا خاصہ رہا ہے حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب نے حضرت والا کی سرپرستی میں خدمت خلق کے کام کو منظّم کرکے ایک ٹرسٹ بنایا ہے جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم الشان خدمات کی سنہری تاریخ رقم کردی ہے اس کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لینے کیلئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔

اور حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے پوتے بھی ماشاءاللہ ہونہار اور اصحاب علم وفضل ہیں الحمدللہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم اور ان کی اولاد کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائیں اور طویل عرصہ تک صحت وعافیت کے ساتھ ان کو سلامت رکھیں اور ان کے فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری رکھیں۔ آمین

حضرت اقدس کے خلفاء حضرت اقدس کے حکم سے اپنے اپنے ملکوں اور علاقوں میں بغرض اصلاح وتزکیہ خانقاہیں قائم کررہے ہیں جن سے خلق خدا فائدہ اٹھا رہی ہے۔

شیخ العرب والعجم

حضرت والا دامت برکاتہم کو اگرچہ بہت پہلے ان کے مشائخ نے شیخ العرب والعجم کا خطاب دیا تھا لیکن اب اس کا ظہور تمام ہورہا ہے اور سعودی عرب میں خاص طور پر حرمین شریفین میں آپ کا فیض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے آپ کی جب حرمین شریفین حاضری ہوتی ہے تو صبح وشام کی مجلس میں سینکڑوں کی تعداد میں مردوخواتین حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کے بیسیوں خلفاء جدہ، مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں ہفتہ واری مجالس کا انعقاد کرتے ہیں۔

اوران سب سے بڑھ کر آپ کے مواعظ عربی زبان میں ترجمہ ہوکر حکومت سعودیہ کی اجازت سے طبع ہوکر تقسیم ہورہے ہیں حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور حضرت والا کے خلفاء مولانا عبداللہ مدنی زیدمجدہٗ اور مدینہ یونیورسٹی کے پروفیسر اور حضرت والا کے خلفاء ڈاکٹر مولانا خالد مرغوب صاحب مواعظ کا عربی ترجمہ کرکے حکومت سعودیہ سے منظور کراکر ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کررہے ہیں اور ۲۰۰۹ء کے ابتدائی مہینوں میں ایک ایک دن میں حرم مکہ اور حرم مدینہ میں ہزاروں مواعظ تقسیم ہوئے یہاں تک کہ آئمہ حرمین نے بھی ان مواعظ کو بہت پسند کیا ہے اور اہل عرب میں ان کی طلب بہت بڑھ گئی ہے اور لوگ فون کرکرکے حضرت کے خلفاء سے مواعظ طلب کرتے ہیں حضرت والا نے حکم فرمایا کہ طباعت اور تقسیم بالکل ہی نہ روکی جائے خواہ کتنا ہی مصرف آئے۔

حضرت والا اور ان کی اولاد نے اپنی گرہ سے اس مد میں بہت بڑا عطیہ دیا ہے حضرت والا کے یہ تین مواعظ اہل عرب میں قبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں (۱) **مفاسد عدم حفظ البصر (۲) کنوزمن القرآن الکریم والحدیث شریف واسباب حسن خاتمہ (۳) البَلْسَمُ الشَّافِیُ لِمَنِ ابْتُلِیَ بِالْمَعَاصِیْ.**

حضرت والا کا فیض بہاول نگر میں

الحمدللہ! جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر پنجاب پاکستان میں بھی حضرت نے ۱۷/اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہ اشرفیہ اختریہ کا افتتاح فرمایا جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت شیخ کے زیر سایہ اصلاح وتزکیہ کا کام ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وعافیت اور خدمات دینیہ اور شرف قبولیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور پوری امت کو حضرت اقدس کے وجود مسعود سے مستفید فرمائے اور خصوصا متوسلین کو پوری فکر وطلب کے ساتھ فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

الحمدللہ! امسال مارچ ۲۰۰۰ء کو احقر کی درخواست پر باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے حضرت اقدس نے نہایت کرم فرمایا اور تین دن کے لئے دوبارہ بھاولنگر تشریف لائے حضرت اقدس کے ہمراہ تقریبا چالیس احباب بھی تشریف لائے۔ پورے بہاول نگر میں عید کا سماں تھا اور لوگ جوق در جوق حضرت والا کی زیارت اور صحبت سے فیض یاب ہونے کے لئے آ رہے تھے حضرت والا یہاں کی دینی فضا اور دینی طلب کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے یہ سب حضرت والا ہی کا فیض ہے خانقاہ اشرفیہ اختریہ کی بالائی منزل کی توسیع کا حضرت والا نے افتتاح فرمایا اور منچن آباد میں جدید مسجد رفیق الاسلام کا بھی

افتتاح فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے صدقہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔آمین!

آخر میں تمام ان احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس سفر نامہ کی ترتیب و تبویب اور کتابت وطباعت میں تعاون فرمایا ہے۔خصوصاً قاری محمد قاسم جلیلی صاحب سلمہ،اور قاری بارک اللہ سلمہ،جنہوں نے رات دن اس کے مرتب کرنے میں میرے ساتھ محنت کی اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو برکت نصیب فرمائے اور اس کتاب کو میرے لئے اور پوری امت کے لئے نافع فرمائے اورلوجہہ الکریم قبول فرمائے۔آمین!

صلی اللہ علی النبی الکریم و بارک وسلم

سفر
حرمین شریفین
۱۴۱۹ھ
۱۹۹۸ء

شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ بمطابق نومبر ۱۹۹۸ء میں حضرت والا کے ساتھ حرمین شریفین کا پہلا سفر تھا احقر کی اگرچہ حرمین شریفین کی پہلی حاضری ۱۹۹۴ء میں ہوئی تھی اوراس کے بعد بھی کئی حاضریاں ہوئیں حضرت والا کی معیت میں یہ پہلی حاضری تھی حضرت والا کے ساتھ تقریباً بیس احباب تھے ۲۳ نومبر بروز پیر یہ قافلہ سعودی ائیرلائن پر کراچی سے جدہ کے لیے روانہ ہوا حضرت والا کے خلیفہ جناب ناصر گلزار صاحب مرحوم سے اس سفر میں پہلی ملاقات اور تعارف ہوا وہ جہاز میں میری

برابر والی سیٹ پر تھے بعد میں یہ تعارف انتہائی محبت میں تبدیل ہوگیااور پھر وہ چندسال بعداس دارفانی سے کوچ فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

جدہ پہنچ کر یہ قافلہ لموزین گاڑیوں پر مکہ شریف کے لیے روانہ ہوااور وہاں پر دارابرار میں ٹھہرے کچھ دیر آرام کرکے عمرہ کی ادائیگی کے لیے حاضر ہوئے۔

افسوسناک خبر

دوران عمرہ کراچی سے حضرت والا کے فرزند مولانامظہرمیاں صاحب دامت برکاتہم کا فون آیا کہ حضرت کی اہلیہ پیرانی صاحبہ پر فالج کا حملہ ہوگیا حضرت نے دوران عمرہ تو ذرااس کا احساس نہیں ہونے دیا عمرہ سے فراغت کے بعد ہم سب کو جمع کرکے یہ افسوسناک خبر سنائی۔

حضرت والا کا طرزعمل

حضرت والا نے ہم علماء کو جمع کرکے مشورہ فرمایا جس میں راقم الحروف، مفتی نورالزمان صاحب بنگلہ دیشی ،مولانا یوسف صاحب برماوی ،حضرت میرصاحب اور چند خدام تھے۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق عمرہ کرنے سے ادا ہوگیا ہے اب رسول اللہ ﷺ کا حق باقی ہے تو اس کے لیے ابھی فوری طور پر مدینہ شریف حاضر ہوکر سلام پیش کرلیتا ہوں اوراس کے بعد اپنی اہلیہ کی تیمارداری کے لیے کراچی چلاجاتا ہوں جس کے ساتھ چالیس سالہ رفاقت رہی ہے اس کا یہ حق ہے کہ اس کی بیماری میں اس کے پاس وقت گزاروں اور ویسے بھی بیوی کو بیماری اور مشکل میں اپنے شوہر کا انتظار زیادہ

ہوتا ہے۔

حضرت کے اس فیصلے سے سب مریدین اور متعلقین پر معاشرت کی کئی اہم باتیں کھل گئیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حقوق کے بعد حقوق مخلوق کی اہمیت پیدا ہوگئی حضرت والا کا یہ عمل ان کے تفقہ فی الدین پر بہت بڑی دلیل ہے۔

حضرت والا کی مدینہ شریف پھر کراچی روانگی

چنانچہ حضرت والا کے ساتھ میر صاحب اور صوفی شمیم صاحب مدینہ شریف حاضری دے کر جدہ روانہ ہوئے جہاں کراچی کے لیے سیٹ کا پہلے سے انتظام کر دیا گیا تھا اس طرح کراچی آپ کی روانگی ہوئی اور اہلیہ محترمہ کی تیمارداری کے لیے ہسپتال تشریف لے گئے حضرت والا کو دیکھ کر پیرانی صاحبہ کو بہت مسرت ہوئی اگرچہ بوجہ فالج بول نہ سکتی تھیں لیکن چہرہ جذبات کی ترجمانی کر رہا تھا چند دن بیمار رہ کر اس دارفانی سے کوچ فرما گئیں۔اناللہ و انا الیہ راجعون

حضرت والا نے مکہ شریف سے روانگی سے قبل راقم الحروف کو قافلے کا امیر مقرر فرما دیا تھا اس طرح مکہ شریف اور مدینہ شریف میں وقت مقررہ میں حضرت والا کی تعلیمات اور معمولات کا مذاکرہ کرلیا کرتے تھے۔

سفر حرمین شریفین

۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء

اگلے سال حضرت والا کے شعبان المعظم میں حرمین شریفین کے سفر کا پتہ چلا اور یہ حالت صحت میں حضرت والا کا آخری سفر تھا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت والا کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطاء فرمائے (آمین) راقم الحروف نے بھی رفاقت کی درخواست دیدی جو قبول کرلی گئی اس طرح ایک بار پھر حضرت والا کی معیت میں دیار محبوب ﷺ اور دربار شاہ کی حاضری نصیب ہوئی۔

اس دفعہ سفر کی ترتیب کراچی سے براہ راست مدینہ شریف پھر مدینہ شریف سے مکہ شریف، مکہ شریف سے جدہ اور جدہ سے کراچی تھی۔

مدینہ شریف روانگی

۴ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعرات حضرت والا صبح آٹھ بجے سولہ رفقاء کے ساتھ ائیر پورٹ پر تشریف لائے ان رفقاء میں حضرت والا کے دو پوتے مولانا ابراہیم میاں صاحب مدظلہ اور مولانا اسحاق صاحب سلمہ، حضرت میر صاحب، حاجی نثار صاحب، حافظ ضیاء الرحمٰن صاحب، صوفی شمیم صاحب، جناب فیروز میمن صاحب، مولوی محمد طاہر صاحب، جناب اطہر صاحب، جناب حق الیقین صاحب، سید واثق صاحب، عرفان غنی صاحب اور راقم جلیل احمد اخون عفی عنہ تھے۔

ذریعہ سعادت

حضرت والا نے ائیر پورٹ پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت میں ہنسنا سعادت اور غضب کے سایہ میں ہنسنا مزید جرم ہے۔

کرسی کا اثر

ارشاد فرمایا کہ کرسی انسان کا دماغ خراب کر دیتی ہے حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب صدر ایوب نے گرفتار کر کے کوئٹہ جیل بھیجا تو اخبارات میں کچھ یوں خبر چھپی کہ مسٹر احتشام الحق کو گرفتار کرلیا گیا پھر جب دو ماہ کے بعد رہا ہوئے تو خبر چھپی کہ مولانا احتشام الحق صاحب رہا ہو گئے رہائی کے بعد مولانا نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں جیل میں داخل ہوا تو جاہل تھا مسٹر لکھا گیا اور جب دو ماہ میں جیل کا درس نظامی کرلیا تو اب نکلا ہوں تو عالم بن گیا اب مولانا لکھا گیا۔

جہاز پر

تقریباً ۹ بجے جہاز پر سوار ہوئے یہ سعودی ائیر لائن کا جہاز تھا جو تقریباً ۴ گھنٹے میں کراچی سے مدینہ شریف کے انٹرنیشنل عبدالملک بن عبدالعزیز ائیر پورٹ پر اترا۔

سعودیہ میں اس وقت ۲۶ رجب ۱۴۲۰ھ کی تاریخ تھی عصر سے قبل مدینہ شریف پہنچے۔

یہ صبح مدینہ یہ شام مدینہ
مبارک تجھے یہ قیام مدینہ
بھلا جانے کیا جام و مینا ئے عالم

ترا کیف اے خوش خرام مدینہ

مدینہ کی گلیوں میں ہراک قدم پر
ہو مدّ نظر احترامِ مدینہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ
(حضرت والا دامت برکاتہم)

حضرت والا کا والہانہ انداز

ائیر پورٹ پر استقبال کے لیے مدینہ شریف کے احباب موجود تھے حضرت والا حاجی محمد دین افغانی کی موٹر میں سوار ہوگئے باقی احباب ٹیکسیوں پر۔

ائیر پورٹ سے جوں جوں مدینہ شریف قریب آ رہا تھا اور مسجد نبوی کے آثار دکھائی دینے لگے تھے تو فرمایا ؎

ڈھونڈتی تھی گنبد خضریٰ کو تو
دیکھ وہ ہے اے نگاہ بے قرار
ہوشیار اے جان مضطر ہوشیار
آگیا شاہ مدینہ کا دیار

پھر اپنے شیخ کی محبت میں یہ شعر فرمایا ؎

ہمیں ترچھی نظر سے دیکھ لے یہ کس کی ہمت
مگر اس جان محبوبی کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں

قصر الشریف میں قیام

مدینہ شریف میں قصر الشریف ہوٹل میں قیام تھا جو مسجد نبوی کے مشرق میں سوق العنابیہ اور جنت البقیع کے بالکل قریب تھا اس کی تیسری منزل کا ایک فلیٹ جس میں تقریباً چار کمرے تھے وہ بک کرایا گیا تھا۔

عصر، مغرب اور عشاء جدید مسجد شریف کا وہ حصہ جو عنابیہ اور بقیع کے قریب تھا وہاں ادا فرمائی۔

فضائل مدینہ شریف

یہیں سے تو اسلام پھیلا جہاں میں
مدینہ کا شہرہ ہے ہفت آسماں میں
یہ مسکن ہے شاہ مدینہ کا اختر
فلک بوسہ زن ہے یہاں کی زمیں پر
نظر ڈھونڈتی ہے دیار مدینہ
ہے دل اور جاں بے قرار مدینہ

(حضرت والا دامت برکاتہم)

راقم عرض کرتا ہے کہ مدینہ شریف کے بہت سے نام منقول ہیں
ناموں کی کثرت مسمّٰی کے شرف پر دلالت کرتی ہے شاید ہی کسی جگہ کے نام اس سے زائد ہوں اس شہر مبارک کا ایک نام اثرب یا یثرب ہے یہ اس شخص کا نام ہے جو نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے یہاں قیام پذیر ہوئے تھے دوسرا نام ارض اللہ ہے تیسرا نام الارض الہجرۃ ہے چوتھا نام قبۃ السلام پانچواں دارالایمان چھٹا البارۃ والبرۃ

ہے ایک نام بیت الرسول ہے ایک نام حبیبہ ہے ایک نام حرم رسول اللہ ﷺ ہے ایک نام خیرۃ ہے ایک نام دارالسنۃ ہے ایک نام ذات النخل ہے ایک نام ذات حرار ایک نام سیدۃ البلدان ایک نام شافیہ ایک نام طابہ وطیبہ ایک نام عاصمہ ایک نام قاصمہ ہے ایک نام قریۃ الانصار ہے اور معروف نام مدینہ منورہ ہے۔

اس بات پر اجماع ہے کہ مدینہ شریف کی وہ ارض مقدس جو جسم اطہر کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ ہر جگہ سے افضل ہے یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے بھی اور عرش سے بھی افضل ہے۔

حکیم ترمذی نے اپنی نوادرات میں لکھا ہے کہ آجر بن بکار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ کے ایک شخص نے فضائل مدینہ پر ایک کتاب لکھی اور مکہ کے ایک شخص نے فضائل مکہ پر کتاب لکھی دونوں خوب دلائل لائے اور ہر ایک نے کوشش کی کہ اپنی ارض مقدس کی فضیلت دوسرے پر ثابت کرے یہاں تک کہ مدنی نے مکی پر ایک ایسی فضیلت بیان کی جس سے مکی عاجز آ گیا مدنی نے کہا کہ ہر انسان اسی مٹی سے پیدا ہوتا ہے جس میں مرنے کے بعد دفن کیا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا جسم اطہر مدینہ شریف کی مٹی سے پیدا کیا گیا لہذا یہ مٹی پوری دنیا کی زمین سے افضل ہے۔

اور اس بات پر دلیل کہ آدمی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں سے پیدا کیا جاتا ہے حاکم نے مستدرک میں روایت بیان کی ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے فرمایا یہ کس کی قبر ہے لوگوں نے کہا کہ یہ فلاں حبشی کی ہے اے اللہ کے رسول ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا **لا الہ الا اللہ** اس کو لایا گیا اپنی زمین اور آسمان سے اس مٹی کی طرف جس سے یہ پیدا کیا گیا۔

صحیحین کی روایت ہے کہ مجھے حکم دیا اس بستی کا جو ساری بستیوں کو کھا جائے

گی جس کو لوگ یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے ابن منذر فرماتے ہیں اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اس کی فضیلت کے سامنے سب جگہوں کی فضیلت ماند پڑ جائے گی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مدینہ شریف کے قیا م میں تکالیف پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے انسان کے گند کو دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی زنگ کو دور کر دیتی ہے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دیں گے جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بدعت ایجاد کی مدینہ میں یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کے دن نہ اس کا کوئی فرض قبول فرمائیں گے نہ کوئی نفل آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مدینہ شریف میری جائے ہجرت ہے اسی میں دفن ہوں گا اور اسی سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا میرے پڑوس کا خیال کرو جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ سے بچیں جس نے میرے پڑوس کی حفاظت کی میں اس کا سفارشی ہوں گا قیامت کے دن اور جو حفاظت نہیں کرے گا اس کو جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔

دعائے پیغمبر علیہ السلام

آپ ﷺ نے دعا فرمائی **اللهم حبب الینا مدینة کحبنا بمکة او اشد**

اے اللہ ہمیں مدینہ شریف اسی طرح محبوب کر دے جس طرح مکہ محبوب ہے یا اس سے بھی زیادہ۔

آپ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور جب مدینہ شریف کے مکانات نظر آنے لگتے تو اپنی سواری کو تیز دوڑاتے مدینہ شریف کی محبت کی وجہ سے اور فرماتے **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنا فِیْھَا قَرَارًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا** پھر **اللهم اجعل بالمدینة ضعفئ ماجعلت بمکة من البرکة.**

اے اللہ تعالیٰ مدینہ شریف میں دو چند برکت فرما بنسبت مکہ کے۔

طاعون اور دجال اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے

رسول اللہ ﷺ جب تبوک سے واپس تشریف لائے تو جو مومنین پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے آپ کا استقبال کیا تو اس سے گرد وغبار اڑنے لگا تو بعض لوگوں نے اپنا ناک اور منہ کپڑے سے ڈھانپ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرے سے باندھا ہوا کپڑا اہٹایا اور ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے مدینہ کا غبار ہر بیماری سے شفا ہے ؎

اڑے گی ہوا سے جو خاک مدینہ
میں ایسے غباروں میں مستور ہوں گا
عجم کے بیاباں سے مفرور ہوں گا
گلستان طیبہ سے مسرور ہوں گا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

دوسری روایت میں فرمایا کہ مدینہ شریف کی عجوہ کھجور ہر بیماری کی شفا ہے اوراس کا غبار جزام کی بیماری سے شفا ہے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ جس نے سات کھجوریں کھالیں صبح کے وقت اسے شام تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی صحیحین کی روایت ہے کہ جس نے صبح صبح عجوہ کھجوریں کھائیں اس کو اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے نہ جادو اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ شریف کو حرم قرار دیتا ہوں عیر اور ثور پہاڑ کے درمیان جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ (جامع)

روضہ اقدس پر حاضری کا مشورہ

اس زمانے میں مسجد نبوی عشاء کی نماز کے ایک گھنٹہ بعد بند ہوجاتی تھی روضہ اقدس پر حاضری کا مشورہ ہوا اورحضرت والا نے فرمایا کہ فجر کے بعد حاضری دیں گے کیونکہ اب تھکاوٹ بھی ہے اور وقت بھی کم ہے۔

بعض احباب کا جذبہ

عشاء کے بعد حضرت والا آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے اور کمرے کا دروازہ بند ہوگیا تو بہت سے احباب میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم ابھی جاکر روضہ پر حاضری دے دیتے ہیں کیونکہ ہمیں کوئی خاص تھکاوٹ نہیں اور مسجد بھی کھلی ہوئی ہے تو میں نے عرض کیا کہ میں اگرچہ پہلے کئی بار مدینہ شریف حاضر ہوچکا ہوں لیکن حضرت والا کے ساتھ دربارنبوی ﷺ میں پہلی حاضری ہے اس لیے میں تو حضرت والا کے ساتھ ہی حاضری دوں گا بہرحال بہت سے احباب ازخود حاضری کے لیے چلے گئے۔

حضرت والا کی روضہ اقدس پر حاضری

فجر کی نماز کے بعد حضرت والا روضہ اقدس پر حاضر ہونے کے لیے گئے تو بہت زیادہ بھیڑ تھی تو کسی نے کہا کہ ابھی بہت دھکم پیل ہے انتظار کرلیا جائے تو حضرت والا نے روکر فرمایا کہ جب عاشق محبوب کے دروازے پر دھکے کھاتا ہے تو محبوب کو اس پر رحم اور پیار آجاتا ہے چنانچہ اسی طرح حاضری دی اور عین جب مواجہہ شریف کے سامنے پہنچے تو شرطی (سپاہی) نے ازخود جگہ بنادی اور جب تک آپ نے اطمینان سے صلوٰۃ وسلام پیش نہ کردیا اس وقت تک نہ ہٹایا ؎

یہ آہ سحر کا اثر دیکھتے ہیں
مدینہ کے شام و سحر دیکھتے ہیں
جو روضہ پہ حاضر سلاطیں ہوئے ہیں
تو پندار زیر و زبر دیکھتے ہیں
جو جالی پہ صل علیٰ کہہ رہے ہیں
اے اختؔر انہیں چشم تر دیکھتے ہیں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

ہوٹل پر واپسی

حاضری کے بعد ہوٹل پر واپس ہوئے مجلس شروع ہوگئی جنوبی افریقہ کے ایک ساتھی جو حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تھے جناب محمد صدیق جھکورا صاحب نے نصیحت کی درخواست کی۔

مدینہ شریف میں شیخ کے ساتھ حاضری کا ادب

حضرت والا نے فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک شیخ اور اس کا مرید مدینہ شریف آئے تو مرید بغیر شیخ کی معیت کے روضہ اقدس کی حاضری کے لیے چلا گیا صلوۃ وسلام پیش کر کے نظر عنایت کی درخواست کی تو روضہ اقدس سے آواز آئی کہ جب اپنے شیخ کے ساتھ آؤ گے تو عنایت کریں گے اس لیے اپنے شیخ کے ساتھ روضہ اقدس کی حاضری بہت بڑا شرف ہے۔

مجلس کے بعد وہ احباب جو از خود چلے گئے تھے اپنے فعل پر بہت نادم ہوئے۔

حاضری کا ادب

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ روضہ اقدس پر حاضری کا ادب یہ ہے کہ مدینہ شریف پہنچ کر فوراً حاضری کی کوشش نہ کرے پہلے اپنا مال واسباب ٹھکانے لگائے غسل کرے ورنہ وضو کرے اچھے کپڑے پہنے خوشبو لگائے پھر حاضر ہو اور اگر شیخ یا کوئی بزرگ ساتھ ہو تو اس کے ساتھ کم از کم پہلی حاضری دے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بحرین کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت جن کو وفد عبدالقیس کہا جاتا ہے

ایمان لانے کے بعد مدینہ شریف آئی جوں ہی وہ مدینہ شریف پہنچے ان کو اس قدر جوش تھا کہ گھوڑوں کی پیٹھوں سے چھلانگیں ماردیں اور دوڑتے ہوئے مسجد نبوی پہنچے اور حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی ادھر ان میں ایک ساتھی جن کا نام منذر بن عائذ اور لقب اشج تھا وہ پیچھے رہ گئے۔انہوں نے سب کے گھوڑوں کو سنبھالا انہیں مناسب جگہ باندھا پھر کسی سے پوچھ کر کنویں پر گئے غسل کیا دھلے ہوئے کپڑے پہنے خوشبو لگائی پگڑی باندھی پھر حاضری کے لیے تشریف لے گئے ان کے جانے سے قبل پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا کہ کوئی تم میں باقی تو نہیں رہ گیا تو ان صحابہ نے عرض کیا کہ ایک ساتھی باقی ہے اتنی دیر میں وہ بھی حاضر ہوئے پیغمبر علیہ السلام نے ان کا استقبال فرمایا اور فرمایا کہ تجھ میں دو صفات ایسی ہیں کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتے ہیں ایک بردباری اور ایک ہر کام کو ٹھہر ٹھہر کر کرنا۔

اس لیے حاضری میں عجلت نہ کرے بلکہ حضرت اشج رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرے۔(جامع)

مدینہ شریف کا ادب اور حق

ارشاد فرمایا مدینہ شریف کا غایت ادب ملحوظ رکھے۔حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کا ایک شخص مدینہ شریف گیا وہاں اس نے دہی کھائی تو کہنے لگا کہ ہندوستان کی دہی یہاں کی دہی سے اچھی ہے رات کو حضور ﷺ خواب میں آئے اور ڈانٹ کر فرمایا 'او نالائق یہاں سے نکل جا۔

ارشاد فرمایا مدینہ شریف کا حق یہ ہے کہ یہاں نعت شریف پڑھی جائے کیونکہ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ صحابی بھی نعت کہتے تھے نعت شریف کہنا سنت صحابہ ہے اور سننا سنت نبی ﷺ بھی ہے اور سنت صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہے۔

توحید اور رسول اللہ ﷺ کا عشق

ارشاد فرمایا کہ توحید کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنا اور ماننا اس لیے رسول اللہ ﷺ کا عشق ضروری ہے کیونکہ آپ ﷺ کے ذریعے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے رسول اللہ ﷺ کا جتنا عشق ہوگا اللہ تعالیٰ کا اتنا ہی عشق ہوگا۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان سیاح سے کسی نے پوچھا

پس کجامی شہزاں ہا خوشتر

کہ کون سا شہر تمہاری نظر میں خوبصورت ہے

گفت ان شہرے کہ دروے دل براست

وہ شہر جہاں میرے محبوب کا جلوہ ہے

تو مدینہ شریف کی محبت اس محبوب کی وجہ سے ہے جو اس سبز گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں۔

گنبد خضریٰ

جب نظر آئے وہ سبز گنبد
کہہ کے صل علیٰ جھوم جائیں
جب حضوری کا عالم عطا ہو
ان کو افسانۂ غم سنائیں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

سبز گنبد پہ جس کی نظر ہو

وہ بھلا جائے کس گلستاں میں
کیا کہوں رفعت شان گنبد
کچھ نہیں دم ہے اختر زباں میں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

تجلی جو ہے سبز گنبد پہ ہر دم
اسے رشک شمس و قمر دیکھتے ہیں
تصور میں آتا ہے جب سبز گنبد
تو ایمان کو گرم تر دیکھتے ہیں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

راقم عرض کرتا ہے کہ نافع ابن ابی نعیم ذکر فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی قبر شریف قبلے کی جانب پہلے نمبر پر ہے اور اس کے پیچھے رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر ہے اور اس کے پیچھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھوں کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک حصے میں قبور تھیں اور دوسرے حصے میں خود رہتیں تھیں اور اس کے درمیان ایک دیوار بنائی ہوئی تھی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قبروں کے حصے میں گھریلو کپڑوں میں داخل ہو جاتیں تھیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو پھر وہ بغیر اہتمام اور اچھی طرح کپڑے لپیٹے بغیر داخل نہیں ہوتی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی قبر کی مٹی لے

جاتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ایک دیوار بنادی جائے لیکن اس دیوار میں ایک طاق رکھ دیا گیا تھا پھر لوگ اس میں سے بھی مٹی لے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو پھر اس کو بھی بند کر دیا گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک آپ ﷺ اور شیخین کی قبور نظر آتی تھیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی مرتبہ گول دائرے میں یا مخمس اونچی دیوار قائم کردی یہ اس لیے بنایا کہ خانہ کعبہ کے مشابہ نہ ہو اور اسے قبلہ نہ بنایا جائے۔

بعد میں اس پر قبہ بنادیا گیا پہلے اس کا رنگ سفید تھا بعد میں سبز کر دیا گیا اور وہ گنبد خضریٰ کہلایا

طبرانی کی روایت میں عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور شیخین کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے اور ان کی چوتھی قبر ہوگی۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روزانہ قبر مبارک پر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور عظمت کی وجہ سے اپنے پروں کو مارتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ وسلام پیش کرتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور شام میں اتنی ہی مقدار اترتی ہے اور یہ کام کرتی ہے جب قیامت کے دن زمین پھٹے گی اور آپ ﷺ قبر مبارک سے نکلیں گے تو ستر ہزار فرشتے آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم (جامع)

مجلس در ہوٹل بعد نماز فجر ۲۷ رجب ۱۴۲۰ھ
بمطابق ۵ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

اہل مدینہ کا احترام

ارشاد فرمایا کہ اگر اہل مدینہ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو ان سے انتقام نہ لے کیونکہ اگر کسی بچے کو اس کی غلطی پر کوئی معاف کر دے تو اس کا ابّا اسے انعام دیتا ہے اور شکریہ ادا کرتا ہے اور اہل مدینہ کو معاف کرنے پر سید دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم انعام عطاء فرمائیں گے۔ دونوں حرم کے رہنے والوں کا احترام کرو۔

پھر فرمایا انتقام تو کسی سے بھی نہیں لینا چاہیے کیونکہ علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ ہیں اپنی کتاب رسالہ قشیریہ میں ارشاد فرماتے ہیں ''اِنَّ الْوَلِیَّ لَایَکُوْنُ مُنْتَقِماً وَاِنَّ مُنْتَقِماً لَا یَکُوْنُ وَلِیاً. کہ اللہ کا ولی انتقام نہیں لیتا اور انتقام لینے والا اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہوتا۔

تازہ شعر

حضرت والا نے مزاحاً فرمایا کہ ایک تازہ شعر ہوا ہے ؎

نہ کھائے گا یہاں جو حلوہ پوری
فقیری اس کی بس ہوگی ادھوری

نسبت کا خیال

ارشاد فرمایا یہاں ایک بڑے عالم دین ہیں جو ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں اور ان کا اپنا کوئی کاروبار نہیں اور دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو ہدیہ پیش کروں کیونکہ مجنوں لیلیٰ کی گلی کے مساکینوں کو خیرات دیا کرتا تھا تم لوگ بھی اس میں میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

احباب نے پوچھا حضرت کتنا کتنا حصہ ملا دیں تو فرمایا اگر سہولت ہو تو سوسو

ریال حصہ ملالیں البتہ مولانا جلیل مستثنیٰ ہیں تو بندہ نے فوراً دس ریال پیش کردیئے تو حضرت نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ مولانا نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا ہے کیونکہ ایک پردس کا وعدہ ہے اس طرح انہوں نے اپنے سو پورے کرلیے پھر عصر کی نماز کے بعد حضرت والا نے مسجد نبوی میں ان عالم کی خدمت میں ہدیہ پیش کردیا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ روزانہ بخاری شریف سمیت سولہ اسباق پڑھاتے تھے بہت قابل شخص تھے دارالعلوم دیوبند سے صدر مدرسی کی پیش کش بھی ہوئی تھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ستر بار صلوٰۃ تنجینا پڑھنے کا فرمایا تو عرض کیا کہ حضرت میں تھک جاتا ہوں اسباق پڑھانے کی وجہ سے لہٰذا ستر بار پڑھنے میں تعب ہوتا ہے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سات بار پڑھ لیا کرو ایک پر دس کا وعدہ ہے انشاء اللہ ستر ہی شمار کریں گے۔

دوسری مجلس در ہوٹل بروز جمعۃ المبارک ۸ بجے صبح

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ظرافت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں مکہ شریف میں سنایا کہ ایک آدمی تھا جس کی زبان میں لکنت تھی اور وہ ہکلا کے ہر لفظ ادا کرتا تھا تو اس نے مستقبل کے لفظ کو اس طرح ادا کیا کہ ؎

پہلے اس نے مُـــسْ کہا پھر تَـقْ کہا پھر بِـل کہا
اس طرح ظالم نے مستقبل کے ٹکڑے کردیے

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ارشاد فرمایا کہ غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کو کچھ زمانہ اہل اللہ کے پاس رہنا چاہیے۔

پھر حضرت والا نے فرمایا تا کہ علم کے گولے میں رس بھر جائے اور وہ عالم رس گولہ بن جائے خالی مولوی مت بنو بلکہ درددل بھی حاصل کرو اور درددل کا حاصل یہ ہے کہ ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو۔

عاشق کا ٹھکانہ

ارشاد فرمایا کہ جہاں کسی کا محبوب ہوتا ہے وہی اس کا ٹھکانہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ۹ ذی الحجہ کو اپنا خیمہ اور دربار عرفات میں لگا دیا تو عاشقوں نے بھی وہیں خیمے گاڑ دیے اور مکہ شریف چھوڑ کر ۹ ذی الحجہ کو عرفات چلے گئے چونکہ ان کا محبوب اللہ تعالیٰ آج وہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تجلیات خاص میدان عرفات میں آج نازل ہوتی ہیں۔

محبت کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ ایک محبت کا نام ہے اور ایک اس کی حقیقت ہے۔حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محبت کی حقیقت پا گئے تھے اس لیے ان کی فضیلت اس شئے کی وجہ سے تھی جو ان کے دل میں تھی اس لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ولکن لشئی اُقِرَ فی قلبه “ ہروقت سربکف رہتے تھے غار ثور میں جب حضور ﷺ قیام فرما ہوئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے تو وہاں ایک بل تھا۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خطرہ ہوا کہ شاید اس میں سانپ ہو اس لیے اپنا انگوٹھا بل کے منہ پر لگا دیا تا کہ سانپ انہیں کاٹے اور حضور ﷺ کو نقصان نہ پہنچا

سکے۔پس جب سانپ نے کاٹا تو آپ ﷺ نے لعاب مبارک لگایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھیک ہوگئے روایت میں ہے کہ وہ سانپ جن تھا اور حضور ﷺ کی دید کا مشتاق تھا اور سانپ کو وجود آپ ﷺ ہی کی وجہ سے ملا تھا سانپ کیا یہ دنیا پیدا ہی آپ کی وجہ سے ہوئی اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو یہ دنیا کی چیزیں پیدا نہ ہوتیں ؎

تیری خاطر سانپ سے ڈسوالیا صدیق ؓ نے
عاشقوں کو ان کی طرز عاشقی اچھی لگی

قصیدہ بردہ کا شعر

وَكَيْفَ تَدْعُوْا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ
لَوْ لَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

اورضرورت (محتاجی) اس مقدس ذات ﷺ کو کیونکر دنیا کی طرف بلاسکتی ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔

محبت میں خود حوصلہ سازی ہوتی ہے

مصرع ؎

محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت کو

یہ مدینہ شریف کی حاضری ہم کو وفاداری ،اشک باری اور آہ وزاری سکھلا رہی ہے احد کے دامن میں ستر شہداء وفاداری سکھلا رہے ہیں یہ آپ ﷺ کا حوصلہ تھا کہ ستر جنازے پڑھائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شہادت کی نعمت پر شکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بلا درخواست قرآن پاک میں تسلی نازل فرمائی۔

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جومحبت رنگ و روپ سے ہوتی ہے وہ آخر میں نفرت سے بدل جاتی ہے اللہ والی محبت ہمیشہ قائم رہتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عاشق اللہ تعالیٰ کی خوشبو اہل اللہ کے پاس پاتا ہے اس لیے ہمیشہ ان سے جڑا رہتا ہے۔

غزوہ احد میں شکست کا راز

ارشاد فرمایا کہ جب میں مدینہ شریف میں آتا ہوں تو چودہ سو سال پہلے پہنچ جاتا ہوں کہ یہاں ستر شہداء سوئے ہوئے ہیں اوران کے سردار بھی یہاں ہیں غزوہ احد میں جب شکست ہوئی تو قرآن مجید میں إِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۰)

ترجمہ: اگر تم کو زخم پہنچ جاوے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لیویں اور تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ دن بدلتے رہتے ہیں تاکہ لوگ اسلام صرف اخلاص سے قبول کریں نہ کہ جیتنے والی پارٹی سمجھ کر داخل ہوں اس لیے شکست بھی ہوتی ہے اسلام میں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولا یدخلون الاسلام علی سبیل الیمن والتفاول۔

شہادت کا راز

میدان احد میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ نازل فرمائی ''وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ'' (کرے تم میں سے شہید) تاکہ منعم علیھم (انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین) چاروں طبقوں کا مصداق درست ہو جائے مدینہ شریف کی عورتوں نے شہداء کے لواحقین کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا ''وَيَتَّخِذَ مِنْكُمُ الشُّهَدَآءَ'' یعنی شہداء میں الف لام استعمال کیا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ نازل فرمائی تو الف لام ہٹا دیا تاکہ نکرہ ہونے کی وجہ سے قیامت تک کے شہید داخل ہو جائیں اور شہادت کا دروازہ کھلا رہے۔

اور شہادت کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سمندروں کے پانی اور درختوں کے قلموں سے بھی نہیں لکھی جاسکتی جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمتوں کو لکھوانے کے لیے عاشقوں کے خون کو منتخب کیا اور عاشقوں کے خون سے اپنی عظمت کی تاریخ لکھوائی اور ان عاشقوں نے بزبان حال کہا کہ ہمارا خون ممنون کرم الٰہی ہے۔

لیکن اگر کافر کی تلوار سے شہادت حاصل نہ ہو تو اپنے خون آرزو سے شہادت حاصل کرے اور یہ شہادت صرف اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کسی کو اس کا علم نہیں ہوتا لیکن اس کی خوشبو پھیل جاتی ہے ؎

میں نے چھپایا لاکھ محبت کے راز کو
آنکھوں نے رو کے یار سے اظہار کر دیا

نعمت کی ناشکری

ارشاد فرمایا کہ نعمت کو خرچ نہ کرنا بھی ناشکری ہے تو گناہوں سے بچنے کی ہمت بھی ایک نعمت ہے اس کو خرچ نہ کرنا ناشکری کا جرم ہے مولانا جلال الدین رومی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے مخنث، نے تو مردی نے تو زن

اے ہیجڑے (مراد گناہ سے نہ بچنے والا شخص) تو نہ مرد نہ تو عورت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخنث عام ولی ہوسکتے ہیں ولایت خاصہ نہیں ملے گی کیونکہ ان میں فقدان آرزو ہے اور جب کہ فرض شکست آرزو ہے نہ کہ فقدان آرزو۔

ٹوٹے ہوئے دل کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ گناہ نہ کرنے سے دل ٹوٹتا ہے اور اللہ تعالیٰ ٹوٹے ہوئے دل کو اپنا مکان بناتے ہیں اسی لیے بری تمنائیں بھی پیدا کیں اور ان کے توڑنے کا حکم بھی دیا تاکہ اس میٹریل سے ہمارے رہنے کے قابل ہوجائے اللہ تعالیٰ کو ہر وقت خوش رکھو نیک عمل سے اور اس کی ناراضگی نہ لو برے عمل سے ورنہ وقت آتا ہے کہ بہلانے والے نہلانے والے ہوجاتے ہیں۔

مبارکباد

ارشاد فرمایا کہ میں اپنی زبان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ بلدِ رسول ﷺ میں ناطق ہے اور تمہارے کان حضور ﷺ کے شہر میں ان کی باتیں سن رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دوری کا وبال

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب چکی چلتی ہے تو جو دانے کھونٹے کے قریب ہوتے ہیں وہ نہیں پستے اور جو دور ہوتے ہیں وہ پستے رہتے ہیں اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ سے دور ہوجاتے

ہیں وہ زمین وآسمان کی چکی میں پستے رہتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے ہیں وہ امن وعافیت میں ہوتے ہیں۔اسی کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

بلائیں تیر اور فلک کماں ہے چلانے والا شہنشہاں ہے
اسی کے زیرِقدم اماں ہے بس اور کوئی مفر نہیں ہے

حرم کی تقریر

ارشاد فرمایا کہ حرم کی تقریر عجم کی سوسال کی تقریر سے افضل ہے اور اثر انگیز ہے اس لیے کہ جیسا جغرافیہ ہوتا ہے ویسی ہی تاریخ ہوتی ہے اور مدینہ شریف جیسا جغرافیہ کون پیش کرسکتا ہے جہاں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں اور جہاں ستر شہداء نے ایک ہی دن میں گردنیں کٹوادیں ان کے جنازے زبان حال سے کہہ رہے تھے ؎

ان کے کوچے سے لے چل جنازہ میرا
جان دی میں نے جن کی خوشی کے لیے
بے خودی چاہیے بندگی کے لیے

دامن احد میں

عصر کے بعد حضرت والا مع احباب دامن احد میں شہداء کے مزارات پر حاضر ہوئے ایصال ثواب کے بعد یہ دعا فرمائی اے اللہ تعالیٰ ان شہداء احد کے خون ووفاداری کے صدقے ہمیں بھی وفاداری سکھلادیجئے اور ہر لمحے آپ کو راضی رکھنے کی توفیق عطا فرمادیجئے اور اپنی ناراضگی سے بچالیجئے ؎

نظر ڈھونڈتی ہے دیارِ مدینہ
ہیں دل اور جاں بے قرار مدینہ

وہ دیکھو احد پر شجاعت کا منظر
شہیدوں کے خون شہادت کا منظر
احد کے دامن میں خون شہیداں
سبق دے رہاہے وفاء مدینہ
وفاداریوں پر صحابہؓ کی اختر
ہے تاریخ روشن یہ شہر مدینہ

جبل احد

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ احد پہاڑ مسجد نبوی سے تین میل کے فاصلے پر ہےاوراحادیث مبارکہ میں جبل احد کی فضیلت آئی ہے

۱ .عن انس رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال لأ حد لما بداله هذا جبل یحبنا ونحبه

ترجمہ:حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کے بارے میں فرمایا جب وہ سامنے آیا ھذاجبل یحبناو نحبه یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

۲ .عن انس ابن مالک رضی الله عنه مرفوعا لماتجلی اللّٰہعزوجل للجبل طارت لعظمته ستة جبل فوقعت ثلاثة بمكة وثلاثة بمدينة وقع بالمدينة احد وورقان ورضوی وقع بمكه حراء وثبير وثور.

ترجمہ:انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں آتا ہے جب اللہ

تعالیٰ نے پہاڑوں پر تجلی فرمائی تو چھ پہاڑ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اپنی جگہ سے اڑ گئے تین مدینہ شریف میں گرے اور تین مکہ شریف میں ۔ مدینہ شریف میں احد پہاڑ ورقان اور رضوی مکہ شریف میں حراء، ثبیر اور ثور۔ (جامع)

نماز مغرب

مغرب تک حضرت نے وہیں وقت گزارا اور نماز مغرب کے لیے دامن احد کی مسجد میں تشریف لے گئے مغرب ادا فرما کر مسجد سے نکلتے ہوئے ارشاد فرمایا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بدنگاہی حماقت در حماقت ہے اور اس کی ظلمت بہت شدید ہے۔

بدنگاہی کی ممانعت کا راز

پھر فرمایا اس کا راز کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئی بیوی نہیں چاہتی کہ اس کا شوہر کسی دوسری عورت کو دیکھے تو غیرت جمال خداوندی متقاضی ہوئی کہ کوئی بندہ مجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کو کیوں دیکھتا ہے۔

اور حق تعالیٰ کو اپنی بندیوں سے اتنی محبت ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کے مرد کسی اور کو دیکھیں اور میری بندیوں کا خیال نہ رکھیں۔

اور دوسری بات ایذاءِ مسلم حرام ہے اور اپنے دل کو تکلیف دینا بھی حرام ہے کیونکہ تم خود بھی مسلم ہو اور بدنظری سے دل کو تکلیف ہوتی ہے کاش یہ مجھے مل جاتی پس دل کو غم حسرت دینا ایذاءِ مسلم نہیں ہے؟

حرم واپسی

دامن احد سے قبل عشاء حرم شریف واپس ہوئے عشاء کی نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش کیا پھر آرام گاہ تشریف لائے۔

مجلس بعد نماز عشاء در ہوٹل

اللہ تعالیٰ کی محبت کی طاقت

ارشاد فرمایا کہ اگر سکرین لگا کر کڑوا پھل میٹھا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسی طاقت نہیں کہ کڑوی چیز کو میٹھی کر دے؟ اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔

پھر فرمایا روحانی امراض میں سو فیصد شفاء کا وعدہ ہے جبکہ جسمانی مرض ہو سکتا ہے کہ دوا سے بھی ٹھیک نہ ہو۔

صحبت کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ صحبت کعبہ شریف سے بھی افضل ہے کیونکہ جب ہجرت کا حکم ہوا تو سب کو ساتھ چلنے کا حکم ہوا کعبہ اور آب زمزم چھڑوا کر اپنے نبی ﷺ کے ساتھ بھیجا کیونکہ تربیت کعبہ نہیں کرسکتا اس کے لیے زندہ مربی چاہیے تربیت کے بعد پھر کعبہ کعبہ نظر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کو پانا

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خون آرزو سے ملتے ہیں خالی وظیفوں سے نہیں ملتے جس پر وہ خوش ہوں اس پر عمل کرو اپنا دل توڑو امر الٰہی نہ توڑو پورے عالم میں محترم رہو گے اگر حرام لذات لوگے تو دنیا میں بھی ذلیل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ذلیل ہو گے دنیا کا احترام اللہ تعالیٰ کے احترام کے تابع ہے ایک اعشاریہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے دل کو خوش نہ کرو جب کوئی صورت سامنے آئے اور گناہ کرنے کو دل چاہے تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ یاد کرلیا کرو

امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

بادشاہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا ہیرا زیادہ قیمتی ہے خون تمنا سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ غیر فانی، بے مثل اور غیر محدود ہوتی ہے۔

بیوی سے حسن سلوک

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے عورت کی مثال کالضلع پسلی سے دی ہے اور پھر پیدا بھی پسلی سے ہوئی ہے جیسا کہ روح المعانی میں پورا مکالمہ ہے اگر تم اپنی بیوی سے حسن سلوک نہیں کرو گے تو اپنے داماد سے کیا توقع رکھتے ہو بیویوں کے

معاملے میں ان کی کڑواہٹ برداشت کرو یہ نہ دیکھو کہ فلاں کی بیٹی ہے بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھواور انہیں پیار کرو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "یغلبن کریماً" کہ کریم النفس پر یہ غالب رہتی ہے "ویغلبھن لئیمٌ" اور کمینہ آدمی بیوی پر غالب رہتا ہے۔ یہ نبی ﷺ کا کلام ہے اور نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کا سفیر ہوتا ہے اور سفیر کی زبان دراصل سلطان کی زبان ہوتی ہے۔

حضرت مولانا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت مولانا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے نقشبندی بزرگ تھے اور نہایت ہی نازک مزاج تھے انہیں الہام ہوا کہ دہلی میں ایک عورت ہے جو زبان کی کڑوی اور بدمزاج ہے اگر تم اس سے شادی کرلو اور اس کی ایذاؤں پر صبر کرلو تو پورے عالم میں تمہارا ڈنکا پٹوادوں گا چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس خاتون سے شادی کرلی اور ہمیشہ ان کو خوش رکھا اور ان کی رعایت کی جبکہ وہ ہمیشہ زبان سے ایذاء پہنچاتی رہتی اس صبر کی برکت سے عالم عراق علامہ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ ان کے سلسلے میں داخل ہوئے اور مشہور فقیہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور مفسر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے سلسلے میں ہوئے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا واقعہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں نہایت حسین وجمیل تھے اس قدر حسن تھا کہ جب تک چہرے پر داڑھی نہیں آئی امام صاحب انہیں اپنے سامنے نہیں بٹھلاتے تھے جب داڑھی آگئی تو سامنے بیٹھنے کی اجازت دی۔ ان کی شادی ایک ایسی خاتون سے ہوئی جو خوبصورت نہیں تھی ایک دفعہ ایک

طالب علم آپ کے گھر کسی کام سے گیا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کو امام صاحب کا کوئی پیغام پہنچایا اتفاقاً ہوا سے پردہ ہٹ گیا تو اس طالبعلم کی نظر امام صاحب کی بیوی پر پڑی تو روتا ہوا واپس آیا امام صاحب نے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ اتنے حسین وجمیل اور آپ کی بیوی اس شکل وصورت کی مجھے اس پر رونا آرہا ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کو دین کی خدمت کے لیے قبول کرتا ہے اس کو مٹی کے کھلونوں میں مشغول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ملاقات

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ملاقات واجب ہے جماعت کے وجوب کا ایک راز یہ دل میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو واجب کردیا تاکہ پانچ وقت میرے عاشقوں کی ملاقات ہو پھر جمعہ کی جماعت کو فرض کردیا تاکہ اور زیادہ عاشقوں کی ملاقات ہو پھر عیدین کا حکم ہے تاکہ عاشقوں کی تعداد اور بڑھ جائے پھر حج کو فرض کردیا تاکہ سارے عالم کے عاشقوں کی آپس میں ملاقات ہوجائے۔معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ملاقات واجب ہے کیونکہ عشق اکیلا زندہ نہیں رہ سکتا اس لیے وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹) فرمایا کہ میرے عاشقوں کے ساتھ رہو۔پھر فرمایا فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ٥ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (سورۃ الفجر پارہ ۳۰) درجہ اول اہل اللہ کی ملاقات اور درجہ ثانوی میں دخول جنت ہے اس کا راز یہ ہے کہ اہل اللہ حامل منعم ہیں اور جنت حامل نعمت ہے اور حامل منعم افضل ہے حامل نعمت سے۔

اور میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل جنت مکین ہیں اور جنت مکان ہے اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے پھر دعا فرمائی اے اللہ تعالیٰ

ہمیں اپنے نیک ارادوں میں بامراد فرما اور برے ارادوں میں نامراد فرما۔ آمین

قیام مدینہ

ارشاد فرمایا کہ جب مدینہ شریف حاضری ہوا کرے تو یہ مراقبہ کیا کرو کہ حضور ﷺ کی نگاہ مبارک یہاں کے آسمان، چاند اور پہاڑوں پر پڑی تھی آج ہمیں بھی وہ مقام دیکھنے میسر ہیں جہاں آپ ﷺ کی نگاہ مقدسہ پڑی تھی اور ان اشیاء کے واسطے سے ہماری نگاہ حضور ﷺ کی نگاہ سے مل رہی ہے۔

اور سوچو اسی مدینہ شریف میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے پھرے ہیں ان کے انوارات یہاں کے ذرے ذرے میں ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ارشاد فرمایا "وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ وَمَثْوٰکُمْ" (سورۃ محمد آیت ۱۹) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور ٹھہرنے کی جگہوں کو جانتے ہیں لیکن آپ ﷺ کی شان میں کیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے "فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا" (سورۃ الطّور آیت ۴۸) آپ ﷺ ہماری بے شمار نگاہوں کے سامنے ہیں یہ آپ ﷺ کی شان محبوبیت تھی۔

نعتیہ اشعار

بندہ عرض کرتا ہے کہ کسی کے اشعار اس موقع پر یاد آئے ؎

مسجد نبوی یہ تو بتا سماں وہ کیسا پیارا ہوگا
صحن میں آقا بیٹھے ہوں گے گرد اصحاب کا حلقہ ہوگا
بزم نبوت میں صدیقؓ بھی فاروقؓ بھی عثمانؓ وعلیؓ بھی
سارے صحابہؓ تارے ہوں گے بیچ میں چاند چمکتا ہوگا

مسجد نبوی شریف

احقر جامع اجمالاً مسجد نبوی کی تاریخ عرض کرتا ہے:

حضور اقدس ﷺ جب قباء سے مدینہ کی جانب چلے تو مدینہ شریف کے ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ ان کے ہاں ٹھہریں جب آپ ﷺ مدینہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا اس اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے چنانچہ وہ اونٹنی قبیلہ بنی نجار میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس بیٹھی انہیں ہی آپ ﷺ کے اول میزبان بننے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ ﷺ نے مدینہ شریف پہنچتے ہی مسجد بنانے کی فکر فرمائی آپ ﷺ کی قیام گاہ کے قریب ایک مربد تھا جہاں کھجوریں خشک کی جاتیں تھیں آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ جگہ کس کی ہے تو بتلایا گیا کہ دو یتیم بچے سہل اور سہیل کی ہے آپ ﷺ نے ان دونوں یتیموں کو بلایا تاکہ ان سے یہ قطعہ خرید کر مسجد بنائیں اور ان کے چچا سے جن کی زیر تربیت یہ دونوں یتیم تھے خرید وفروخت کی گفتگو فرمائی ان دونوں نے کہا ہم اس زمین کو بلا کسی معاوضہ کے آپ کی نذر کرتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے اس کی قیمت کے خواستگار نہیں مگر آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا اور قیمت دیکر خرید فرمایا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس زمین کی قیمت دے دیں ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دس دینار اس کی قیمت میں ادا کیے بعد ازاں اس زمین

پر جو کھجور کے درخت تھے آپ نے ان کے کٹوانے اور قبور مشرکین کے ہموار کر دینے کا حکم دیا اور اس کے بعد کچی اینٹیں بنانے کا حکم دیا اور خود بنفس نفیس اس کے بنانے میں مصروف ہو گئے اور انصار و مہاجرین بھی آپ کے شریک تھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ ﷺ خود بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرۃ

فَارحَمِ الْاَنْصَارو المھاجِرَۃْ

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ بلاشبہ حقیقت میں اجر تو آخرت کا اجر ہے پس تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما ۔

اَللّٰھُمَّ لاخیر الّا خیر الاخرہ

فانصر الانصار والمھاجرہ

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ آخرت کی بھلائی اور خیر کے سوا کوئی خیر اور بھلائی نہیں پس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما جو صرف آخرت کی بھلائی اور خیر کے خواہاں ہیں۔

یہ مسجد اپنی سادگی میں بے مثل تھی کچی اینٹوں کی دیواریں تھیں کھجور کے تنوں کے ستون تھے اور کھجور ہی کی شاخوں اور پتوں کی چھت تھی جب بارش ہوتی تو پانی اندر آتا اس کے بعد چھت کو گارے سے لیپ دیا گیا سو گز لمبی اور تقریباً سو ہی گز عریض تھی اور تقریباً تین ہاتھ گہری بنیادیں تھیں دیواروں کی بلندی قد آدم سے زائد تھی دیوار قبلہ بیت المقدس کی جانب رکھی گئی اور مسجد کے تین دروازے رکھے گئے

ایک دروازہ اس طرف رکھا گیا جس جانب اب قبلہ کی دیوار ہے اور دوسرا دروازہ مغرب کی جانب میں جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہیں اور تیسرا دروازہ وہ کہ جس سے آپ ﷺ آتے جاتے تھے جسے اب باب جبرائیل کہتے ہیں اور جب سولہ یا سترہ ماہ کے بعد بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہو کر خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا تو وہ دروازہ جو مسجد کے عقب میں تھا بند کر دیا گیا اور اس کے مقابل دوسرا دروازہ قائم کر دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مسجد کی توسیع کا ارادہ فرمایا تو مسجد کے متصل ایک انصاری کی زمین تھی آپ ﷺ نے ان انصاری سے یہ فرمایا کہ یہ زمین جنت کے ایک محل کے معاوضہ میں ہمارے ہاتھ فروخت کر دو لیکن وہ اپنی عسرت وغربت اور کثیر العیالی کی وجہ سے مفت نہ دے سکے اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس قطعہ زمین کو بمعاوضہ دس ہزار درہم ان انصاری سے خرید کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو قطعہ زمین آپ اس انصاری سے جنت کے محل کے معاوضہ میں خرید فرمانا چاہتے تھے وہ اس ناچیز سے خرید فرمالیں آپ ﷺ نے وہ قطعہ بمعاوضہ جنت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے خرید کر مسجد میں شامل فرمایا اور اول اینٹ اپنے دست مبارک سے رکھی اور آپ کے حکم سے ابوبکر نے اور پھر عمر اور عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنھم نے رکھی۔

فضائل مسجد نبوی شریف

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سفر نہ کیا جائے مگر تین مساجد کی طرف، میری مسجد اور مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں نماز دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اس میں ایک لاکھ گنا افضل ہے۔

یہ فضیلت صرف نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سب طاعات اور نیکیوں کو شامل ہے جیسے طبرانی نے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ شریف کا رمضان دوسرے ملکوں کے ایک ہزار رمضان سے بہتر ہے اور مدینہ شریف کا جمعہ دوسری جگہوں کے ایک ہزار جمعوں سے بہتر ہے۔

مسند احمد اور طبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہوئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری اس مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں جبکہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہو تو اس کے لیے دوزخ سے، عذاب سے اور نفاق سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص میری اس مسجد میں داخل ہو نماز کے لیے یا ذکر اللہ کے لیے یا خیر سیکھنے کے لیے یا خیر سکھلانے کے لیے تو اس کی مثال مجاہد فی سبیل اللہ کی سی ہے۔ (جامع)

۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ بمطابق ۶ نومبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ

مسجد قباء میں حاضری

نشان نبی ہے یہ مسجد قباء کی
ہے قندیل طیبہ نبی کی ضیاء کی

حضرت والا دامت برکاتہم فجر کی نماز کے بعد مع احباب مسجد قباء تشریف لے گئے اور نفل ادا فرمائے ۔

قبا کی زیارت و نفلوں سے اختر
ہراک راہ سنت سے پُر نور ہوں گا
ہراک امر میں راہ سنت پہ چل کر
خدا کے کرم سے میں منصور ہوں گا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

راقم عرض کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر یکم ربیع الاول بروز پیر مکہ شریف سے روانہ ہوئے تین دن غار ثور میں قیام کیا پھر وہاں سے چلتے ہوئے آٹھ ربیع الاول بروز پیر ہی قباء کے مقام پر پہنچے جو مدینہ شریف سے تین میل کے فاصلے پر ہے انصار نے آپ کا بڑا پر تپاک استقبال کیا اور آپ نے کلثوم بن ادھم جو کہ اگرچہ کافر تھا اپنے قبیلے کا سردار تھا کے گھر قیام کیا آپ نے وہاں خود مسجد قباء کے نشانات لگا کر اس کی بنیاد رکھی اور بنفس نفیس اس کی تعمیر میں آپ شامل ہوئے اسلام میں تعمیر ہونے والی سب

سے پہلی مسجد یہی ہے جس کو قرآن مجید نے "لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (سورۃ توبہ آیت ۱۰۸)

ترجمہ: البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے (مراد مسجد قباء) وہ (واقعی) اس لائق ہے کہ آپ اس میں (نماز کے لیے) کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

من توضأفا حسن وضوء ہ ثم جآ ء مسجد قباء فیر کع فیه اربع رکعات کان له عدل عمرة

جو آدمی وضو کرے اور بہترین وضو کرے اور پھر مسجد قباء میں آئے اور پھر وہاں چار رکعات نماز پڑھے اس کے لیے عمرہ کرنے کے برابر ہے۔

عن سعید بن الرقیش الاسدی قال جاء ناانس ابن مالک الی مسجد قباء فصلی رکعتین الی بعض هٰذه السواری ثم سلم وجلس وجلسنا حوله فقال سبحان الله ماأعظم حق هذاالمسجد لو کان علی میسر ة شهر کان اهلا ان یؤتی من خرج من بیته یریده متعمد االیه لیصلی فیه اربع رکعات اقلبه الله باجر عمرة.

سعید بن رقیش الاسدی فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت انس ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ مسجد قباء میں تشریف لائے اور ایک ستون کے پیچھے دو رکعات نماز پڑھی سلام کے بعد تشریف فرما ہوئے تو ہم سب آپ کے اردگرد گھیرا بنا کر بیٹھ گئے

تو فرمایا سبحان اللہ کس قدر بڑا اس مسجد کا حق ہے اگر یہ ایک مہینے کے فاصلے پر بھی ہوتی تو پھر بھی اس کی زیارت کے لیے آنا ہوتا جو شخص اپنے گھر سے نکلے اس مسجد کی زیارت کا ارادہ کر کے پھر اس میں چار رکعت نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو عمرہ کا اجر عطا فرمائے گا۔

پیغمبر علیہ السلام نے یہاں چودہ یا چار دن قیام فرمایا اور جمعۃ المبارک کو مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے راستے میں جمعہ کا حکم آیا اور آپ ﷺ نے جمعہ ادا فرمایا جہاں آج مسجد جمعہ بنی ہوئی ہے پھر وہاں سے مدینہ شریف تشریف لے گئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جس دن پیغمبر علیہ السلام مدینہ تشریف میں جلوہ افروز ہوئے پورا مدینہ آپ ﷺ کے انوارات سے چمک اٹھا۔

نبی کریم ﷺ ہر ہفتہ کے روز قباء تشریف لایا کرتے تھے کبھی سواری پر تشریف لاتے اور کبھی پیدل تشریف لاتے مسجد نبوی سے قباء کا فاصلہ تین میل ہے احقر نے اس سفر میں بھی اور بعد کے اسفار میں بھی حضرت والا کو ہفتہ کے روز بڑے اہتمام سے حاضری دیتے دیکھا اور وہاں حضرت والا کو بڑے انہماک اور اہتمام سے دعا اور آہ وزاری کرتے دیکھا۔ بہت ہی قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ (جامع)

مسجد قبلتین

حضرت والا عصر کے بعد مسجد قبلتین تشریف لے گئے اور وہاں مغرب کی نماز ادا فرما کر واپس آئے حضرت والا کی طبیعت پر کچھ ضعف کا اثر تھا جو ارشادات ہوئے وہ پیش خدمت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تمنا پوری ہونا

ارشاد فرمایا اسی مسجد قبلتین میں ظہر کی نماز میں تحویل قبلہ کی آیات نازل ہوئیں اور آپ ﷺ کی آرزو پوری ہوئی آپ ﷺ کی تمنا تھی کہ قبلہ بیت اللہ کو بنادیا جائے

راقم عرض کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ شریف آئے تو آپ کا قبلہ بیت المقدس تھا آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اگرچہ آپ ﷺ کا دل چاہتا تھا کہ قبلہ بیت اللہ کو بنادیا جائے حضرت والا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس ادا کا ذکر بھی کیا ہے اس میں آپ ﷺ کی محبوبیت کی دلیل اعظم ہے کہ ان کے دیکھنے کی ادا کو بھی نازل فرمایا۔

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبۡلَةً تَرۡضَاهَا فَوَلِّ وَجۡهَکَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَحَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ شَطۡرَهٗ وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعۡمَلُوۡن (سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴)

ترجمہ: ہم آپ کے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں اس لیے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردینگے جس کے لیے آپ کی مرضی ہے (تو)

پھر اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجئے اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو اور یہ اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (حکم) بالکل ٹھیک ہے (اور) ان کے پروردگار ہی کی طرف سے (ہے) اور اللہ تعالیٰ ان کی کاروائیوں سے کچھ بے خبر نہیں ہیں۔

پہلے وعدہ فرمایا فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا کہ ہم عنقریب قبلہ بدل دیں گے اور پھر فوراً قبلہ بدلنے کی خوشخبری دے کر فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تحویل قبلہ کا حکم دیدیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے یہ پیغمبر علیہ السلام کے مدینہ شریف آنے سے قبل وفات پا چکے تھے اور ان کو کعبہ کے ساتھ اس قدر محبت اور تعلق تھا کہ نماز کے علاوہ کعبہ کی جانب منہ کر کے اوراد وغیرہ کرتے تھے اور جب وفات ہونے لگی تو وصیت کی کہ قبر میں میرا چہرہ کعبہ کی طرف کیا جائے ان کے بیٹے بشر بن براء رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جب نبی کریم ﷺ ان کے گھر پہنچے تو آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا گیا کھانے سے فارغ ہوئے تو ظہر کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ نے ان کے گھر کے متصل مسجد میں ظہر کی نماز پڑھائی ابھی دو رکعت ہی پڑھائیں تھیں کہ تحویل قبلہ کا حکم آ گیا اور آپ ﷺ نے نماز ہی میں رخ تبدیل کر لیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفیں بھی چل کر دوسری جانب آ گئیں پہلے مرد پھر بچے پھر عورتیں آ گئیں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ براء بن معرور کی کعبہ سے غایت محبت اس بات کی وجہ بن گئی کہ ان کی مسجد کو تحویل قبلہ کی جگہ بنایا۔ (جامع)

دعا کا مضمون

ارشاد فرمایا کیونکہ یہاں آپ ﷺ کی تمنا پوری ہوئی ہے تو دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی آرزو پوری ہونے کی برکت سے ہماری نیک تمنائیں بھی پوری فرما دے یہ سنت زکریا علیہ السلام ہے قرآن مجید میں ہے

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاء (آل عمران آیت ۳۸)

ترجمہ: اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجئے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل دیکھ کر فرمائی (جامع)

قاری رمضان صاحب مرحوم مدنی

مدینہ شریف کے قیام میں قاری رمضان صاحب مرحوم نے بڑی خدمت کی ان کے پاس بڑی جی ایم سی گاڑی تھی جسمیں پورا قافلہ سوار ہو جاتا تھا۔ مرحوم بہت خوش طبع اور ظریف انسان تھے بہت دلچسپ باتیں سناتے دوران سفر لطیفے سنا کر سفر کی کلفت محسوس نہ ہونے دیتے۔

ایک مرتبہ دوران سفر حضرت والا کو سنایا کہ میں عمرہ کر کے سعی کر رہا تھا کہ ایک خان صاحب شلوار قمیص پہنے سعی کر رہے تھے تو میں نے ان سے کہا کہ حج کے علاوہ بغیر احرام کے سعی عبادت نہیں ہے جا کر طواف کرو تو اس نے کہا کہ اللہ بہت بڑا ہے اس نے بہت کو خوب کھینچا کچھ نہ کچھ تو دے گا حضرت والا بہت ہنسے۔

مسجد قبلتین لانے کے محرک بھی قاری صاحب تھے تو اس پر حضرت والا نے

شعر فرمایا ؎

خدا بے طلب بھیج دے جام و مینا
گناہ کبیرہ ہے پھر بھی نہ پینا

(حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

مسجد فتح یا مساجد سبع

بندہ عرض کرتا ہے کہ مسجد فتح جبل صلع پر ہے اس کے اردگرد چھ مساجد اور ہیں یہ سب مساجد سبع یا مساجد فتح کے نام سے مشہور ہیں جو دراصل غزوہ خندق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کیمپ تھے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف نمازیں پڑھی تھیں ان کے پاس سے گزرتے ہوئے حضرت والا نے حضرت مولانا شاہ محمد احمد پڑتابگڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا ؎

یہ ہے ترے قدموں کے نشانات کا عالم
کیا ہوگا تری دید کے لذات کا عالم

(مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

فرمایا جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگے ہیں آج وہاں شاندار مسجدیں آباد ہیں۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں تین دن تک دعا فرمائی پیر، منگل اور بدھ کو پھر بدھ والے دن ظہر اور عصر کے درمیان دعا قبول ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر قبولیت دعا کی وجہ سے زبردست بشاشت تھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر جب بھی کوئی اہم کام آ پڑتا ہے تو میں مسجد فتح آتا ہوں اور اس گھڑی میں

دعا کرتا ہوں تو فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

باقی مساجد مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم ہیں جیسے مسجد ابوبکر، مسجد سلیمان فارسی، مسجد علی آج کل وہاں بہت بڑی مسجد بنادی گئی ہے جس کا نام مسجد ابوبکر ہے۔(جامع)

صحبت کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کولکھا کہ کیا آدمی اپنے شیخ سے خط وکتابت کے ذریعے تربیت کراسکتا ہے تواس کے جواب میں ارشاد فرمایا اگر میاں بیوی صرف خط وکتابت کرتے رہیں تو کیا اولاد مل سکتی ہے؟ جب نہیں تو اسی طرح صحبت شیخ کے بغیر تزکیہ نہیں ہوسکتا۔

اہل اللہ کی روزی

ارشاد فرمایا جس طرح مرغی کی کفالت اس کا مالک کرتا ہے اوراس کے دانے دنکے کا انتظام کرتا ہے تا کہ وہ انڈوں کو گرم رکھے کیونکہ اگر وہ روزی کی تلاش میں جائے گی تو انڈے گرم نہ رہ سکیں گے اور بچے نہ نکل سکیں گے اسی طرح اہل اللہ کی روزی کا انتظام اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تا کہ وہ بندوں کی تربیت میں مصروف رہیں اوران کو معاش کی فکر نہ ہو تا کہ ان کی صحبت سے اللہ والے پیدا ہوتے رہیں ؎

جب خدا دے مفت میں کھانے کو
تو بلا جائے پھر کمانے کو

علماء کی روزی

ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ تعالیٰ میری امت کے علماء

کا رزق منتشر فرمادے اس میں راز یہ ہے کہ علماء جگہ جگہ اپنی روزی کے لیے جائیں گے تو وہاں دین کو پھیلائیں گے اور ایک مضمون سیکھنے کا ثواب ایک ہزار رکعت کے برابر ہے اس کے مقابلے پر انفرادی عبادت کی کیا حیثیت ہے۔

اہل اللہ کے پاس ایک ساعت

ارشاد فرمایا کہ مجھے مفتی تقی صاحب سلمہ نے یہ بات بتلائی کہ میرے والد ماجد حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الامت سے عرض کیا کہ حضرت یہ جو شعر ہے ؎

یک زمانے صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تو کیا اس میں مبالغہ نہیں ہے؟ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب شاعر نے مبالغہ نہیں کیا بلکہ کم کہا ہے، یوں کہنا چاہیے تھا کہ ؎

بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

یعنی اہل اللہ کے پاس ایک ساعت رہنا ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

ارشاد فرمایا کہ عالم تابع ہے خالق عالم کے اگر وہ ناراض ہے تو کوئی اس کی مدد نہیں کرسکتا یہاں تک کہ دوا بھی شفاء نہ دے گی۔

حقیقی مدنی کون ہے

ارشاد فرمایا کہ جو سنت پر عمل کرتا ہے وہ عجم میں رہ کر بھی مدنی ہے اور جو سنت

پر عمل نہیں کرتا وہ مدینہ شریف میں رہ کر بھی مدنی نہیں ہے۔ میرا شعر ہے ؎

راہِ سنت پہ چلے جو اختر
ہے عجم اس کا پھر مدینے میں

مدینہ شریف میں صحبت

ارشاد فرمایا کہ مدینہ شریف کی صحبت بہت اثر انگیز ہے کیونکہ یہاں کی فضاؤں میں آپ ﷺ کے انوارات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا غیر محدود آبشار گر رہا ہے اس کے چھینٹے ہمیں بھی پہنچ رہے ہیں۔

اہل اللہ کی نظر کا اثر

ارشاد فرمایا حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی سے بالاکوٹ جا رہے تھے ایک شخص نے دعا کی اے اللہ تعالیٰ یہ اللہ والا ایک نظر مجھ پر ڈال دے اور خوب آہ وزاری کی سید صاحب جب اس شخص کے قریب پہنچے تو اچانک اس پر ایک نظر ڈالی اور آگے چل دیے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جب مسجد میں آتا تو روشنی پھیل جاتی پوچھنے پر اس نے کہا کہ حضرت سید صاحب کی نظر کا اثر ہے۔

دامن احد میں رات ۱۰ بجے

مسجد نبوی میں عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد کھانا وغیرہ کھا کر سب احباب آرام کرنے چلے گئے تھے اور بعض تو سو ہی گئے تھے اچانک حضرت والا کی طرف سے حکم پہنچا کہ دامن احد میں جانے کے لیے تیار ہو جاؤ جلدی جلدی سب نے تیاری کی موٹروں کا انتظام کیا گیا اور یوں یہ قافلہ رات کی ساعت میں شہداء احد کے مزارات کی

طرف چلا وہاں بالکل سناٹا تھا موسم میں خنکی تھی اورحضرت والا پرعجیب وغریب کیفیات تھیں بڑے فرط جذبات سے شہداء کی خدمت میں سلام پیش کیا ایصال ثواب کیا پھر مزارات کے سامنے دری بچھانے کا حکم فرمایا جب سب بیٹھ گئے تو بہت درد سے فرمایا کہ کل کو یہ شہداء اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی کٹی گردنیں پھٹے جسم ٹوٹے ہاتھ پاؤں لے کر پیش ہوں گے کہیں گے اے اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ تیری وجہ سے کیا اور ایک ہم پیش ہوں گے گردن تو کیا کٹاتے اپنی حرام تمناؤں کا بھی خون نہ کیا ؎

احد کے شہیدوں کے خون وفا سے
سبق لے کے پابند دستور ہوں گا
مدینہ میں جب قلب وجاں چھوڑ آیا
میں مہجور ہوکر نہ مہجور ہوں گا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

پھر فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ کی تفسیر فرمائی۔

فرار الی اللہ

ارشاد فرمایا کہ تین طرح کے فرار ہیں اور ان پر تین طرح کے قرار ہیں غیر اللہ سے حسینوں سے قلب سے بھی فرار اختیار کرے اور قالب سے بھی فرار اختیار کرے اور آنکھ سے بھی فرار اختیار کرے نہ دل غیر اللہ کو دے نہ جسم اس کے قریب رکھے نہ اس پر نظر ڈالے۔قلب کے فرار سے قلب کو قرار ملے گا اور دل غم حسرت کی تکلیف سے بچے گا قالب کے فرار سے قالب کو قرار ملے گا صحت بھی اچھی رہے گی اور عشق مجازی کی لعنتوں اور حسینوں کے گھر چکر لگانے کی تکلیف سے بچے گا اور آنکھوں کے فرار سے نظروں کو قرار ملے گا غیر اللہ کو نہ دیکھنے سے آنکھیں ٹھنڈی

رہیں گی اور دیکھنے سے وہ شکل ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہے گی اور دل بے چین رہے گا تو قلباً، قالِباً اور عیناً غیر اللہ سے فرار ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس قرار پکڑے۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی جانب فرار اختیار کرے گا اس کو قرار ملے گا

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ کی تفسیر

ارشاد فرمایا کہ روح المعانی میں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَان (سورۃ الرحمٰن آیت ۴۶) کی تفسیر صوفیاء کرام کے حوالے سے یہ نقل کی گئی ہے کہ جنۃٌ فی الدنیا بحُضُور المولیٰ وجنۃٌ فی العقبیٰ بلقأ المُولیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کے لیے دو جنتیں ہوں گی ایک جنت دنیا میں مولیٰ کی حضوری کی اور دوسری جنت آخرت میں مولیٰ کی ملاقات اور زیارت کی۔

تجدید بیعت

اس کے بعد روتے ہوئے فرمایا کہ سب یہاں دوبارہ بیعت کرو اور ان شہداء کو گواہ بنا کر وعدہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ناراض نہیں کریں گے پھر ہم سب کو دوبارہ بیعت فرمایا۔

مدینہ شریف میں مرنا

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو تم میں اس بات کی طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ شریف میں مرے تو مدینہ شریف میں مرے دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اٹھایا جاؤنگا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ پھر ہم تینوں بقیع آئیں گے اور سب سے پہلے اہل بقیع کی سفارش کرونگا پھر مکہ والوں کی پھر طائف والوں کی سفارش کرونگا تو ساکنین مدینہ مقدم ہے ساکنان مکہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے

محبوب کے فیصلے کو پسند فرمایا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کو مشورہ دیا ہے کہ جب تک طاقت رہے اپنے ملکوں میں دین کی خدمت کرو اور جب بالکل ناکارہ ہو جاؤ تو مدینہ شریف آجاؤ اور مر جاؤ۔

اتوار ۲۹ رجب ۱۴۲۰ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۹۹۹ء

حضرت والا فجر کی نماز کے بعد ریاض الجنۃ میں تشریف لے گئے اور وہاں اشراق کی نماز پڑھ کر مواجہہ شریف پر حاضری دی اور کافی دیر تک قیام کیا پھر جنت البقیع تشریف لے گئے اور ایصال ثواب کیا۔

میں روضہ پہ صل علیٰ نذر کرکے
بہ دل نور ہوں گا بہ جاں نور ہوں گا
میں دیدار گنبد سے مخمور ہوں گا
کبھی نور ہوں گا کبھی طور ہوں گا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

ریاض الجنۃ

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا **مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنه** کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

جنت البقیع

راقم عرض کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کہ آپ ﷺ

جنت البقیع میں تشریف لائے ہوئے تھے فرمایا اس قبرستان میں ستر ہزار ایسے انسان ہیں جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے اوران کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس قبرستان کا نور قیامت کے دن زمین وآسمان کے درمیان روشن ہوگا۔اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص حرمین میں سے کسی حرم میں فوت ہوجائے تو وہ شخص امن والوں میں سے اٹھایا جائے گا۔

جنت البقیع مدینہ شریف کا وہ مشہور ومعروف قبرستان ہے جو روضہ اقدس کے مشرق میں واقع ہے اوراس میں دس ہزار صحابہ کرام مدفون ہیں جن میں ازواج مطہرات اور اہل بیت بھی شامل ہیں جس میں مدفون لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں اٹھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر بقیع جاؤں گا ان کو آواز دونگا تو سب قبروں سے کھڑے ہوں گے اور سب سے پہلے اہل بقیع کی سفارش کرونگا اس کے بعد اہل معلیٰ (مکہ شریف کا قبرستان) پھر طائف والوں کی سفارش کروں گا اس کے بعد پوری دنیا والوں کی سفارش کرونگا۔(جامع)

حضرت والا فرماتے ہیں یہ آپ ﷺ کی شان محبوبیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر والوں کو مؤخر کردیا اوراپنے محبوب کے گھر والوں کا حق مقدم کردیا۔

ال عمر رضی اللہ عنہ کے باغ میں بعد المغرب

قاری رمضان صاحب مرحوم نے حضرت والا سے عرض کیا کہ مسجد قباء کے مغرب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد کا عجوہ کا باغ ہے اور وہ آپ کو اپنے ہاں

تشریف آوری کی دعوت دے رہے ہیں حضرت والا نے بخوشی قبول فرمالی اورمغرب کے بعد تشریف لے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اٰل میں اس وقت موجودہ شیخ عبدالحمید عباس نے جوکہ معمر شخص تھے اپنی اولاد کے ساتھ حضرت کا استقبال فرمایا اورعربوں کی نشست خاص حضرت والا کے لیے تیار کی گئی تھی بیٹھنے کے بعد قہوہ اور کھجور سے تواضع کی گئی اوراسکے بعد شیخ عبدالحمید نے نصیحت کی درخواست کی جس پر حضرت والا نے بلاتکلف عربی میں تقریر فرمائی تقریر سن کر شیخ عبدالحمید عباس نے کہا **واللہ ھذا علم والُعلمُ یَرفع الانسان** (خدا کی قسم یہ علم ہےاورعلم انسان کو بلند کرتا ہے)

حضرت والا دامت برکاتہم کی عربی تقریر

قال رسول الله ﷺ ان العافية بعدالايمان نعمة عظمیٰ وقال للعباس رضی اللّٰہ عنه ای لعمه عباس سَلِ العفو والعافية فی الدنیاوالاخرة وقال ملا علی القاری رحمة الله علیه فی شرح الحدیث فی شرح المشکوٰة المسمیٰ بالمرقات العافية مامراد بالعافية فکتب فی شرح المشکوٰة المراد بالعافية السلامة فی الدین من الفتنة والسلامة فی البدن من سیء الاسقام والمحنة وکل من یاکل دائماً شامی کباب وبریانی وغیرذالک ویشکر فی العبارة العظمیٰ ولکن لیس هو المتقی و عصی اللّٰہفهو لیس بالعافية لان العافية مرکب من جزئین الاول السلامة فی الدین من الفتنة والثانی السلامة فی

البدن من سی ء الاسقام والمحنة وقال تعالی 'ان اولیاء ہ الاالمتقون **فان المتقین الذین لایعصون اللہ تعالیٰ دقیقة ولکن ان صدرالخطاء منهم فیستغفرون اللہ وقال اللہ تعالی** 'استغفروربکم انه کان غفارا **وعلمنا بواسطة رسول اللہ ﷺ** قل رب اغفر وارحم وانت خیرالرٰحمین **وعلمنااللہ تعالیٰ کلمات الاستغفار قوله** واعف عنا **علامه آلوسی السید محمود البغدادی المفتی للبغداد قد کتب تفسیر هذه الآیة فی تفسیر ه المسمیٰ بروح المعانی فی اللغة العربیه فی خمسة عشر جزءً فیکتب فی تفسیر** واعف عنا **ای امح اٰثار ذنوبنا وامح شواهدذنوبنا** واغفرلنا **باظهار الجمیل وستر القبیح** وارحمنا **مامعنٰی** وارحمنا **ای تفضل علینا بفنون الآلاء مع استحقاقنا بافانین العذاب وقد قال**

العلماء الرٰسخون فی العلم واعف عنا فیہ ضمیر مستتر انت واعف عنا "انت" فیہ مستتر و"اغفرلنا" فیہ ضمیر مستتر انت وکذٰلک "وارحمنا" فیہ انت ضمیر مستتر وبعد العفو وبعد صفة ظھور المغفرہ وبعد صفة ظھور الرحمۃ قد انزل اللہ تعالیٰ فی کتابہٖ لاتکتفی الان علی ضمیر المستتر لان الحجابات قد کانت مرفوعة بکرم العفو وبکرم المغفرہ وبکرم نزول الرحمة فاٰذن لنا ان نقول انت مولٰنا ای انت سیدنا تفسیرہ فی روح المعانی ای انت سیدنا ومالکنا ومتولی امورنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین اذا کنا مستغفرین فانصرنا علی القوم الکٰفرین.

وقال ملاعلی القاری المؤمن اذا کان قد صدرمنہ

الخطایا کثیراً ولکن اذا استغفر فان اللہ تعالیٰ بکرمہ نزّلہ بمنزلۃ المتقین فھذہ العبارۃ فی شرح مشکوٰۃ قدرأیت بعینیّ ان المستغفرین نزلوا بمنزلۃ المتقین والدلیل حدیث رسول اللہ ﷺ من لزم الاستغفار جعل اللہ تعالیٰ لہٗ من کل ضیق مخرجا ومن کل ھم فرجا ورزقہ من حیث لایحتسب وھؤلاء انعامات الثلاثۃ لانعام التقویٰ کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ من امرہ یسراً ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب **فقال رسول اللہ ﷺ من کان خاطئاًومن کان عاصیاًفھو اذالزم الاستغفار فان اللہ یعطیہ کل مایعطی المتقین کما قال رسول اللہ ﷺ من لزم الاستغفار جعل اللہ تعالیٰ لہ من کل ضیق مخرجا ومن کل ھم فرجا**

ورزقـه من حيث لايحتسب هذالحديث دليل على ان المستغفرين بمنزلة المتقين.

قال تعالىٰ شانه ان اللّٰه يحب التوابين والسلاطين فى الـدنيـا لا يـحـب الـمـجـرمـيـن وقال الله تعالىٰ من يستـغـفـر الله وان كـان لـه خـطايا كثيرةً ولكن الله يـحبـه بعد الاستغفار كماقال ان الله يحب التوابين ”ويـحـب“ فعل مضارع وهوشامل حال واستقبال يـعـنـى الان انتـم اذاستـغـفـرتم من االمعصية فانتم مـحبـوبـون الان ولـكـن اذا صـدرالخطامنكم بعد ذٰلک فـى الـمستـقبـل فـان الله تعالىٰ وعدلكم ان يـغـفـرالله لـكم فى المستقبل ان الله يحب التوابين وروىٰ الامـام غزالى هذه الروايه التائب من الذنب حبيـب الله وقـال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له وفى طبقة الاولياء طبقات ثلاثةبعد

النبيين وهم الصديقون والشهداء والصالحون
وقال المفسر العظيم العلامه آلوسی السيد
محمود البغدادى فى تفسيره المسمىٰ بروح
المعانى فى تعريف الصديق ماهوالصديق التعريف
الاول الصديق هوالولى الذى لايخالف قاله حاله
والتعريف الثانى الصديق هوالذى لايتغيرباطنه من
ظاهرہٖ اى لا يتغير ايمانه من الظواهر ومن احوال
العالم ويكون مستقلاومستقيما على طريق
المستقيم والتعريف الثالث الصديق هوالذى يبذل
الكونين فى رضاء محبوبه تعالىٰ شانه والتفسير
الرابع هذاماالهمنى ربى بكرمه على قلبى الذى
لايعص الله دقيقة ولا يسخط الله دقيقة دائما يكون
مطيعا لله تعالىٰ شانه ويحفظ نفسه من المعاصى
كلها دائما وان صدر الخطافيتدارک

بالاستغفار والتوبة فان المستغفرين للذنوب بمنزلة المتقين فالذى يستغفر الله ربه فهو من الاولياء ببركة الاستغفار اذا كان المخطى العاصى نادما على خطاياه فوجد له التوبة يعنى حقيقة التوبة وحقيقة التوبة الندامة و الندامه تألم القلب فمن كان نادما كان تائبا وان كان لايستغفر بلسانه والا ستغفار باللّسان افضل واولىٰ قال الله تعالىٰ انه كان غفارا فان العبد اذا يقول لابنه استغفر لابيه هذا دليل على انه يغفر له وكذٰلک هٰذه الاية دليل على مغفرتنا وعلى نزول رحمته تعالىٰ شانه استغفروا ربكم انه كان غفارا يمدد كم باموال وبنين قدم الله تعالىٰ الاموال على البنين لان الانسان اذا كان كثير الاولاد فهو يخاف من اين نحصل لهم الرزق فلذٰلک على رعاية نفسياتنا قدم الله لنا

يـمـدد كـم باموال وبنين ويجعل لكم جنت ويجعل لكم انهارا مالكم لاترجون للّٰه وقارا

فـاذاحـضر انس رضى اللّٰه عنه مع امه واسم امه ام سـلـيـم فـقـالـت يارسول اللهﷺ ادع لخويدمک هـذا وكـان مـن ابـنـاء عشـر فدعاالله لانـس اللهم بـارک فـى مـاله قدم رسول اللهﷺ لاقتداء نزول الـقـرآن البـركة فـى الاموال اللهم بارک فى ماله وولده واطل عمره واغفرذنبه

لـكـل خـاطى ولكل عاص طريق الاستغفار ضامن للجنة

الـــــدعـــــــا

ربـنـا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنكونن مـن الخٰسرين ربنا اتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخرة حسـنة وقـنـا عـذاب الـنار اللهم انانسئلک العفو

والعافیہ ودوام العافیہ والشکر علی العافیہ اللھم واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین اللھم نسئلک ایمانا صادقا ویقینا کاملا اللھم انانسئلک بکرمک القلوب خاشعا والحفاظتک عن معاصیک یاکریم من المعاصی کلھا رب اغفر وارحم وانت خیر الرحمین. اللھم انانسئلک من خیرماسئلک منہ نبیک محمدﷺ ونعوذبک من شر مااستعاذ منہ نبیک محمدﷺ وانت المستعان وعلیک البلاغ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیرخلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین.

حضرت والا کی عربی تقریر کا ترجمہ

عافیت کا معنی

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت عافیت ہے

ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عافیت کا معنی ہے دین میں سلامتی فتنوں سے اور بدن میں سلامتی بری بیماریوں اور مشقت سے لہٰذا جو شخص شامی کباب، بریانی کھاتا ہو اور بڑی اعلیٰ عبارات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہو لیکن متقی نہ ہو اور گناہ میں مبتلا ہو وہ عافیت میں نہیں ہے کیونکہ عافیت دو سے مرکب ہے ایک دین میں سلامتی اور ایک بدن میں سلامتی اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ان کے ولی صرف متقی لوگ ہیں اور متقین وہ ہیں جو ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کریں اور اگر ان سے خطا صادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً (سورۃ نوح آیت ۱۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہمیں سکھایا رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ (سورۃ المومنون آیت ۱۱۸)

واعف عنا واغفرلنا وارحمنا کی تفسیر

علامہ السید آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی جو پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے سورۃ

بقرہ کی آخری آیات کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں **واعف عنا** یعنی ہمارے گناہوں کے آثار بھی مٹا دیجئے اور ہمارے گناہوں کے گواہوں کو بھی مٹا دیجئے **واغفر لنا** اور ہمیں معاف فرما دیجئے ہمارے اچھے اعمال کو ظاہر کر کے اور برائیوں کو چھپا کر **وارحمنا** اور ہم پر طرح طرح کی نعمتیں برسا دیجئے جب کہ ہم طرح طرح کے عذابوں کے مستحق ہیں۔

محقق علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے **واعف عنا واغفرلنا وارحمنا** میں **انت** ضمیر مستتر کی ہے لیکن جب معافی ہوگئی مغفرت کا ظہور ہوا اور رحمت آشکارا ہوگئی تو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سارے حجابات اٹھ گئے تواب بندے کو اجازت دیدی کہ اب تو کہہ **انت مولنا ای سیدنا** کہ آپ ہمارے مالک اور ہمارے ہر کام کے متولی ہیں جب ہم توبہ کر رہے ہیں اب آپ ہماری مدد کیجئے کافروں کے خلاف۔

استغفار کرنے والوں کا مقام

ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں ارشادفرماتے ہیں جب مومن سے بہت خطائیں ہوجاتی ہیں لیکن وہ توبہ اور استغفار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو متقیوں والا درجہ عطا کر دیتا ہے۔

پھر حضرت والا نے فرمایا میں نے یہ عبارت خود اپنی آنکھوں سے شرح مشکوٰۃ میں دیکھی ہے

اور دلیل اس بات پر پیغمبر علیہ السلام کی حدیث مبارک ہے کہ جو شخص استغفار کو لازم کرلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتے ہیں اور اس کے ہر غم کا مداوا کر دیتے ہیں یعنی اس کو غم سے نکال کر آسانی پیدا فرما دیتے

ہیں اور اس کو وہاں سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا (الحدیث)اور یہ یہی تین تقویٰ کے انعامات ہیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّه مِنْ أَمْرِهِ يُسْراً (سورۃ الطلاق آیت ۴)

جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی کردے گا۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجاً o وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِب (سورۃ الطلاق آیت ۲-۳) جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِب جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو وہاں سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا۔

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو خطا کار اور عاصی ہو اور توبہ واستغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ تمام انعامات عطا فرمائیں گے جو متقیوں کو عطا فرمائیں گے جیسا کہ حدیث میں ارشاد مبارک گزرا پس یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ مستغفرین بمنزلہ متقین ہیں۔

توابین محبوبین

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ان اللہ یحب التوابین کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں جب کہ دنیا کے بادشاہ مجرموں سے محبت نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو توبہ کرتا ہے اگرچہ اس پر بہت گناہ ہوں اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں یحب فعل مضارع ہے جو حال اور استقبال دونوں کو شامل ہے کہ اگر اب توبہ استغفار کرلو گناہوں سے تو تم اب محبوب ہو اور اگر تم سے مستقبل میں گناہ ہوجائے گا اور تم توبہ کرلو گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے تو پھر تم کو محبوب بنالیں گے

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے گناہوں سے توبہ کرنے والا حبیب اللہ ہے اور حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

صدیق کی تعریف

حضرت والا نے ارشاد فرمایا اولیاء کرام کے تین طبقات ہیں اور وہ یہ ہیں صدیقین۔شہداء۔صالحین۔مفسر عظیم علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں تین تعریفیں ارشاد فرمائی ہیں۔

نمبر ۱۔صدیق وہ ولی ہے جس کے قول اور فعل میں تضاد نہ ہو۔

نمبر ۲۔صدیق وہ ولی ہے جس کا باطن ظاہری حالات سے تبدیل نہ ہو یعنی وہ راہ مستقیم پر پورے استقلال کے ساتھ رہے۔

نمبر ۳۔صدیق وہ ولی ہے جو دونوں جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی پر خرچ کردے

پھر حضرت والا نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے چوتھی تعریف میرے دل میں یہ ڈالی ہے صدیق وہ ولی ہے جو ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتا ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار رہتا ہے اور اپنے نفس کو گناہوں سے بچاتا ہے اور اگر خدانخواستہ گناہ ہوجائے تو توبہ واستغفار سے اس کا تدارک کرلیتا ہے۔

حقیقی توبہ

ارشاد فرمایا حقیقی توبہ ندامت کا نام ہے اور ندامت دل تڑپنے کا نام ہے پس جو دل سے نادم ہے وہ تائب ہے خواہ زبان سے استغفار نہ کرے اور زبان سے

استغفار کرے تو افضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو انه كان غفاراً کہہ کر امید مغفرت دلا دی کیونکہ جب آدمی اپنے بیٹے کو کہتا ہے معافی مانگو تو یہ دلیل ہے کہ باپ معاف کرنا چاہتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا توبہ واستغفار کا حکم دینا اور استغفروا انازل کرنا دلیل ہے ان کی نزول رحمت اور ہماری معافی پر۔

اموال کو آیت مبارکہ میں مقدم کرنے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اموال کو بنین پر مقدم کیا ہے اس لیے کہ انسان کی جب زیادہ اولاد ہو تو رزق کے معاملے میں فکرمند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے مال کو مقدم کیا۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ جب اپنی والدہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور ان کی والدہ جن کا نام ام سُلیم رضی اللہ عنہا تھا عرض کیا اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھوٹے سے خادم کے لیے دعا فرما دیں جب کہ ان کی عمر دس سال تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اے اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرما، اس کی اولاد میں برکت عطا فرما، اس کی عمر دراز فرما اور اس کے گناہ معاف فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی اقتداء کرتے ہوئے پہلے مال کی برکت کی دعا دی پھر اولاد اور عمر اور مغفرت ذنوب کی دعا دی ہے لہٰذا ہر خطاء کار اور گناہگار کے لیے جنت کی ضمانت توبہ اور استغفار ہے۔

آخر میں حضرت والا نے دعا فرمائی۔

مولانا عاشق الٰہی برنی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دعوت بعد از عشاء

عشاء کے بعد حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری جو کہ مدینہ پاک ہجرت کر کے گئے تھے ان کے گھر پر دعوت تھی حرم شریف میں نماز ادا کرنے کے بعد سارا قافلہ حضرت برنی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچا حضرت کا قیام رباط بخارا محلہ المستراحۃ میں تھا ان کے دو صاحبزادوں مفتی محمد کوثر برنی سلمہ اور مولانا عبداللہ برنی سلمہ نے بڑی خدمت کی حضرت نے بڑی پر تکلف دعوت کی تھی دعوت کے بعد دو ٹوکرے مالٹوں کے لائے گئے دونوں بزرگ تو آپس میں گفتگو کرتے رہے اور احباب نے مالٹے چوس چوس کر چھلکوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

حضرت برنی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ اشعار بھی سنائے جو حضرت والا دامت برکاتہم کی وجہ سے موزوں ہوئے تھے۔

اشعار

ایک دفعہ حضرت والا دامت برکاتہم نے مدینہ شریف سے کپڑا خریدا تھا اور وہ کپڑا آپ کے ہاتھ میں تھا تو حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا۔

بات مت کرنا کنار و بوس کی
ورنہ لے لوں گا تمہاری بوسکی

حضرت والا نے مزاحاً ارشاد فرمایا کہ مولانا کا یہ ایک ہی شعر صحیح موزوں

ہوا ہے ورنہ مولانا کے شعر ردیف، قافیہ اور وزن سے آزاد ہوتے ہیں۔

پھر ایک جگہ ناشتے پر جانا ہوا تو اس وزن پر حضرت بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ نے شعر پڑھا جو حضرت والا کے مندرجہ بالا ارشاد کی دلیل ہے ؎

ناشتے کے لیے کافی ہیں پیٹ بھر کی بوٹیاں
حاجت نہیں ہے مکھن اور توس کی

پھر ایک جگہ مدرسے کا سنگ بنیاد تھا حضرت والا بھی ساتھ تھے تو اس وقت حضرت بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا ؎

مسجد ومدرسہ کی ابتداء ہوتی ہے اس طرح
زمین کچی اور چھت ہے پھوس کی

۳۰ رجب ۱۴۲۰ھ بمطابق ۸ نومبر ۱۹۹۹ء بروز پیر

سنت معلمیت

فجر کے بعد حضرت والا نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اس مسجد میں آپ ﷺ کی سنت معلمیت کو ادا کروں کیونکہ آپ ﷺ اسی مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھایا کرتے تھے تو اس کے لیے احقر اور مفتی کوثر صاحب بن مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری کا انتخاب ہوا جیسا کہ مسجد نبوی میں حلقہ بنانے کی اجازت نہیں اس لیے حضرت نے ہمیں قبلہ رخ دائیں بائیں بٹھا کر درج ذیل علم النحو کے چند اسباق پڑھائے۔

سبق نمبر ۱

عدد کی تمیز

الف۔ واحد اور اثنین کی تمیز نہیں آتی

الواحد والاثنان لاتمیز لَهَا

ب۔ تین سے دس تک کی تمیز جمع مذکر ہوتی ہے تذکیر و تانیث کے فرق کے ساتھ یعنی مذکر کی تمیز مونث اور مونث کی تمیز مذکر ہوگی۔

ج۔ گیارہ سے ننانوے تک ہمیشہ مفرد منصوب ہوگی۔

د۔ سو اور سو کے بعد غیر النہایہ مفرد مجرور ہوگی الف سنةٍ سبعون الفِ مَلَکٍ

سبق نمبر۲

اِنَّ اور اَنَّ کا استعمال

اِنّ چار موقعوں پر استعمال ہوتا ہے

۱۔ ابتدائے کلام میں

۲۔ جواب قسم میں جیسے وَالْعَصْرِ o إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

لَعَمْرُکَ إِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُونَ (سورۃ الحجر آیت۷۲)

۳۔ قول کے بعد جیسے وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلائِکَةِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَةً (سورۃ البقرۃ آیت۳۰)

۴۔ جب خبر پر لام تاکید داخل ہو قَالُوا رَبُّنَا یَعْلَمُ إِنَّا إِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُونَ (سورۃ یٰسین آیت۱۶).

اَنَّ کا استعمال

اَنّ پانچ جگہ استعمال ہوتا ہے

۱۔درمیان کلام میں

۲۔عَلِمَ یَعْلَمْ کے بعد جیسے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیٍٔ

۳۔لَوْ کے بعد جیسے:۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّاباً رَّحِيما

(سورۃ النساء آیت ۶۴)

۴۔لَوْلَا کے بعد جیسے فَلَوْلَا اَنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ

۵۔فعل ظَنَّ یَظُن کے بعد جیسے:۔

یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْارَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

سبق نمبر ۳

جب متعلقات مقدم ہوتے ہیں تو کان اور اِنَّ کا اسم موخر ہوتا ہے جیسے

اِنَّ لِکُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً . اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً

اِن کان بعدی نبی لکان عمر

سبق نمبر ۴

فوائد مستثنٰی

۱۔کلام مثبت کا مستثنٰی ہمیشہ منصوب ہوتا ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

۲۔کلام منفی اور مستثنٰی منہ مذکور ہے تو مستثنٰی کا اعراب وہی ہوگا جس مستثنٰی کا

ہوگا۔مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً

۳۔اگر مستثنیٰ منہٗ مذکور نہیں تو حسب عامل اعراب ہوگا جیسے مَاجَاءَ نی اِلَّا زَیْدٌ.

۴۔مَا خلاء ماعدا کا مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا جیسے بعض شعراء کا قول ہے

کُلُّ شَیْ ءٍ مَاخَلا اللہ بَاطِلٌ

۵۔اگر لفظ غیر مستثنیٰ ہوگا تو غیر کا اعراب وہی ہوگا جو مستثنیٰ کا اِلَّا سے ہوتا ہے ماجاء نی غیرُ زَیْدٍ

سبق نمبر ۵

کم کی دو قسمیں ہیں

۱۔استفهامیه اور خبریہ

۱۔استفهامیه کی تمیز ہمیشہ مفرد منصوب ہوتی ہے ۲۔اور خبریہ کی تمیز خبر مفرد مجرور ہوتی ہے

کم عاقلٍ عاقلٍ اَعْیَتْ مَذَاهِبُهٗ

وکم جاهلٍ جاهلٍ تلقاه مَرْزُوْقاً

توابع کے احکام

تابع کا اعراب وہی ہوتا ہے جو متبوع کا ہوتا ہے اس کی پانچ اقسام ہیں

۱۔موکد تاکید

۲۔بدل مبدل منہ

۳۔موصوف صفت

۴۔مبین بیان

۵۔معطوف معطوف علیہ

سبق نمبر۶

کل اسماء الانبیاء ممتنعة الاسِتةً هودٌ وصالحٌ وشعيبٌ ولوط ٌونوحٌ ومحمدٌ ﷺ

ملاقات حضرت مولانا سید محمد آفتاب عالم رحمۃ اللہ علیہ

عصر کے بعد حضرت والا سراج المحدثین حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی کے صاحبزادے حضرت مولانا سید محمد آفتاب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے وہ بہت خوش ہوئے اور چائے کے ساتھ حضرت والا کی تواضع فرمائی دونوں اکابر آپس میں گفتگو فرما رہے تھے اور ہم ذرا فاصلے پر بیٹھے تھے ایک بات جو مولانا سید محمد آفتاب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی راقم الحروف نے سنی میرے شیخ سے فرمارہے تھے جب میرے پاس کوئی مہمان آتا ہے تو میں اس کو بولنے نہیں دیتا بلکہ خود ہی دین کی بات بتاتا رہتا ہوں مجھے یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ کسی کی غیبت کر کے اس بلد رسول ﷺ میں خود بھی گناہ گار ہو اور مجھے بھی گناہگار کرے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا سید محمد آفتاب عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کے ساتھ بہاول نگر دو سال رہے ہیں اور راقم کے والد مولانا نیاز محمد ختنی رحمۃ اللہ علیہ سے شرح جامی پڑھی چند سال قبل انتقال فرما گئے ہیں اور جنت البقیع میں آسودۂ خاک ہیں۔قبل مغرب وہاں سے واپس ہوئے۔

بعد عشاء بر مکان ملک عبدالوحید صاحب سلمہ

ملک عبدالوحید صاحب مشہور بزرگ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی ہیں اور مطابع الرشید مدینہ کے مالک ہیں اور دورہ حدیث تک مدینہ شریف میں مدرسہ چلاتے ہیں حضرت والا جب بھی حاضر ہوتے ہیں حضرت والا اور تمام احباب کی خاص قسم کی دعوت کرتے ہیں جس میں بکری کا گھی استعمال ہوتا ہے یہ عربوں کی خاص ڈش ہے۔

ان کی درخواست پر عشاء کی نماز کے بعد حضرت والا مع احباب تشریف لے گئے ضیافت کے بعد مختصر مجلس ہوئی۔

ائمہ اربعہ کا اختلاف

ایک صاحب نے کہا کاش ائمہ اربعہ نہ ہوتے تو امت میں اختلاف نہ ہوتا تو حضرت والا نے فرمایا اگر یہ ائمہ نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ کی بہت سی سنتیں ضائع ہو جاتیں ان کی وجہ سے آپ ﷺ کی سب سنتیں زندہ ہوئیں یہ آپ ﷺ کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

ہر وقت منظور نظر

ارشاد فرمایا جو سارے عالم کے حسینوں سے بے خبر رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا باخبر رہتا ہے تو وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا منظور نظر رہتا ہے کیونکہ هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُم (سورۃ الحدید آیت ۴) میں تمہارے ساتھ ہوں تم جہاں کہیں بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے مصافحہ

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی

تو یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ أَیْدِیْھِم (سورۃ الفتح آیت ۱۰) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے تو ان کا مصافحہ اللہ تعالیٰ سے ہوا تو ہمارے چاروں سلسلوں کے بزرگوں کی بیعت کا سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ختم ہوتا ہے پس اس طرح تمام بزرگان دین جو سلسلے میں داخل ہیں ان کا ہاتھ دست بہ دست حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جنہوں نے بیعت کی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پس سلسلے کے تمام بزرگوں کا مصافحہ اللہ تعالیٰ کے مصافحہ پر ختم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کا یہی پیری مریدی کا راستہ ہے اور کوئی راستہ نہیں۔

شرطیوں (سپاہیوں) کا احترام

ارشاد فرمایا کہ شرطیوں (سپاہیوں) کا بھی ادب کرو کسی کو آنکھ بھی نہ دکھلاؤ کیونکہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجنوں نے لیلیٰ کی گلی کے کتے کے بارے میں کہا کہ وہ مجھے شیر سے بھی زیادہ محبوب ہے ؎

سوچ لو کہ یہ رحمۃ العالمین کے دربار کے پاسبان ہیں تو ہمیں ان کا کتنا ادب کرنا چاہیے۔

یکم شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۹ نومبر ۱۹۹۹ء بروز منگل بعد نماز فجر ملک عبدالوحید صاحب کے باغ میں ناشتہ

فجر کے بعد ملک عبدالوحید صاحب برادر خورد مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم کی درخواست پر حضرت والا ان کے کھجوروں کے باغ میں مع احباب تشریف لے گئے ان کا باغ مدینہ شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر تھا وہاں کھجور کی

ٹہنیوں کے سائبان کے نیچے بیٹھنے کا انتظام تھا چاروں طرف کھجوروں کے درخت، بھیڑ، بکریوں، مرغ اور کبوتروں کی آوازیں اور حضرت شیخ کی پررونق مجلس عجیب سماں پیدا کررہی تھی اوراس ماحول میں عرب دیہاتی ناشتہ انسان کوتصورات میں کئی سوسال پہلے لے جاتا تھا پھر حضرت والا کے پرنورارشادات حرم پاک کی فضاؤں میں قلب و جاں کو بالیدگی اور روح کوتروتازگی عطا کررہے تھے۔

ارادۂ دل سے اللہ اللہ کہنا

ارشادفرمایا ایک شخص نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کولکھا کہ ایساوظیفہ بتادیں کہ خودبخوداللہ اللہ نکلتارہےتو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ توبہ کرواس بات سے ایک اللہ جواپنے ارادہ سے نکلے ایک کروڑ بلاارادہ اللہ اللہ سے افضل ہے اس لیے حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عارف کی دورکعت غیر عارف کی ایک لاکھ رکعات سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی زیارت

ارشادفرمایا کہ جنت میں اہل جنت اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گےتوانہیں جنت کی نعمتوں کاایک لمحہ بھی خیال نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت کے سامنےساری نعمتیں بےوقعت ہوجائیں گی۔اس پرحضرت نے یہ اشعارسنائے ؎

صحن چمن کواپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھاگئے
وہ سامنے ہیں نظام حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

(حضرت والا دامت برکاتہم)

بلکہ دنیا میں جب ان کے قرب کی لذت حاصل ہوتی ہے تو یہ کیفیت ہوجاتی ہے ۔

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْن کی تفسیر

فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْن (سورۃ النور آیت ۳۰) کی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تفسیر کی ہے۔

۱. **بِاِجَالَۃِ النَّظر** بدنظری کرنے والا جو نظر گھما گھما کر حسینوں کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔

۲۔**باستعمال سائر الحواس** اور اس کے تمام حواس خمسہ حرام لذت لینے کی کوشش شروع کردیتے ہیں باصرہ یعنی آنکھ اس حسین کو دیکھنا چاہتی ہے سامعہ یعنی کان اس کی بات سننے کی تمنا کرتے ہیں قوت ذائقہ اس کو چکھنے یعنی حرام بوسہ بازی کرنا چاہتی ہے قوت لامسہ اس کو چھونے کی اور قوت شامہ اس حسین کی خوشبو سونگھنے کی حرام آرزو میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

۳۔اور تیسری تفسیر ہے **بتحریک الجوارح** بدنظری کرنے والے کے تمام اعضاء بھی حرکت میں آجاتے ہیں ہاتھ اور پاؤں وغیرہ اس محبوب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بدنظری کرنے والے کی نظر اور حواس اور اعضاء و جوارح کی ان حرکات سے باخبر ہے اور اس کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے

نمبر۴۔اور چوتھی تفسیر ہے واللہ خبیر بما یقصدون بذالک ان حرکات کا جو آخری مقصد ہے یعنی بدفعلی اللہ تعالیٰ اس سے بھی باخبر ہے اور باخبر ہونے میں سزا دینے کا حکم پوشیدہ ہے کہ میں تمہاری حرکتوں کو دیکھ رہا ہوں اگر باز نہیں آؤ گے تو عذاب دونگا پس آیت میں اشارہ ہے کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے گی اگر توبہ نہ کی ۔بدنظری بدفعلی کی پہلی منزل ہے اور آخری اسٹیشن بدفعلی کا ارتکاب ہے جہاں شرمگاہیں ننگی ہوجاتی ہیں اور آدمی دونوں جہاں میں رسوا ہوجاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے گناہ کی پہلی منزل ہی کو حرام فرمادیا کیونکہ بدنظری ایسا آٹومیٹک یعنی خودکار زینہ ہے کہ جس پر قدم رکھتے ہی آدمی سب سے آخری منزل پر پہنچ جاتا ہے جس فعل کی ابتداء ہی غلط ہو اس کی انتہاء کیسے صحیح ہوسکتی ہے اس پر میرا شعر ہے ؎

عشق بتاں کی منزلیں ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو ابتداء غلط کیسے صحیح ہو انتہاء

چونکہ بدنظری کرنے والے کے حواس خمسہ اور اعضاء وجوارح متحرک ہوجاتے ہیں اور قلب بدفعلی کے خبیث قصد سے کشمکش میں مبتلا ہوجاتا ہے لہٰذا بدنظری کرنے والے کا قلب اور قالب دونوں کشمکش میں مبتلا ہوکر کمزور ہوجاتے ہیں۔

الذی خلق الموت والحیوۃ کی تفسیر

ارشاد فرمایا کہ جب میرے شیخ نے مجھے اس کی تفسیر پڑھائی تو مجھ سے سوال کیا کہ پہلے موت آتی ہے یا زندگی ؟ میں نے عرض کیا حضرت پہلے زندگی ملتی ہے پھر موت تو حضرت پھولپوری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے موت کو ذکر کیوں کیا، فرمایا راز یہ ہے کہ جو انسان اپنی زندگی کے سامنے موت کو رکھے گا وہ دنیا کے مشغلوں کے ساتھ ساتھ وطن آخرت کی تعمیر میں بھی لگا رہے گا ورنہ پردیس کی رنگینوں

میں پھنس کر دائمی وطن کو ہمیشہ کے لیے تباہ کرلے گا اور جو دنیا کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں ان کے لیے میرا شعر ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

پھر یہ اشعار سنائے ؎

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تفسیر

حضور اقدس ﷺ سے اس آیت کی تین تفسیریں منقول ہیں جن کو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں نقل کیا ہے

زبان نبوت سے تفسیر سنیں

۱۔ لِیَبْلُوَکُم اَیُّکُم اَتَمُّ عَقْلاً وَّ فَھْماً

اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتے ہیں تم میں کون زیادہ عقل مند ہے جو پردیس میں رہ کر اپنا ضروری کام بھی کر لیتا ہے اور اپنے دیس یعنی وطن آخرت کی تعمیر میں لگا ہوا ہے

۲۔ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُم اَوْرَعُ عن محارم اللہ

اللہ تعالیٰ آزمانا چاہتے ہیں کہ کون تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے والا ہے جان دے دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرکے اپنے دل کو خوش نہیں کرتا۔

۳. لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَسْرَعُ اِلٰی طَاعَةِ اللهِ

اللہ تعالیٰ آزمانا چاہتے ہیں تم میں کون اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ آگے بڑھتا ہے

اس آیت کے آخر میں فرمایا وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْر (سورۃ الملک آیت ۲) اللہ تعالیٰ زبردست طاقت والے ہیں عزیز کا معنی ہے **القادر علی کل شیءٍ ولایعجزہ شیءٌ فی استعمال قدرتہٖ**. وہ قادر مطلق جس کو اپنے استعمال قدرت میں پوری کائنات مانع نہ بن سکے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ناموں میں عزیز کو پہلے اور غفور کو بعد میں اس لیے نازل کیا تاکہ بندے میری مغفرت کی قدر کریں کہ میں بہت بڑی قدرت اور طاقت والا ہوں اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی کو شیر معاف کردے تو کتنا شکریہ ادا کرے گا کیونکہ وہ پھاڑ کھانے پر قادر ہے اگر ایک مریض آدمی ہے وہ کہے کہ معاف کردیا تو اس کی اتنی قدر نہیں کی جائے گی کیونکہ اگر معاف نہ بھی کرے تو کیا بگاڑ سکتا ہے۔

پیر کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ جس چیز سے آدمی پاگل ہوجائے وہی دنیا ہے آدمی حسین عورت اور لڑکوں کو دیکھ کر پاگل ہوجاتا ہے۔

پاگل کا معنی ہے پائے گل کہ جس کے پاؤں دلدل میں پھنس جائیں اس سے نکلنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ نکالنے والا باہر ہو اور وہ پیرومرشد ہے جو رسی پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ مریض اس کو پکڑ لو تو باہر نکل آؤ گے ورنہ دلدل میں جتنا نکلنے کی کوشش کرتا ہے مزید پھنستا ہے بشرطیکہ وہ پیر بھی دلدل میں پھنسا ہوا نہ ہو ورنہ ایک دلدل میں پھنسا ہوا دوسرے دلدلی کو کیسے نکال سکتا ہے پس انجام پر اگر نظر رکھو گے تو پھر

پا گلیٹ کے چاکلیٹ نہ کھاؤ گے۔

اہل بہاول نگر کی سعادت

مدینہ شریف میں کافی عرصہ سے بہاول نگر کے لوگ رہتے ہیں ان میں سے بعض اہل خانہ کے ساتھ مقیم ہیں حضرت والا کی جب حاضری ہوئی تو بندہ نے انہیں متوجہ کیا ان میں بہت سے داخل سلسلہ ہوئے حضرت والا کی خوب خدمت کی اور اکثر اوقات حضرت والا کے لیے گھر سے کھانا بنوا کر لاتے تھے اور آخری دن حضرت والا کو ہدیے پیش کیے اور ایک ساتھی نے بہت خوبصورت کمبل بھی پیش کیا حضرت والا بہت خوش ہوئے اور اہل بہاول نگر کو بہت دعائیں دیں اور راقم سے فرمایا یہ سب آپ کے کھاتے میں ہے اور بہت دعا دی۔

مدینہ شریف سے روانگی

یکم شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۹ نومبر ۱۹۹۹ء بروز منگل شام کو حضرت والا مع احباب ہوٹل سے احرام باندھ کر مکہ شریف کے لیے براستہ جدہ مدینہ ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے ۷ بجے سعودی ائیر لائن کا جہاز جدہ کے لیے اڑنا تھا اہل مدینہ کی بہت بڑی تعداد آپ کو روانہ کرنے کے لیے ائیر پورٹ حاضر ہوئی ان میں کافی تعداد بہاول نگر سے تعلق رکھنے والوں کی تھی ؎

مدینے کی نسبت ہے قیمت مری
وگرنہ حقیقت میں سستے ہیں ہم
مدینے میں ہر سال ہو حاضری

خدا سے یہ فریاد کرتے ہیں ہم

پس اے ساکنانِ مدینہ مجھے
نہ بھولو گزارش یہ کرتے ہیں ہم
اے اخترؔ مرے قلب و جاں ہیں وہاں
مدینے سے گو دور رہتے ہیں ہم

مکہ شریف آمد

یکم شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۹ نومبر ۱۹۹۹ء بروز منگل

مکہ شریف روانگی

مدینہ شریف سے حضرت والا اور جمیع احباب احرام باندھ کر رات کو مدینہ ائیر پورٹ کے لیے روانہ ہوئے رات سات بجے جہاز جدہ کے لیے اڑا آٹھ بجکر بارہ منٹ پر جدہ ائیر پورٹ پر پہنچا اور جدہ سے موٹروں کے ذریعے رات دس بجے مکہ شریف حاضری ہوئی اور محلّہ شامیاں میں دارابرار میں قیام کیا حضرت والا اور احباب نے ضروریات سے فارغ ہوکر آرام فرمایا۔

فضائل مکہ شریف

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو بنانے اور بسانے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے مکہ شریف میں اپنا گھر بنایا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا ہے

''اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (سورت الِ عمران آیت ۹۶)

ترجمہ: یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہان بھر کے لوگوں کا رہنما ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے مکہ تو کتنا ذیشان شہر ہے اور مجھے کس قدر محبوب اور مرغوب ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکلواتی تو میں تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا دوسری جگہ فرمایا اے مکہ خدا کی قسم تو اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے اور اسے تو بہت ہی پسند ہے اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا

آپ ﷺ نے مسجد حرام میں نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز دوسری مساجد کی بنسبت ایک ہزار گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز اس سے بھی سو گنا بڑھ جاتی ہے یعنی ایک لاکھ گنا ہو جاتی ہے

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے مکہ معظّمہ میں رمضان المبارک پایا اور اس کے روزے رکھے اور تراویح ادا کی کسی دوسرے مقام کی نسبت یہاں سے ایک لاکھ رمضان شریف کا اجر و ثواب ملے گا اور ہر روز دو گھوڑوں کا بوجھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کرنے کا ثواب بھی ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس انسان نے مکہ شریف کی گرمی ایک ساعت کے لیے برداشت کی اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی ایک سو سال کی مسافت سے دور

کردے گا۔

مکہ شریف کے فضائل بے شمار ہیں آپ ﷺ کی پیدائش اسی بلد امین میں ہوئی آپ ﷺ کو نبوت سے اسی شہر میں سرفراز کیا گیا قرآن مجید سب سے پہلے اسی سرزمین پر اترا اللہ تعالیٰ کا گھر اسی شہر میں ہے مقام ابراہیم اور آب زمزم اسی میں ہے حجراسود اور رکن یمانی یہیں پر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل واولاد کی تجلیات کا یہی مرکز ہے حضرت خلیل اللہ کی دعاؤں کا یہی مظہر ہے۔

پیغمبر علیہ السلام کو سب سے محبوب یہی شہر ہے اسلام کا پانچواں رکن حج اسی شہر میں ادا کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مکہ شریف کو ذاتی شرف عطا فرمایا اور مدینہ شریف کو رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی وجہ سے نوازا۔ حضرت والا فرماتے ہیں ؎

یہ بھی ہجرت کا اک راز تکوین ہے
ورنہ روضہ بھی ہوتا جوار حرم
قلب عاشق کے دوٹکڑے ہوتے یہاں
درمیان حرم روضۂ محترم
جا کے طیبہ میں دے سبز گنبد پہ جاں
اور مکہ میں ہو جا فدائے حرم
یاجبال الحرم یاجبال الحرم

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن زمین و آسمان کو بنایا اسی دن سے مکہ شریف کو محترم بنایا لہذا اس میں مجھ سے پہلے جنگ وجدال جائز تھا نہ میرے بعد جائز ہے اور میرے لیے اللہ تعالیٰ نے (فتح مکہ کے موقعہ پر) دن کی ایک گھڑی میں قتال کو حلال قرار دیا تھا (فجر سے عصر تک) اب اس کی حرمت دوبارہ

لوٹ آئی ہے لہٰذا اب نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے گا نہ اس کے کانٹے توڑے جائیں گے نہ اس کے جنگلی جانوروں کو بھگایا جائے گا نہ اس کی گھاس کاٹی جائے گی سوائے اذخر گھاس کے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ مکہ شریف کو کبھی بھی باہر کا حکمران فتح کر سکا ہے نہ کسی ایک آدمی کی حکومت قائم رہی قبائلی اور سرداری نظام تھا سکندر اعظم نے مکہ شریف کو فتح کرنے کی ٹھانی تھی لیکن راستے میں موت کے ہاتھوں مفتوح ہو گیا سب سے پہلے یہاں پر فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام کا پرچم لہرایا گیا اور آپ ﷺ کی حکومت قائم ہوئی۔

کعبۃ اللہ

حضرت والا نے فرمایا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کعبہ راہر دم تجلی می فزود

ایں ز اخلاصات ابراہیم بود

کہ کعبہ شریف پر ہر دم تجلی الٰہی بڑھتی رہتی ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اخلاص کا نتیجہ ہے۔

معجزہ ہے کہ آلات پیمانہ تھے
وسط دنیا میں ہے کعبہ محترم

(حضرت والا دامت برکاتہم)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ تھی اور کچھ نہ تھا اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا جب اللہ تعالیٰ نے زمین ،آسمان بنانے کا ارادہ فرمایا تو اس پانی میں سے روٹی کی مانند زمین کو ظاہر فرمایا اور سب

سے پہلے وہی جگہ ظاہر ہوئی جہاں کعبۃ اللہ ہے اور پھر سب سے پہلے زمین کو بیت المقدس کی جانب پھیلایا گیا جس میں چالیس سال کا عرصہ لگا اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ بیت المقدس کی بنیاد خانہ کعبہ کی بنیاد کے چالیس سال بعد رکھی گئی اس بنیاد سے مراد نور کی بنیادیں ہیں جن پر بعد میں اینٹ پتھر کی بنیادیں رکھی گئیں

خانہ کعبہ کی سب سے پہلی تعمیر فرشتوں نے فرمائی اور اس کے لیے ایک سرخ یاقوت کا خیمہ لایا گیا تھا وہ خانہ کعبہ کی جگہ پر رکھا گیا اور فرشتے اس کا طواف کرتے تھے

پھر آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو ہندوستان سے پیدل چل کر مکہ شریف گئے اس سے پہلے خیمہ اٹھالیا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی تعمیر فرمائی پھر اس کے انہدام کے بعد حضرت شیث علیہ السلام نے تعمیر کی پھر وہ طوفان نوح میں گرگئی تو پھر نوح علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی پھر مدت مدید گزرنے کی وجہ سے اور سیلابوں کی کثرت کی وجہ سے کعبہ گر گیا اور مٹی میں دب گیا اور وہاں ایک سرخ ٹیلہ رہ گیا جس کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ محترمہ اور اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑا تھا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی جس کا قرآن مجید نے تفصیل سے ذکر کیا ہے

”وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيلُ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“

(سورۃ البقرہ آیت ۱۲۷)

ترجمہ: اور جبکہ اٹھارہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل (علیہ السلام) بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار (یہ

خدمت) ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں۔

اس تعمیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام معمار تھے اور اسماعیل علیہ السلام مزدور تھے اور اس تعمیر میں جس پتھر کو اوپر نیچے آنے جانے کے لیے استعمال کیا گیا اس کو مقام ابراہیم کہتے ہیں اس پتھر کو جنت سے لایا گیا تھا اور اس تعمیر میں حجر اسود کو نصب کیا گیا تھا اور یہ بھی جنت سے لایا گیا تھا اور رکن یمانی کو بھی جنت سے لایا گیا تھا حدیث شریف میں ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی جنت کے یاقوت میں سے ہیں اس کی روشنی کو بجھا دیا گیا اگر نہ بجھائی جاتی تو زمین وآسمان کا درمیان روشن ہو جاتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جب تعمیر منہدم ہوگئی تو بنو جرہم نے دوبارہ تعمیر کیا اور اس تعمیر کے منہدم ہونے کے بعد عمالقہ نے تعمیر کیا اس کے بعد قبیلہ قریش کا قصی بن کلاب حکمران بنا تو اس نے قریش کو کعبہ شریف کی جدید تعمیر کی طرف متوجہ کیا اور چندہ کرکے بوسیدہ عمارت منہدم کرکے جدید تعمیر کی اور پہلی مرتبہ خانہ کعبہ کی چھت ڈالی گئی یہ قصی بن کلاب حضور ﷺ کے اجداد میں سے ہیں پھر حضور ﷺ کے بعثت سے پانچ سال قبل قبیلہ قریش نے کعبہ کو پھر سے تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا کچھ بوسیدگی کی وجہ سے اور کچھ آگ لگنے کی وجہ سے اور اسی دوران جدہ کے ساحل پر بادشاہ روم کا ایک بحری جہاز جس میں عمارتی سامان تھا وہ ایک چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا تو قریش نے اس جہاز میں لدی ہوئی لکڑی اور سنگ مرمر کا پتھر خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے خرید لیا نہایت خوبصورت تعمیر کی گئی اس موقعہ پر قبائل کے سرداروں میں حجر اسود کے نصب کرنے کے بارے میں اختلاف ہوا جس پر یہ فیصلہ ہوا کہ کل صبح جو سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا وہ اس بات کا فیصلہ کرے گا اگلے دن جب قریش حرم میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ وہاں موجود تھے تو سب نے یک زبان کہا ”ھذا الامین رضیناہ“

کہ ہم ان پر راضی ہیں تو آپ ﷺ نے سب سے خوبصورت فیصلہ فرمایا کہ حجرِ اسود کو ایک چادر میں رکھا اور قبائل کے سرداروں سے اس کے کونے پکڑنے کا فرمایا جب انہوں نے حجرِ اسود کو اوپر اٹھایا تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے دست مبارک سے مطلوبہ جگہ نصب فرمایا اس طرح یہ فتنہ ختم ہوا۔

لیکن اس تعمیر میں دو کام ایسے کیے گئے جو آپ ﷺ کو پسند نہیں تھے ایک تو دروازہ بہت بلند کر دیا گیا جس سے بغیر سیڑھی کے داخلہ ممکن نہیں تھا اور نہ ہر آدمی داخل ہو سکتا تھا اور دوسرا حطیم کو کعبہ سے نکال دیا گیا جبکہ وہ خانہ کعبہ کا حصہ تھا لیکن آپ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد بھی اس تعمیر میں کوئی تبدیلی نہیں کی تاکہ نئے نئے مسلمان ہونے والے وسوسے اور وہم کا شکار نہ ہوں ایک بار آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اگر تیری قوم کا زمانہ جاہلیت قریب نہ ہوتا اور مجھے ان کے انکار اور باہمی تصادم کا خوف نہ ہوتا تو میں اس حصہ کو ضرور بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین کے برابر بنا دیتا بلکہ اس کے دو دروازے ایک مشرق اور ایک مغرب میں بنا دیتا جس سے ہر آدمی بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کی سعادت بسہولت شرف بار ہو سکتا۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد جن چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ شریف میں آ کر پناہ لی وہاں کے لوگوں نے آپ کے دست پر بیعت کر کے آپ کو خلیفہ مقرر کر دیا تو آپ نے حضور ﷺ کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کر دیا چنانچہ حطیم کو کعبہ میں شامل کر دیا اور خانہ کعبہ میں دو دروازے

بنا دیے یہ عمارت تقریباً دس سال تک رہی جب عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے ہاتھوں شہید ہوگئے تو حجاج بن یوسف نے اس خوف سے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ قیامت تک باقی رہ جائے گا سیاسی وجوہات کی بنیاد پر خانہ کعبہ کا حطیم والا حصہ منہدم کر کے حطیم کو باہر نکال دیا اور ایک دروازہ بند کر دیا پھر یہ تعمیر تقریباً ایک ہزار سال تک رہی پھر وہ سیلاب سے منہدم ہوگئی تو سلطان مراد خان عثمانی نے نئے سرے سے تعمیر کیا اس کے بعد عہد سعود میں کعبہ کی چھت اور فرش تبدیل کیا گیا اور اس کی دو چھتیں بنائی گئیں اور مرمت وغیرہ کا کام تا حال سعودی حکومت کرتی رہتی ہے کعبہ شریف کی بلندی تقریباً چالیس فٹ، مشرقی اور مغربی دیواروں کی چوڑائی انتالیس فٹ حطیم والی دیوار تینتیس فٹ اور حجر اسود والی دیوار تقریباً تیس فٹ ہے ؎

اور بنوایا گھر اپنا یوں مختصر
سہل ہو تاکہ سب کو طواف حرم
ورنہ مالک اگر گھر بناتا بڑا
کھا کے غش گرتے سب زائرین حرم
اپنے کعبہ کا پھیرا کیا مختصر
صاحب بیت کی ہے یہ شان کرم

(حضرت والا دامت برکاتہم)

فضائل خانہ کعبہ

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نفل نماز پڑھنا مسنون ہے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب کعبہ کے اندر جا کر نماز پڑھنے کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا فرمایا کہ

حطیم بھی کعبہ کا ہی حصہ ہے اس میں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر ہی نماز پڑھنا ہے۔

کعبہ شریف کو دیکھنا بھی باعث اجر ہے خصوصاً پہلی نظر قبولیت دعا کا وقت ہے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی نظر پڑتے ہی یہ اشعار پڑھے ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو
الٰہی رہوں ایک خبردار تیرا

حطیم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ خانہ کعبہ کے شمال میں خانہ کعبہ سے متصل چھوٹا سا احاطہ ہے اس کو حطیم کہتے ہیں یہ دراصل خانہ کعبہ کا ہی حصہ ہے تعمیر ابراہیمی سے پہلے یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جھونپڑی تھی وہی ان کی رہائش گاہ بھی تھی اور عبادت گاہ بھی تھی اور اس میں ان کی بکریاں بھی رہا کرتی تھیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تو وہ جگہ خانہ کعبہ میں آ گئی جب قریش نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تو خرچ کی کمی کی وجہ سے وہ جگہ خانہ کعبہ کی عمارت سے نکال دی حضور ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اس لیے ان دو رکنوں (کونوں) کا استلام نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ اپنی اصل جگہ پر نہیں ہے حطیم میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا ایک روایت میں آتا ہے کہ خانہ کعبہ پر روزانہ ایک سو دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں ان میں ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کو ملتی ہیں چالیس رحمتیں حطیم میں نماز پڑھنے والوں کو ملتی ہیں اور دس رحمتیں خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والوں کو ملتی ہیں۔

حجر اسود

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حجر اسود جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ہے جس کو آدم علیہ السلام اپنے ساتھ لائے تھے جب انہوں نے تعمیر کی تو اس کو کعبہ کے کونے میں نصب فرما دیا طوفان نوح میں اللہ تعالیٰ نے اس کو جبل ابی قبیس میں بطور امانت چھپا دیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمائی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا تھا جو انہوں نے کعبہ کے کونے میں نصب فرما دیا جو آج تک قائم ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب حجر اسود جنت سے دنیا میں لایا گیا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا دوسری روایت میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حجر اسود کو لائیں گے تو جبل ابی قبیس سے بھی بڑا ہوگا اسے زبان اور ہونٹ عطا کیے جائیں گے اور وہ ان لوگوں کے حق میں سفارش کرے گا جنہوں نے خلوص نیت سے اس کے بوسے لیے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حجر اسود زمین پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے قریب لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید، کعبہ شریف سے حجر اسود آسمانوں پر اٹھالیا جائے گا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا حجر اسود کا کثرت سے استیلام کرو ایک وقت آئے گا تم اسے اپنی جگہ موجود نہ پا کر افسوس کرو گے۔

مقام ابراہیم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام مل کر کعبہ شریف کی تعمیر فرما رہے تھے جب دیواریں قدرے بلند ہوگئیں اور پتھر لگانے میں دشواری ہونے لگی تو خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند سے فرمایا کوئی پتھر تلاش کر لاؤ جس پر کھڑے ہو کر سہولت سے دیواریں بنائی جاسکیں چنانچہ ذبیح اللہ علیہ السلام یہ پتھر لائے اور خلیل اللہ علیہ السلام نے اسے پاڑ بنا کر حسب منشاء دیواریں بلند کر دیں۔

قدرت خداوندی کا کرشمہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ وہ سنگ خارا سخت جان ہونے کے باوجود ایسا گلبدن بن گیا کہ آپ کے قدوم میمونت کا نقش پا حرز جان بنالیا جو آج بھی جلوہ گاہ خاص و عام بنا ہوا ہے آپ کے پاؤں ٹخنوں تک پتھر میں گڑھ گئے تھے جب آپ تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس پتھر کو کعبہ شریف کے متصل باب کعبہ سے حجر اسود کی جانب رکھ دیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ، جابر رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہی قول مروی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر مقام ابراہیم کے پاس لے گئے اور فرمایا عمر یہ مقام ابراہیم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم اسے نماز کی جگہ کیوں نہ مقرر کر لیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیں ابھی تک اس بات کا حکم نہیں دیا گیا لیکن اسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے ہی یہ آیت نازل ہوگئی۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ جب طواف سے فارغ ہوئے مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر اس آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی ”وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ

اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى" (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵) پھر آپ اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم آپ کے اور کعبہ شریف کے درمیان تھا اور آپ نے طواف کے دو نفل ادا فرمائے بعد ازاں حجر اسود کا استیلام کیا (ان دو رکعتوں میں آپ ﷺ نے **قل یاایھالکافرون اور قل ھو اللہ احد** پڑھی)۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پتھر کی چٹان پر قدموں کے نشانات پڑ جانا اور چٹان کے اندر پاؤں کا ٹخنوں تک سما جانا اور پھر پتھر میں اتنا گہرا گڑھا بن جانا اور آثار انبیاء علیہم السلام میں سے صرف اسی اثر کا اتنے زمانہ تک باقی رہنا اور کثرت اعداء (یہود و نصاریٰ وغیرہ) کے باوجود ہزاروں برس تک اس کا محفوظ رہنا کعبہ شریف کا قبلہ ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے تعمیر سے فارغ ہو کر اسے کعبہ شریف کے دروازہ کے متصل رکھ دیا مگر بعد میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے موجودہ جگہ نصب فرمایا جہاں آج بھی جلوہ افروز ہے۔

رکن یمانی

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ خانہ کعبہ کے جنوب مغربی کونے کو رکن یمانی کہتے ہیں اور یہ یمن سے ماخوذ ہے نبی کریم ﷺ نے رکن یمانی اور حجر اسود کا استیلام کیا حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اس کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ دعا پڑھے

"**اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَة رَبَّنَا اٰتِنَا فِیْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِیْ الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ** . تو فرشتے آمین کہتے ہیں

آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کثرت سے رکن یمانی

کا استیلام کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں جب بھی رکن یمانی کے پاس پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام کو وہاں موجود پایا استیلام کرنے والوں کے لیے دعا مغفرت فرما رہے تھے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجر اسود کا استیلام بوسہ دے کر یا ہاتھ سے چھوکر کیا جائے اور رکن یمانی کا استیلام صرف ہاتھ سے چھوکر کیا جائے بوسہ نہ دیا جائے۔

ملتزم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازے کے درمیان کی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں اس سے سینہ چمٹا کر دعا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے گناہوں کی معافی کا ذریعہ اور قبولیت دعا کی جگہ ہے حضرت والا فرماتے ہیں ؎

میری قسمت کہاں یہ طواف حرم
جس زمیں پر چلے تھے نبی کے قدم
جس سے چپکے تھے کل سینۂ انبیاء
میرے سینہ کو حاصل ہے وہ ملتزم

(حضرت والا دامت برکاتہم)

دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

یہ دعائے حرم لذت ملتزم
ہو عطا سب کو یہ نعمت مغتنم

(حضرت والا دامت برکاتہم)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا اللہ رب العزت کی قسم ہے میں نے جب کبھی ملتزم کے پاس دعا کی وہ ضرور قبول ہوئی۔

آب زم زم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ شریف کے بے آب وگیاہ اورلق ودق وادی میں اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑا تو توشہ ختم ہوگیا حضرت اسماعیل علیہ السلام شیرخوار بچے تھے شدت پیاس سے تڑپنے لگے انہیں دیکھ کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام ماہی بے آب کی طرح تڑپتی تھیں کبھی ایک پہاڑ پر چڑھتی تھیں اور کبھی دوسرے پہاڑ پر چڑھتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر یا پر زمین پر مارا جس سے زمزم کا چشمہ جاری ہوا حضرت ہاجرہ علیہا السلام اس پانی کو روکتی جاتی تھیں اور اس کے اردگرد منڈیر بناتی جاتی تھیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نہ روکتی تو آب زم زم بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے مشرق کی جانب زمزم کا کنواں ہے جس کا پانی بے شمار فضائل کا حامل ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ماء زمزم لماشرب لہ'' کہ آب زمزم جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے آب زمزم حوض کوثر کے پانی سے افضل ہے اسی لیے معراج کی رات آپ ﷺ کا قلب مبارک آب زمزم سے دھویا گیا اور پھر ایمان اور حکمت سے سونے کی شکل میں بھر دیا گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ آب زمزم پیٹ بھر کے پینا ایمان کی علامت ہے منافق کبھی پیٹ بھر کے نہیں پی سکتا آپ ﷺ نے آب زمزم کھڑے ہوکر نوش فرمایا اور یہ دعا فرمائی

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عِلۡماً نَّافِعاً وَّرِزۡقاً وَاسِعاً وَّشِفَآءً مِنۡ کُلِّ دَآءٍ"

آب زمزم کا دیکھنا بھی باعث اجر ہے اور پینا بھی باعث اجر ہے۔

یہ ظاہری اور باطنی بیماریوں کی شفاء ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے کعبہ شریف کا طواف سات چکروں میں پورا کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو نفل پڑھے اور آب زمزم پیا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے گئے آب زمزم دودھ کی طرح کھانے اور پینے کا قائم مقام ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ایک ماہ آپ ﷺ کی تلاش میں مسجد حرام میں گزارا اور صرف آب زمزم پیتے تھے کیونکہ کھانے کو کچھ میسر نہ تھا فرماتے تھے کہ مہینے کے بعد میں نے اپنے پیٹ کو دیکھا تو اس پر چربی چڑھی ہوئی تھی۔

صفا و مروہ

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَيۡتَ أَوِ اعۡتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيۡهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَيۡراً فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيۡمٌ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸)

ترجمہ: تحقیق صفا اور مروہ منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا (اس کا) عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے

درمیان آمد و رفت کرنے میں (جس کا نام سعی ہے) اور جو شخص خوشی سے کوئی امر خیر کرے تو حق تعالیٰ (اس کی بڑی) قدر دانی کرتے ہیں (اور اس خیر کرنے والی کی نیت اور خلوص کو) خوب جانتے ہیں۔

صفا اور مروہ کعبہ شریف کے قریب دو پہاڑیاں ہیں جن پر سیدنا ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کی تلاش میں انتہائی بے تابی کے عالم میں سات چکر لگائے تھے اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اسے حج وعمرہ کے لیے لازمی قرار دے دیا گیا اگرچہ ابتداء میں یہ پہاڑیاں کافی بلند تھیں لیکن حرم شریف کو سیلاب سے محفوظ رکھنے کے لیے جس قدر بلند کیا جاتا رہا ان پہاڑیوں کی بلندی بتدریج کم ہوتی رہی اب معمولی ٹیلے کی شکل باقی رہ گئی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کا تفصیلی قصہ بخاری شریف میں اس طرح ذکر فرمایا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب عورتوں سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام نے کمر کا پٹکا بنایا تھا تاکہ حضرت سارہ علیہا السلام کو ان کے نشانات قدم معلوم نہ ہوں پٹکے کے کنارہ کی رگڑ سے مٹ جائیں تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لے کر آئے اور بیت اللہ کے پاس ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم کے اوپر مسجد کے بالائی حصہ میں دونوں کو اتارا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہاجرہ علیہا السلام کا دودھ پیتے تھے اس زمانہ میں مکہ میں کوئی رہتا نہ تھا اور نہ وہاں پانی تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو لا کر اتارا اور ان کے پاس ایک تھیلہ جس میں کھجوریں تھیں اور ایک مشک جس میں پانی تھا چھوڑ کر منہ پھیر کر چل دیے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے ہو لیں اور کہنے لگیں ابراہیم علیہ السلام آپ کہاں جا رہے

ہیں ہم کو اس بیاباں میں چھوڑے جاتے ہیں یہاں نہ کوئی مونس ہے نہ غم خوار حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اگر چہ یہ باتیں چند مرتبہ کہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ لوٹا کر نہ دیکھا حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا تو کیا خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہاجرہ علیہا السلام بولیں تو خدا تعالیٰ ہم کو تباہ نہیں کرے گا یہ کہہ کر ہاجرہ علیہا السلام ادھر لوٹ آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ادھر چلے گئے جب مقام ثنیہ کے پاس پہنچ کر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کی آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو کعبہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر یہ کلمات فرمائے

رَبَّنَا إِنِّیْ أَسْکَنتُ مِن ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِندَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُواْ الصَّلاَۃَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ إِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْن (سورۃ ابراہیم آیت ۳۷)

ترجمہ: اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک (کف دست) میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں اے ہمارے رب تا کہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے اور ان کو (محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے کو دیجئے تا کہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں اور وہی پانی (پیاس کے وقت) خود پی لیتی تھی۔ جب مشک کا تمام پانی ختم ہو گیا اور پیاس ان کو بھی لگی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس کی شدت کی وجہ سے زمین پر لوٹتا دیکھا تو دیکھنے کی تاب نہ رہی

اور ایک طرف کو چل دیں اس زمین سے سب سے زیادہ قریب پہاڑ صفا تھا لہذا اس پر کھڑے ہو کر وادی کی طرف منہ کر کے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ شاید کوئی شخص نظر آ جائے لیکن کوئی دکھائی نہ دیا مجبوراً کوہ صفا سے اتر آئیں جب وادی میں پہنچیں تو پھر کرتہ کے دامن اٹھا کر مصیبت زدہ آدمی کی طرح ایک طرف کو دوڑیں اور وادی کو پار کر کے کوہ مروہ پر پہنچیں اور اس پر کھڑے ہو کر ادھر ادھر نظریں دوڑائیں کہ کوئی شخص شاید نظر پڑ جائے لیکن کوئی دکھائی نہ دیا خلاصہ یہ کہ اسی طرح سات مرتبہ کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہی وجہ ہے کہ (حج کے زمانہ میں) لوگ صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آخر کار جب ایک مرتبہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام مروہ پر پہنچی تو ایک آواز سنائی دی تو خود ہی کہنے لگیں چپ رہ دوسری بار بغور سنا تو پھر وہی آواز سنی کہنے لگیں تو نے آواز تو سنا دی کاش تیرے پاس ہماری فریادرسی بھی ہو سکتی اتنے میں دیکھتی کیا ہیں کہ ایک فرشتہ مقام زمزم کے پاس موجود ہے فرشتہ نے زمین پر اپنی ایڑی ماری جس سے پانی نکل آیا حضرت ہاجرہ علیہ السلام اس پانی کو حوض کی طرح بنانے لگیں اور پانی کے آس پاس پتھروں کا مینڈھا باندھنے لگیں اور چُلّو سے پانی لے کر مشک بھرنی شروع کر دی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتی تو ایک چشمہ جاری ہو جاتا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہاجرہ علیہا السلام تو چلو سے مشک بھر رہی تھیں اور پانی برابر جوش مار کر ابل رہا تھا حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے یہ پانی خود بھی پیا اور بچہ کو بھی دودھ پلایا فرشتہ نے کہا تم ہلاک ہونے کا اندیشہ نہ کرو کیونکہ یہاں خدا کا گھر ہے یہ لڑکا اور اس کا باپ اس کو بنائیں گے اور اس کے رہنے والوں کو خدا تباہ

نہیں کرے گا کعبہ اس زمانے میں ٹیلہ کی طرح زمین سے کچھ بلند تھا سیلاب آتا تھا تو دائیں بائیں ہو کر نکل جاتا تھا اوپر نہ پہنچ سکتا تھا حضرت ہاجرہ علیہا السلام مدت تک اسی حالت میں رہیں اتفاقاً ایک بار قبیلہ بنی جرہم کداء کے راستہ سے اس طرف کو گزرے اور مکہ کے زیریں جانب فروکش ہوئے کچھ پرندوں کو گھیرا بنا کراڑتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگے یقیناً پانی کا چکر لگا رہے ہیں لیکن ہمیں تو اس وادی میں آتے ہوئے مدت ہو گئی یہاں تو پانی تھا نہیں (اب کہاں سے آ گیا) یہ کہہ کر ایک یا دو قاصد خبر لینے کے لیے بھیجے قاصدوں نے آکر پانی دیکھ کر واپس جا کر پانی کی اطلاع دے دی قافلہ والے فوراً آ گئے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اس وقت پانی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہنے لگے اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے پاس آکر ٹھہر جائیں حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا اچھا لیکن پانی پر تم کو (ملکیت کا) کوئی حق نہ ہوگا قافلہ والوں نے کہا بہت اچھا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کی عین مراد بر آئی وہ رفیق چاہتی تھیں رفیق مل گئے چنانچہ قافلہ والے وہیں اتر گئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بلا لیا یہاں تک کہ وہاں چند خاندان ہو گئے وہ لڑکا (اسماعیل علیہ السلام) جوان ہوا قافلہ والوں سے عربی سیکھی اور جوان ہونے کے بعد سب سے حسین اور سب کا منظور نظر ہوا قافلہ والوں نے اپنی ہی ایک عورت کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح بھی کرا دیا اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا بھی انتقال ہو گیا تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور جس چیز کو چھوڑ گئے تھے اس کی تلاش کرنے لگے حضرت اسماعیل علیہ السلام مکان پر موجود نہ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کی بیوی سے اسماعیل علیہ السلام کو دریافت کیا بیوی نے کہا ہمارے کھانے کے لیے کچھ لینے گئے ہیں حضرت ابراہیم علیہ

السلام نے طریقہ زندگی اور گزران کی صورت دریافت کی بیوی نے کہا بہت بری گزرتی ہے ہم بہت تنگی اور سختی میں ہیں اور کچھ اور بھی شکایت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تیرا شوہر آجائے تو اس سے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دے حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر آئے تو ان کو کچھ سن گن مل گئی تھی پوچھنے لگے کیا کوئی آیا؟ بیوی نے کہا ہاں ایک بوڑھا آدمی آیا تھا یہ شکل اور حلیہ تھا مجھ سے آپ کو دریافت کیا تھا میں نے ان کو بتادیا پھر اس نے گزران کی صورت دریافت کی تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ ہم بہت تکلیف اور سختی میں ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا پھر کچھ اس نے تم کو نصیحت بھی کی ہے؟ بیوی نے کہا ہاں مجھ سے یہ کہہ گیا ہے کہ آپ سے اس کا سلام کہہ دوں اور یہ کہہ دوں کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل کردیجئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور مجھے حکم دے گئے ہیں کہ تم کو چھوڑ دوں لہذا تم اپنے میکے چلی جاؤ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیوی کو طلاق دے دی اور ایک اور عورت سے نکاح کرلیا ایک مدت تک ابراہیم علیہ السلام نہ آئے مدت دراز کے بعد پھر ایک روز تشریف لائے لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام نہ ملے بیوی سے دریافت کیا تمہارا شوہر کہاں ہے؟ بیوی نے کہا ہمارے لیے کچھ معاش تلاش کرنے گئے ہیں فرمایا تمہارا کیا حال ہے طریقہ زندگی اور صورت معاش کیا ہے؟ بیوی نے کہا ہم بہت اچھے ہیں آرام سے گزرتی ہے گویا خدا تعالیٰ کا بیوی نے شکر یہ ادا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ کیا چیز کھاتے ہو؟ بیوی نے کہا گوشت فرمایا کیا چیز پیتے ہو؟ بیوی نے عرض کیا پانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا الٰہی ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ میں مکہ میں

غلہ پیدا نہیں ہوتا تھا اگر غلہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں بھی برکت ہونے کی دعا کرتے چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے گوشت و پانی میں برکت ہونے کی دعا کی تھی اسی وجہ سے سوائے اہل مکہ کے اور کوئی صرف گوشت اور پانی پر گزارہ نہیں کرسکتا اور نہ کسی کو صرف گوشت اور پانی موافق مزاج ہوتا ہے خیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا شوہر آجائے تو اس سے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ قائم رکھے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر میں آئے تو بیوی سے دریافت کیا کیا کوئی آیا تھا بیوی نے کہا جی ہاں ایک خوبصورت بوڑھا آدمی آیا تھا اول تو مجھ سے آپ کو دریافت کیا میں نے بتادیا پھر طریقہ گزران پوچھا میں نے کہہ دیا کہ خوب مزہ سے گزرتی ہے اس نے آپ کو ایک پیام دیا ہے سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کو قائم رکھو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ سے مراد تمہاری ذات ہے مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تم کو طلاق نہ دوں اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام مدت تک تشریف نہ لائے ایک روز حضرت اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے تیر بنا رہے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے آئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور جس طرح باپ بیٹے کے ساتھ اور بیٹا باپ کے ساتھ کرتا ہے وہی برتاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام نے باہم کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا تو جو کچھ خدا نے حکم دیا ہے اس کو پورا کیجئے فرمایا تو کیا تم میری مدد کروگے؟ اسماعیل علیہ السلام نے کہا (جی ہاں) میں مدد کروں گا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اونچے ٹیلہ کی

طرف اشارہ کر کے فرمایا خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہاں ایک مکان بناؤں اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مکان کی بنیادیں اٹھائیں حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے جب دیواریں کچھ اونچی ہوگئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ پتھر (مقام ابراہیم) لا کر رکھا تا کہ اس پر کھڑے ہو کر دیوار بنا سکیں بہرحال حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر دیتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے جاتے تھے اور دونوں صاحبان بناتے میں کہتے جاتے تھے **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم** جب تعمیر ہوگئی تو مکان کے آس پاس گھومتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے الٰہی ہماری طرف سے اس کو قبول فرما کیونکہ تو بلاشبہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (جامع)

۲ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۰ نومبر ۱۹۹۹ء بروز بدھ

عمرہ کی ادائیگی

حضرت والا دامت برکاتہم اور چند احباب نے تہجد کے وقت طواف کیا اور ملتزم کے قریب دعائیں فرمائیں اور آب زمزم نوش فرمایا اور مقام ابراہیم کے قریب دوگانہ طواف ادا کیں اور دیگر احباب نے فجر کی اذان کے بعد نماز کھڑی ہونے سے پہلے پہلے طواف کرلیا پھر نماز کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کے ساتھ سب احباب نے سعی کی۔

صفا مروہ پر

حضرت والا نے صفا مروہ کے ہر ہر چکر پر صفا اور مروہ پر بہت اہتمام

اورانہماک اور بڑی گریہ وزاری کے ساتھ دعا فرمائی اور کم ازکم دعا کا دورانیہ ہر چکر میں دس سے پندرہ منٹ تھا من جملہ ان کے صفا پر تمام دنیا بھر کے احباب متعلقین اورامت مسلمہ کے لیے دعا فرماتے فرماتے اچانک یہ دعا فرمائی اے اللہ اس مجمع میں دومولوی ہیں جن کے مدرسے ہیں ایک میں اور ایک مولانا جلیل ہمارے مدرسوں پر کروڑوں کروڑوں برسا دیجئے اور ہمارے احباب کو ہی اس کارخیر میں ہمارا معاون بنا دیجئے اور غیر سے ہمیں محفوظ بنا لیجئے (الحمدللہ اس دعا کا نظارہ بخوبی ہوا ہے)۔

مروہ پرارشاد

مروہ پرارشاد فرمایا کہ ایک علم عظیم عطاء ہوا ہے عرفات اور سعی میں حضور اکرم ﷺ سے یہ دعا منقول ہے

لَااِلٰه اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ.

یہ ایسی دعا ہے جس میں کوئی دعا نہیں مانگی گئی اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اس کی اصل وجہ حضور ﷺ کا نقش قدم ہے کہ چونکہ آپ ﷺ نے مانگی اس لیے اس مقام پر اس کا مانگنا مسنون ہے اور ایک راز ملا علی قاری نے فرمایا کہ ثناء الکریم دعـاء (کریم کی تعریف بھی دعا ہے) کیونکہ جب آقا خوش ہوجائے گا تو سب دے گا۔

صفا پرارشادات آخری چکر میں

خذ من اموالهم صدقة کی تفسیر

ارشادفرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ’’خُـذْ مِـنْ أَمْـوَالِهِـمْ صَـدَقَةً

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ" (سورۃ توبہ آیت ۱۰۳)

ترجمہ: آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان کو (گناہ کے آثار سے) پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لیے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں۔

یہ پاکی تین طرح کی ہے۔

۱۔ایک قلب کو پاک کیجئے غیر اللہ اور عقائد باطلہ سے

۲۔نفوس کو پاک کیجئے یعنی ان کے نفس امارہ کو نفس لوامہ نفس مطمئنہ بنا دیجئے جب مطمئنہ بنے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانے کے قابل ہو جائے گا پھر دو انعام ملیں گے راضیہ اور مرضیہ

۳۔تیسری پاکی مال کی پاکی ہے۔

راضیہ کو مقدم کرنے کی وجہ

راضیہ جو کہ نفس اور مخلوق کی صفت ہے اس کو مقدم کیا اور مرضیہ جو کہ خالق کی صفت ہے اس کو مؤخر کیا علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ ترقی من الادنی الی الاعلیٰ ہے۔

اور میرے قلب میں یہ بات آئی ہے کہ ہماری طبیعت کی رعایت فرمائی ہے پہلے ہمیں خوشخبری دے کر پھر مرضیہ بنایا۔

وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا کی تفسیر

ان کے صدقہ کے ذریعے صحابہ کا تزکیہ فرمائے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ پھر ان کے لیے دعا فرمائیں آپ کی دعا صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے سکون کا باعث ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ

شیخ کی مریدین کے لیے دعا ان کے مالی صدقات پر اسی حکم میں ہے۔

مروہ پر

وجوب سعی کی وجہ

ارشاد فرمایا کہ ایک علم عظیم عطاء ہوا ہے کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام صفا مروہ کے درمیان دوڑیں اور اس لیے دوڑتی رہیں کہ اونچی جگہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دیکھوں تاکہ کوئی بھیڑیا یا جانور نقصان نہ پہنچائے تو اللہ تعالیٰ کو اپنی بندی کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے لیے اس سعی کو واجب کر دیا لہٰذا اس محل پر یہ دعا کروائے اللہ تعالیٰ ہم سے بھی تو ایسا عظیم الشان کام لے لے کہ جس کے آثار قیامت تک باقی رہیں اور یہ دعا فرمائی

اللھم اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْ قٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ

تحیة المسجد کا قائم مقام

سعی سے واپسی پر جب مسجد حرام میں تشریف لائے تو فرمایا کہ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ تحیۃ المسجد کا موقع نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لینا تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے

سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

رہائش گاہ پر

سر منڈانے کے بعد سب کو رہائش گاہ پر جمع فرمایا کہ کچھ دیر ننگے سر ہی رہو تا کہ تمہاری محلوق شدہ صورت کا جمال خداوندی نظارہ کرے۔

حلق کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ حلق میں بھی ایک اہم راز ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صورت پرستی سے نکال کر اپنا نظارہ کرانا چاہتا ہے اس لیے کہ جمال کا ذریعہ جو زلف ہے وہی کٹوادی احرام پہنا کر، کرتا پاجامہ پہلے اتروا دیا اب ذریعہ حسن زلفیں تھیں وہ اتروا دیں اور حلق میں زیادہ اجر رکھا اور قرآن مجید میں محلوقین کو مقدم کیا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُؤُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحاً قَرِيْبا (سورۃ الفتح آیت ۲۷)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا جو مطابق واقع کے ہے کہ تم لوگ مسجد احرام (یعنی مکہ) میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن وامان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا اور کوئی بال کتراتا ہوگا تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں پھر اس سے پہلے لگتے ہاتھ ایک فتح دیدی۔

شعائر کا احترام

ارشاد فرمایا کہ صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر (نشانیوں) میں سے ہیں اور اس میں ہونے والے اعمال بھی شعائر میں داخل ہیں لہٰذا یہ سر منڈوانا بھی شعائر

میں سے ہے اس کی وجہ سے احرام کی پابندیوں سے نکلا جاتا ہے لہذا یہاں سر منڈانے پر چپت لگانا ناجائز ہے اگر چہ شیخ اپنے مرید کو پیار ہی سے مارے اور مرید خوش بھی ہو تب بھی یہ شعائر اللہ کی توہین ہے اور شعائر کی تعظیم دل کے تقویٰ کی علامت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ

(سورۃ الحج آیت ۳۲)

ترجمہ: جو شخص دین خداوندی کے ان (مذکورہ) یادگاروں کا پورا لحاظ رکھے گا ان کا یہ لحاظ رکھنا خدا تعالیٰ سے دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے۔

دعاءنبوی کی شرح

ارشاد فرمایا نبی کریم ﷺ نے امت کو یہ دعا تلقین فرمائی

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّ ارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ.

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق دکھلا اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل دکھلا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

اس دعا میں حق و باطل کو دیکھنے، حق پر چلنے اور باطل سے بچنے کی توفیق بھی مانگی اور آپ ﷺ نے لفظ توفیق کی بجائے لفظ رزق استعمال کیا اس کی دو وجہیں میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے ڈالیں اور شاید یہ بات کسی کتاب میں نہ ملے۔

۱۔ ایک وجہ یہ ہے توفیق عام نہیں ہے صرف اہل توفیق کو ملتی ہے اور رزق عام ہے یہاں تک کہ جانوروں کا رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

قرآن مجید ناطق ہے" وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ"

(سورۃ ہود آیت ٦)

ترجمہ: اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روز رہنے کی جگہ کو جانتا ہے سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (بھی) منضبط اور مندرج ہیں۔

تو آپ نے یہ چاہا کہ اس دعا کی برکت سے جتنے نالائق ہیں کہ اہل توفیق میں سے نہیں تو بطور رزق کے ان کے لیے بھی یہ بات لکھ لی جائے اور اس طرح وہ حق کی راہ پا جائیں۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی جاندار کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک رزق مکمل نہ کرلے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے "اِنَّ نَفْساً لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا "

تو اس دعا کی برکت سے موت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حق پر چلنے اور باطل سے بچنے والا نہیں ہوگا ولی اللہ نہیں ہو جائے گا۔

قبل عشاء در حرم محترم

حضرت والا حرم مکہ میں باب الندوہ سے تشریف لایا کرتے تھے اور حطیم کی جانب اذان دینے والی جگہ کے قریب تشریف فرما ہوتے تھے حضرت والا کا ہمیشہ یہی معمول رہا جب تک کہ اس طرف کی بلڈنگیں منہدم نہ کر دیں گئیں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی شان بیان فرما رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ صرف بیت اللہ سے ولایت اور دوستی کی حدود میں

داخل نہ ہوسکو گے بلکہ تقویٰ ضروری ہے کتنے اولیاء بیت اللہ کی زیارت نہ کر سکے لیکن تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست تھے بیت اللہ ولی اللہ نہیں بنا سکتا بلکہ **کونوا مع الصادقین** ضروری ہے۔

باز شاہی کے ساتھ شہبازی سیکھنے کی نیت سے رہو مردار پر مرنا چھوڑ دو جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

باز سلطانم گشم نیکوپیم
فارغ ازمردارم کرگس نیم

یعنی میں باز شاہی بن گیا ہوں، نیک بن گیا ہوں اب میں کرگس نہیں ہوں اور مردار پر مرنے سے فارغ ہو گیا ہوں۔

بدنظری اور ایذاء رسانی سے بچنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ عدم قصد نظر سے بدنظری کے گناہ سے نہیں بچ سکتے بلکہ قصد عدم نظر ضروری ہے اس کی برکت سے آپ **تکن اعبد الناس** ہو جاؤ گے ایسے ہی ایذاء کے بارے میں عدم قصد ایذاء کا نہیں بلکہ قصد عدم ایذاء ضروری ہے یعنی ارادہ کرو کہ تمہاری ذات سے کسی کو بڑا ہو یا چھوٹا ہو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور شیخ کے بارے میں بھی قصد رکھو عدم ایذاء کا۔

۳ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۱ نومبر ۱۹۹۹ء
بروز جمعرات بعد نماز ظہر

یہود کی سازش

ارشاد فرمایا یہود کی سازش ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا

کردیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہٹ جائے۔

اللہ تعالیٰ کا حقیقی دیوانہ

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا حقیقی دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ ساز بھی ہو یعنی خود بھی اللہ تعالیٰ کا دیوانہ ہو اور دوسروں کو بھی دیوانہ بنا سکے ؎

کوئے لیلیٰ سے خاک لائیں گے
اپنا مجنوں الگ بنائیں گے

(حضرت والا دامت برکاتہم)

جان اختر کو کرم سے جان مضطر کیجئے
اور دوسری جانوں کو میری جان سے مضطر کیجئے

(حضرت والا دامت برکاتہم)

قبل المغرب

مغرب سے پہلے کچھ احباب ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو مختصر سی مجلس ہوگئی

قصہ یوسف علیہ السلام کا راز

ارشاد فرمایا قرآن مجید نے عزیز مصر کی بیوی کا قصہ بیان کیا ہے کہ اس نے مصر کی عورتوں کی دعوت کی اور انہیں چاقو اور لیموں پکڑا دیا اور کہا کہ جب یوسف علیہ السلام آئیں تو تم انہیں کاٹنا جب حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے لیموں کی بجائے انگلیاں کاٹ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کا راز ڈالا کہ اللہ تعالیٰ قصہ بیان کر کے یہ

بتلانا چاہتے ہیں کہ حسن میں جادو کا اثر ہوتا ہے لہٰذا اس سے ہوشیار رہنا چاہیے اپنے تقویٰ پر ناز نہ کرے اور نظر کی حفاظت کا خوب اہتمام کرے۔

مجلس بعد نماز عشاء

عشاء کے بعد بہت سے احباب داخل سلسلہ ہوئے بیعت کے بعد حضرت نے بڑی گریہ وزاری سے دعا فرمائی اس کے بعد درج ذیل ارشادات فرمائے۔

سورۃ والتین کی قَسمیں

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۃ والتین میں تین چیزوں کی قسمیں کھائیں اور یہ قسمیں کھانا ان چیزوں کی عظمت کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے پہلے جسمانی غذا تین (انجیر) اور زیتون کو مقدم کیا پھر روحانی غذا طور سینا کی تجلی کا ذکر فرمایا کیا شان کرم ہے اللہ تعالیٰ کی یہ مکہ و مدینہ تجلیات الٰہیہ کی جگہیں ہیں یہاں انجیر زیتون خوب کھاؤ۔

آپ ﷺ کی عمر کی قسم

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کی بھی قسم کھائی ''لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ'' (سورۃ الحجر آیت ۷۲)

ترجمہ: آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے۔

یہاں قسم کھانے کی وجہ آپ کی زندگی کی یہ ہے کہ قوم لوط باہ کے نشے میں حضرت لوط علیہ السلام کو ہلاک کرنا چاہتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی اسی طرح مکہ والے جاہ کے نشے میں آپ کی زندگی کا چراغ گل کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم آپ کی زندگی کی حفاظت کریں گے بلکہ انہیں ہلاک کردیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تجلی طور

جب کوہ طور پر اللہ تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ پر تجلی طور کے بعد ایسی قوی تجلی رہتی تھی کہ بدون نقاب کے آپ کے چہرہ کو جو دیکھتا اسکی آنکھ کی روشنی ختم ہو جاتی انہوں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ ایسا نقاب عطا فرمائیں جو اس قوی نور کا ساتر بن جائے اور آپ کی مخلوق کی آنکھوں کو نقصان نہ پہنچے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اپنے کمبل کا نقاب بنالو جو کوہ طور پر آپ کے جسم پر تھا کیونکہ اس نے طور کی تجلی کا تحمل کیا ہوا ہے اس کمبل کے ٹکڑے نے وہ کام کیا جو آہنی دیواریں بھی نہ کر سکتی تھیں اب حضرت صفورہ علیہا السلام جو آپ کی اہلیہ تھیں جو آپ کے حسن کی عاشق تھیں اس نقاب سے بے چین ہو گئیں تو آپ نے اسی شوق اور بے تابی سے ایک آنکھ سے موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھا تو وہ آنکھ چلی گئی اس کے بعد بھی ان کو صبر نہ آیا تو دوسری آنکھ بھی کھول دی تو وہ بھی بے نور ہو گئی اس وقت ایک عورت نے حضرت صفورہ سے پوچھا کہ کیا تمہیں اپنی آنکھوں کے بے نور ہونے پر حسرت اور غم ہے

گفت حسرت میخورم کہ صد ہزار
دیدہ بودے تا ہمی کر دم نثار

فرمایا کہ مجھے تو حسرت ہے کہ ایسی سو ہزار آنکھیں اور بھی عطا ہو جائیں تو میں ان سب کو محبوب پر قربان کر دیتی۔

حق تعالیٰ کو حضرت صفورہ کا یہ کلام بہت پسند آیا اور خزانہ غیب سے دونوں آنکھوں کو ایسا نور عطا کر دیا جس سے وہ ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کرتی تھیں اور ان میں ایسا تحمل دیا کہ پھر کبھی نور خاص سے ضائع نہ ہوئیں۔

تحدیث بالنعمت

ارشاد فرمایا میں ایسی مقدس سرزمین پر مثنوی شریف کا درس دے رہا ہوں جہاں میرے پردادا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے درس دیا تھا اور اسی سرزمین پر چھ ماہ میرے دادا پیر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب سے مثنوی شریف پڑھی تھی اور پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے میرے پیر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھی پھر ان سے بندہ نے پڑھی یہی فیض ہے کہ میں نے اس کی شرح لکھی۔

احترام اولیاء اللہ

ارشاد فرمایا کہ کوہ طور محترم نہ تھا تجلی الٰہی کے بعد محترم ہوگیا تو جن اولیاء کرام کے قلوب پر تجلی نازل ہوتی ہے وہ اولیاء کرام بھی قابل احترام ہیں۔

تجلیات میں فرق

انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی تجلی اور اولیاء کرام پر نازل ہونے والی تجلی میں بہت فرق ہوتا ہے کوہ طور پر تجلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منصب کے مطابق آئی تھی اولیاء کرام ایسی تجلی کا تحمل نہیں کر سکتے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں آپ کا چچا ہوں میری جبرائیل سے ملاقات کروا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا حطیم میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آئیں گے پہلے آپ ان کی زیارت کریں پھر ملاقات ہوگی جبرائیل علیہ السلام حطیم میں تشریف لائے آپ ﷺ نے چچا سے فرمایا کہ آپ زیارت فرمائیں اور جبرائیل علیہ السلام کے صرف پاؤں ظاہر

ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دیکھتے ہی بے ہوش ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ کا راستہ

ارشاد فرمایا لاش یعنی لاشئی پر مت مرو شئی پر مرو یعنی اللہ تعالیٰ پر مرو جو ڈیزائنر ہے حسینوں کا۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ مردوں کا راستہ ہے دنیا کی سلطنت کیا چیز ہے خالق سلطنت حاصل کرو میں بلدامین میں کہتا ہوں جب حقیقی تقویٰ سے مشرف ہوجاؤ گے تو ہگنے موتنے والوں کو بھول جاؤ گے جب کوئی بے مثل پر مرے گا تو اس کا قلب وقالب بھی بے مثل ہوجائے گا۔

لذت دوجہاں ملی مجھ کو تمہارے نام سے
مجھ کو تمہارے نام سے لذت دوجہاں ملی

پھر بڑے درد سے فرمایا کہ

میری آہ کو رائیگاں کرنے والوں
میرے ساتھ یہ بے وفائی نہ کرنا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

یہاں اللہ تعالیٰ کو منالو اور استقامت اور تقویٰ مانگ لو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرد بھی ولی اللہ ہوجاتے ہیں اور عورت بھی ولیہ ہوجاتی ہے لیکن ہیجڑے کسی کام کے نہیں۔ ہیجڑے عام ولی تو ہوسکتے ہیں ولایت خاصہ ان کو نہیں مل سکتی۔ اسی طرح جو مرد اپنی حرام خواہشات پر عمل کرتے ہیں وہ بھی ہیجڑے ہیں اور ان کو بھی ولایت خاصہ نصیب نہیں ہوسکتی۔

شیخ کا حق

ارشاد فرمایا تم اپنے شیخ کا حق کسی طرح ادا نہیں کر سکتے مال یا خدمت سے یہ اس کی عنایت ہے اس نے قبول کیا ہے

اہل خانہ کے لیے دعا مانگنا

ارشاد فرمایا کہ ذُرِیَّات اور اہل خانہ کے لیے دعا مانگنا سنت ابراہیمی ہے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے

''رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ''

(سورۃ بقرہ آیت ۱۲۸)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا) کیجئے جو آپ کی مطیع ہو اور (نیز) ہم کو ہمارے حج کے احکام بھی بتلا دیجئے اور ہمارے حال پر توجہ رکھئے (اور) فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے۔

پھر مانگا ''رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ''

(سورۃ بقرہ آیت ۱۲۹)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی میں کے ایک ایسے پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کر دیں بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرۃ کامل الانتظام۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مہتمم کو حق ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے علماء

ربانیین اپنی ذریت میں سے مانگے تاکہ قبضہ گروپ سے بچے۔

حکمت کی پانچ تفاسیر

۱ . حقائق الكتاب (یعنی کتاب اللہ کے حقائق اور باریکیاں

۲ . طريق السنه

۳ . التفقه فی الدين

۴ . وضع الاشياء فی محلها

۵ . ماتكمل به النفوس من الاحكام والمعارف

ویزکیهم کی تفسیر

تزکیہ کی تین تفاسیر ہیں

۱ . يطهر قلوب الصحابة عن العقائد الباطلة والاشتغال بغير الله

کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب کو ہمارا پیغمبر پاک کرتا ہے باطل عقیدوں اور غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہونے سے۔

اشتغال باب افتعال سے ہے جس میں اخذ ماخذ کی خاصیت ہے یعنی قصداً مشغول نہ ہو غیر اللہ میں اگر بلا ارادہ مشغول ہوجائے تو استغفار کرلے۔

۲ . ويطهر نفوس الصحابة عن الاخلاق الرذيلة ومن الاعمال

اور پاک کرتا ہے صحابہ کے نفوس کو گندے اخلاق سے

۳ . ويطهر ابدان الصحابة عن الانجاس و الاعمال القبيحة

اور پاک کرتا ہے صحابہ کے بدن کو نجاست سے اور گندے اعمال سے

یہ طہارت قلوب، طہارت نفوس اور طہارت قوالب ہوا۔

انک انت العزیز الحکیم نازل کرنے کی حکمت

اس آیت کے آخر میں اپنی دو صفات نازل فرمائیں عزیز اور حکیم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا آپ عزیز بھی ہیں حکیم بھی ہیں صفت عزیز اس لیے ذکر کی کہ اگر بندے کہیں نفس کی لڑائی میں کمزور ہوں تو صفت عزیز سے مدد فرماتے ہیں اور حکیم فرما کر عرض کیا کہ طاقت کا حکیمانہ استعمال فرماتے ہیں۔

شیخ پر حق

شیخ پر فرض ہے کہ اپنے لیے بھی روئے اور مرید کے لیے بھی روئے اگر اس کے آنسو صرف اپنے لیے ہیں تو پیر بنانے کے قابل نہیں۔

ایک عمل

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پڑتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء ندوہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ جب بری نظر کو آپ لوگ تسلیم کرتے ہو تو اہل اللہ کی اچھی نظر کو کیوں تسلیم نہیں کرتے۔

پھر ارشاد فرمایا ایک عمل بتلاتا ہوں کہ جب میرے شیخ حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ مجھے دیکھتے ہیں تو خیال کرتا ہوں کہ جب شیخ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے کتا محروم نہ رہا تو اے اللہ تعالیٰ مجھے میرے شیخ کی نظر کی برکت اور فیض سے محروم نہ فرما۔

دو عورتوں کا قصہ

حضرت والا نے فرمایا حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین

و وعظ سے دلی کی دو مشہور طوائف تائب ہوگئیں اور ان کے ساتھ جوان سے تعلق رکھنے والے مرد تھے وہ بھی تائب ہوگئے اور سب حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے حضرت نے ان کا آپس میں نکاح کرادیا اور وہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جہاد میں جانے کے لیے تیار ہوگئے اور وہ خواتین بھی جانے پر مصر تھیں کہ ہم مجاہدین کے گھوڑوں کی دال پیسا کریں گی چنانچہ مجاہدین کا یہ قافلہ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں دلی سے بالاکوٹ کی طرف روانہ ہوا تو یہ دونوں خواتین بھی اپنے شوہروں کے ساتھ اس قافلہ میں شامل تھیں اور سارا دن چکی پر گھوڑوں کے لیے دال دلا کرتی تھیں اور بہت ہی تکلیف اور مشقت اٹھاتی تھیں ایک بار کسی نے ان سے سوال کیا کہ تمہیں یہ زندگی زیادہ پسند ہے یا وہ دلی کی زندگی جس میں تم شہزادیاں بن کر رہتی تھیں اور ہر طرح کی آسائش تھی تو انہوں نے کہا کہ اس مشقت والی زندگی کو کون پہنچ سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہید اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کی برکت سے ہمیں ایسا ایمان نصیب کیا ہے کہ اگر بالاکوٹ کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو زمین میں دھنس جائیں۔

مکہ شریف میں مراقبہ

ارشاد فرمایا کہ یہاں کے پہاڑوں کو جب دیکھتا ہوں تو خیال کرتا ہوں کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی تھیں تو شاید میری نظر اس جگہ سے مشرف ہوجائے جہاں آپ کے قدم مبارک پڑے تھے۔

حضرت والا مکہ شریف میں اس بات کی بہت تاکید فرماتے ہیں کہ یہاں کے پہاڑوں کو بھی بہت محبت اور احترام سے دیکھو کیونکہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم لگے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بکریاں چرائی ہیں۔

گو حرم کے پہاڑوں پہ سبزہ نہیں
ہیں مگر دوستو پاسبان حرم
ان پہاڑوں پہ بھی حفظ توحید کا
رب کی جانب سے ہے انتظام حرم

مجلس بعد نماز فجر در ہوٹل

۴ شعبان ۱۴۲۰ ؁ھ بمطابق ۱۲ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

بلد امین میں دین کی بات سننا

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت میری بات جغرافیہ کی وجہ سے شان دار تاریخ رکھتی ہے کیونکہ یہ بلد امین کی سرزمین ہے

بعض تاجر دن بھر کی محنت میں تھوڑا سا کماتے ہیں اور بعض ہر منٹ پر لاکھ ریال کما لیتے ہیں اسی طرح شریعت میں ہے ایک مضمون دین کا سن لینا ایک ہزار رکعت کے برابر ہے۔

ہم سفر میں ہیں فرض بھی نصف ہو جاتا ہے اور مؤکدہ، غیر مؤکدہ کی حیثیت ہی کیا ہے اشراق آپ ﷺ کبھی پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے اور نفل کو واجب کی طرح کرنا خود ایک بدعت ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت والا اور احباب فجر کی نماز پڑھنے کے بعد قیام گاہ آجاتے تھے جہاں حضرت والا کی مجلس ہوا کرتی تھی اس پر بعض خشک قسم کے لوگوں کو اشکال ہو جاتا تھا کہ مسجد حرام کی اشراق چھوڑ کر دین کی بات سننے کے لیے جارہے ہیں مذکورہ بالا مضمون حضرت والا نے اس مزاج کی اصلاح کے لیے فرمایا۔

محبت کی لغت

مفسر عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت ایسی لغت ہے جب تک شفتین (دونوں ہونٹ) نہ ملیں تو یہ لفظ ادانہیں ہوتا محبت اپنی لغت کے اعتبار سے بھی متقاضی وصل دوام ہے جب اسم ایسا ہے تو مسمیٰ کیسا ہوگا اور مسمیٰ کا محل قلب ہے اور قلب لسان سے افضل ہے۔

دلیل محبت

ارشاد فرمایا حدیث شریف میں آتا ہے

وَجَبَتْ مُحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ

یہ حدیث قدسی ہے **والحدیث القدسی ھو الکلام الذی یبینه النبی بلفظه وینسبه الی ربه**

حدیث قدسی وہ کلام ہے جس کو نبی کریم ﷺ اپنے الفاظ کے ساتھ بیان کریں اور منسوب کریں رب تعالیٰ کی طرف اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لیے جو میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں تو اس حدیث قدسی میں اس بات کی دلیل ہے کہ مربی کے ساتھ جس کو جتنی محبت ہوگی اس کو اتنی اللہ تعالیٰ کی محبت ملے گی۔ محبت کلی مشکک ہے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت حضور ﷺ کے ساتھ سب سے

زیادہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ان کو سب سے زیادہ حاصل تھی۔

حدیث میں متجالسین کو موٴخر کیا کیونکہ جلوس کا نفع محبت کے بعد ہوتا ہے ورنہ منافقین بھی بیٹھے رہتے تھے لیکن نفع نہ ہوتا تھا پھر متباذلین فرمایا کہ معیشت کا بھی انتظام رکھو اور آنا جانا رکھو یہ شریعت کی حدود میں صوفی کو پابند کیا گیا ہے

میرے شیخ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

''اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللهِ''(سورۃ التوبہ آیت۱۱۲)

ترجمہ: نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدوں کا خیال رکھنے والے۔

لہٰذا امر و نہی حدود شریعت میں کرے یہ خاص تبلیغ کا حکم ہے اور حدود الٰہی عالم بتلائے گا کیونکہ ارشاد ربانی ہے **''فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُون''**(سورۃ النحل آیت ۴۳)

ترجمہ: سو اگر تم کو علم نہیں تو (دوسرے) اہل علم سے پوچھ دیکھو۔

تو اس آیت میں بالاجماع اہل ذکر سے علماء مراد ہیں۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ علماء کو اہل ذکر اس لیے کہا کہ علماء بھی ذکر اذکار کریں کسی اہل اللہ کے مشورے سے۔

ملاعلی قاری فرماتے ہیں ایک روایت میں **متحابین بجلالی ای قَيَّد الله محبته بجلاله لانه منزهون بشائبة النفس**

میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس محبت کو اپنے جلال کے ساتھ مقید فرمایا کیونکہ وہ لوگ اس محبت میں نفسانی خواہشات

سے پاک ہوتے ہیں آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں احباب پر خرچ کرے کنجوس نہ ہو اس کی جمع کنا جیس آتی ہے ہ امیر کنا جیس ہے بخل کو تضاد ہے نبوت اور ولایت سے ہمیشہ اولیاء کرام کا دستر خوان وسیع رہا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب فوت ہونے لگے تو اسی سخاوت کی وجہ سے اسی ہزار دینار کے مقروض تھے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ مدینہ شریف میں فلاں دوست سے کہنا کہ میرا قرضہ ادا کر دے کیونکہ اس کی محبت اور اخلاص پر ناز تھا ؎

ناز براں کن کہ خریدار تست

فرمایا میرے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ وہ شخص کتنا خوش قسمت تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کا قرضہ ادا کرنے کی سعادت ملی۔

حدیث زر غباً تزدد حبا کی شرح

ارشاد فرمایا حدیث شریف میں ہے زر غباً تزدد حباً کبھی کبھی ملو اس سے محبت بڑھے گی اس پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **کنت الزم النبی ﷺ بشبع بطنی** کہ میں حضور ﷺ کو چمٹا رہتا تھا پیٹ بھر روٹی پر تو اس میں تعارض ہے تو اس کا جواب مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے ؎

نیست زر غباً وظیفہ عاشقاں
سخت مستسقیست جاں صادقاں

کبھی کبھار ملنا عاشقوں کا طریقہ نہیں کیونکہ ان کی جان سخت پیاسی ہوتی ہے

نیست زر غباً وظیفہ ماہیاں
زانکہ بے دریا ندارند انس جاں

زر غباً مچھلیوں کا طریقہ نہیں کہ کبھی کبھار دریا کی زیارت کر لیں کیونکہ

بغیر دریا کے ان کی زندگی نہیں۔ پس زرغباً کا حکم رشتہ داروں کے لیے کہ ان سے ناغہ دے کر ملو ورنہ روزانہ اگران کے در پر پڑے رہو گے تو ان کے دل میں ناقدری پیدا ہوجائے گی۔

دعا

آخر میں دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ اس بلد امین کی برکت سے ہمیں سراپا امین بنادے اور امین العین اور امین الصدر بنادے۔ آمین یارب العالمین

ڈاکٹر یوسف رضا صدیقی صاحب کے مکان پر مجلس بعد نماز عشاء

۴ شعبان ۱۴۲۰ بمطابق ۱۲ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی **ان اولیاء الا المتقون وقال النبی ﷺ یااباھریرہ اتق المحارم تکن اعبد الناس**

ترک گناہ سب سے بڑی عبادت

حضرت والا نے فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا تھا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اگر تم گناہ سے بچو اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو تو تم سب سے بڑے عبادت گزار ہو کیونکہ تقویٰ چوبیس گھنٹے کی عبادت ہے پس جو بندہ چوبیس گھنٹے گناہوں سے بچ رہا ہے وہ چوبیس گھنٹے عبادت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنا شرافت بندگی کا بھی تقاضا ہے شرافت عبدیت اور شرافت طبعیہ کا بھی تقاضا ہے اور حق تعالیٰ کی پرورش اور احسان کا بھی تقاضا ہے۔

شیطان کا وسوسہ

شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے اگر تم میرے راستے پر نہیں چلو گے تو کہاں سے کھاؤ گے جیسے کہ قرآن مجید میں ہے

''الشَّیۡطَانُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ''(سورۃ البقرہ آیت ۲۶۸)

(شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے) تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ رزق نہیں رکھا ربوبیت اور پرورش اپنے ذمہ لی ہے جو رب العالمین سارے عالم کو پال رہا ہے تو ہم بھی اجزاء عالم ہیں تو جو کُل عالم کو پال سکتا ہے تو جزء کو کیوں نہیں پال سکتا البتہ تھوڑا سا دروازہ حلال کھولنا پڑے گا یعنی دوکان کھولنی پڑے گی پھر گاہک اللہ تعالیٰ بھیجے گا۔

غیر اللہ سے دل بہلانا

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنی دوستیاں ہیں جن کے ساتھ اپنے دل کو بہلا رہے ہیں جس کا نام غیر اللہ ہے وہ سب رخصت ہونے والی ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ایسی چیزیں نہیں جو دل کے بہلانے کی ذمہ داری قبول کرلیں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی کو کپڑوں کا شوق ہے وہ کپڑوں سے دل بہلا رہا ہے تو جب رات کو ان کپڑوں کو اتارتے ہو تو کہاں سے راحت پاؤ گے تمہاری عزت کپڑوں میں تھی تو جب کپڑوں کو کھونٹی پر لٹکا دیا تو عزت کہاں سے پاؤ گے اصل عزت تو تقویٰ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد پر

ارشاد فرمایا کہ میں ترکی میں استنبول سے بس سے دس گھنٹے کا سفر کر کے

مولانا کی خانقاہ قونیہ پہنچا میرے ساتھ ۳۲ آدمی تھے جن میں علماء بھی تھے وہاں پر مثنوی شریف کا درس دینے کا شرف بھی حاصل ہوا پڑھنے والے سب علماء تھے اور انہوں نے آگے مثنوی پڑھانے کی اجازت بھی لی۔

پھر اس جنگل میں حاضری ہوئی جو وہاں سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا جہاں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھائیس ہزار اشعار کہے آج بھی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے انوارات محسوس ہوتے ہیں اسی جگہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

آہ راجز آسمان ہمدم نہ بود

راز رہ غیر خدا محرم نہ بود

کہ جب میں آہ کرتا ہوں تو سوائے آسمان کے میرے ساتھ کوئی نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن پھر فرمایا ۔

از کجا بنی تو خوں بر خاک ہا

پس یقین می داں کہ آں از چشمہ ما

جہاں کہیں بھی دیکھنا کہ خون پڑا ہوا ہے تو سمجھ لینا کہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی آنکھوں سے نکلا ہوا ہے پھر فرمایا ۔

در مناجاتم بببیں خون جگر

اے مخاطب میری مناجات میں میرے جگر کا خون بھی شامل ہوتا ہے یہ آنسو پانی نہیں ہیں بلکہ جگر کا خون ہے جو خوف خدا سے پانی ہوگیا پھر ان آنسوؤں کے بارے میں فرمایا کہ ۔

کہ برابر می کند شاہ مجید

اشک را در وزن باخون شہید

وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتی ہے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شاہ خوارزم کے سگے نواسے ہیں لیکن اپنے مرشد شاہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر فدا تھے ان کے پیچھے سارا سامان چکی، گندم، آٹا پیسنے کا سامان لیکر پھرا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس پیر کی خدمت کی برکت سے میں مولائے روم بنا ورنہ ملا جلال الدین تھا چنانچہ فرماتے ہیں ؎

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نشد

شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کیوں اختیار کی حالانکہ اس زمانے میں اور بھی پیر تھے تو فرماتے ہیں کہ

من غلامِ آن کہ نہ فروشد وجود
جزء بآں سلطان باافضال وجود

میں نے شمس الدین مرشد کی غلامی قبول کی ہے کیونکہ وہ زندگی کو فروخت نہیں کرتا یعنی وہ بکاؤ مال نہیں ہے وہ اپنی حیات کو تاج وسلطنت، سورج اور چاند، بریانی، شامی، کباب کے بدلے بیچتا نہیں ہے ہاں اگر وہ بکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ

پر جو صاحب افضال اور صاحب جود وکرم ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ پر میرا پیر اپنی ہستی اپنی شخصیت اپنے جذبات اپنی آرزو اپنی تمنائیں فدا کرتا رہتا ہے جہاں دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہیں تو اس خوشی اور رزق حلال اور نعمت کو استعمال کرتا ہے اور جہاں دیکھتا ہے کہ میرا دل تو خوش ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوں گے تو ایسی ہزار خوشیوں پر لعنت بھیجتا ہے دلی کے شاعر کا ایک شعر ہے۔

لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دوں
مومن نہیں جو ربط رکھیں آرزو سے ہم

شباب کو خالق شباب پر فدا کرنا

ارشاد فرمایا جس اللہ تعالیٰ نے عالم شباب عطا فرمایا تو شباب کو اسی اللہ تعالیٰ پر فدا کردو۔ بخاری شریف کی روایت ہے

شَابٌّ نَشَأَفِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ

کہ وہ جوان جس کی جوانی اپنے رب کی عبادت میں استعمال ہوئی۔ دوسری روایت یہ ہے۔

شَابٌّ نَشَأَفِيْ عِبَادَةِ اللهِ

جس جوان کی جوانی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں استعمال ہوئی۔

تیسری روایت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں نقل کی ہے

شَابٌّ اَفْنیٰ شَبَابَهٗ وَنَشَاطَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللهِ

کہ جس نوجوان نے جوانی کی مستیاں اور خوشیاں اپنے اللہ پر فدا کردیں

اپنی خوشیاں جلا ڈالیں ؎

جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

اس کا دل جلا بھنا ہوگا اس کے کباب دل کی خوشبو ہر سواڑے گی ایسے جوان کو قیامت کے دن عرش کا سایہ ملے گا۔

حسینوں کا جغرافیہ

ارشاد فرمایا کہ ان حسینوں کا جغرافیہ بدلنے والا ہے یہ دل بہلانے کے لائق نہیں میرے اشعار ہیں۔ اس پر ہنس کر فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ ہر شعر پر میرا شعر کیوں کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ کیا تیرا شعر کہوں؟ جب میرا ہے تو میرا ہی کہوں گا ؎

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالم نہ ہوگا تو پھر کیا کرو گے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

دنیا کو ایک چاند

ارشاد فرمایا سائنسدان کہتے ہیں کہ زحل، مشتری کو چار چار چاند اور مریخ کو چھ چاند اور دنیا کو ایک چاند دیا گیا سائنسدان اس پر حیران ہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا تو میں کہتا ہوں کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ نے شریعت کے قانون عید بقر، عید رمضان چاند کے ذریعے نافذ کرنے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک چاند دیا تاکہ میرے بندے آپس میں اختلاف نہ کریں۔

سمندر میں جوار بھٹا

سائنسدان کہتے ہیں جب چودھویں کا چاند ہوتا ہے اس دن سمندر میں طوفان زیادہ ہوتا ہے ہم نے کراچی میں یہ منظر بارہا دیکھا ہے جس آسمان کے چاند سے سمندر میں طوفان آسکتا ہے تو زمین کے چاندوں سے نظر کی حفاظت کا حکم دے کر ہمارے قلب کو طوفان سے بچالیا تا کہ میرے بندے سکون سے رہیں اور تقاضائے غیرت جمال خداوندی بھی یہ ہے کہ میں ڈیزائنر ہوں ساری حسیناؤں کو حسن دیتا ہوں مجھ کو چھوڑ کر کہاں دیکھتے ہو۔مرنے والوں کو چاہیے کہ مرنے والوں پر نہ مریں بلکہ نہ مرنے والے پر یعنی اللہ تعالیٰ پر مریں اور اللہ والوں پر مریں۔ہم اللہ والوں پر اس لیے مرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر مرنا سکھا دیتے ہیں اور ہمیں اللہ والا بنا دیتے ہیں۔

عطارد سیارہ (قلب ربانی کی مثال)

ارشاد فرمایا سائنسدان کہتے ہیں کہ عطارد سیارہ سورج کے بالکل قریب ہے اس سے زیادہ کوئی سیارہ قریب نہیں تو سورج کی روشنی کی وجہ سے چم چم چمکتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک چاند بھی نہیں دیا جب ایک مخلوق آفتاب کے قریب رہنے والا سیارہ چاندوں سے مستغنی کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جو اپنے دل میں خالق خورشید، خالق آفتاب اور خالق شمس و قمر رکھتے ہیں اور ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی دنیا کے چاندوں سے مستغنی کر دیتی ہے یہی علامت ہے صاحب نسبت کی، یہی علامت ہے ولایت کی، یہی علامت اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست کی جب تک قلب غیر اللہ سے مستغنی نہ ہو اور دنیا کے چاندوں سے مستغنی نہ ہو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی

تجلی اس دل کو حاصل نہیں ہے۔

مومن کے آسمان دل کا آفتاب

ارشاد فرمایا بس اپنے دل کا خون کرنا سیکھ لو جب مشرق لال ہوتا ہے تو دنیا کو سورج ملتا ہے یہ سورج ہمارا سورج نہیں ہے کیوں کہ اس سے کافر بھی فائدہ اٹھاتا ہے اللہ والوں کا اور عاشقوں کا سورج وہ ہے جو کافروں کو عطا نہیں ہوتا وہ ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا سورج۔ مشرق کا افق جب لال ہوتا ہے تو دنیا کو ایک سورج ملتا ہے لیکن اللہ والوں کے دل کے چاروں افق جب خون آرزو سے لال ہوجاتے ہیں تو ان کے قلب میں ہر طرف سے بے شمار آفتاب طلوع ہوتے ہیں اللہ والے اپنے دل میں بے شمار آفتاب رکھتے ہیں۔ میرا شعر ہے ؎

وہ سرخیاں کہ خونِ تمنا کہیں جسے
بنتی شفق ہیں مطلعِ خورشیدِ قرب کی

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

اللہ والوں سے تعلق کی مثال

ارشاد فرمایا جو لوگ اللہ والوں سے جگری تعلق رکھتے ہیں تو اللہ والوں کی سیرت ان میں منتقل ہوجاتی ہے ؎

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کے ہوا رخ بھی بدل گئے

تیرا ہاتھ ہاتھ میں آگا کہ چراغ راہ کے جل گئے

کسی اللہ والے کا ہاتھ جس دن ہاتھ میں آئیگا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا راستہ آسان نہیں مزیدار بھی ہوجائیگا میں ایک مثال دیتا ہوں ایک شخص اپنے بچوں کولڈو دے رہا ہے تو محلے کا ایک لڑکا دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ مجھے بھی لڈو دیجئے تو اس نے کہا کہ یہ ہمارے بچوں کے لیے ہے آپ کے لیے نہیں تو اسے احساس محرومی ہوگا تو اتنے میں اس کے بیٹوں نے کہا کہ ابا یہ ہمارا جگری دوست ہے ہم اس کے ساتھ پڑھتے اور کھیلتے ہیں تو وہی شخص جو پہلے انکار کررہا تھا فوراً اسے لڈو دے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم میرے بیٹے تو نہیں ہو لیکن میرے بیٹوں کے جگری دوست ہو اس لیے تمہیں محروم نہیں کریں گے اسی کو علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح البخاری میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث **هم الجلساء لایشقی جلیسهم** اس بات پر دلیل ہے جو اللہ والوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے دوستوں کے رجسٹر میں لکھتے ہیں اور جو مہربانیاں ان پر کی جاتی ہیں وہ ان لوگوں پر بھی کی جاتی ہیں اور اپنے دوستوں کے اکرام میں ان کو اپنی عطا سے محروم نہیں فرماتے۔

اللہ تعالیٰ کی شان ستاری

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آں خاری گریست کہ اے عیب پوش خلق
شد مستجاب دعوت اوگلعذار شد

کہ ایک کانٹا روتا تھا اے اللہ تعالیٰ آپ تو ساری مخلوق کا عیب چھپاتے ہیں مجھے کانٹا پیدا کردیا میں کہاں منہ چھپاؤں اپنی صفت ستاریت کا مجھ پر ظہور فرمادیجئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمالی اور اس کانٹے پر پھول پیدا کردیا اور کہا کہ ان

پھولوں میں منہ چھپائے رہو تو گلشن میں سے نہیں نکالے جاؤ گے اگر اکیلا کانٹا ہوتا تو باغباں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا لیکن دامن برگِ گل میں جن کانٹوں نے منہ چھپایا ہوا ہے انہیں نہیں اکھاڑا جاتا کیونکہ وہ پھولوں کے پاسباں ہیں تو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر تم کانٹے ہو تو ان اللہ والوں کے دامن میں منہ چھپالو۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ کانٹے تو ہمیشہ کانٹے ہی رہتے ہیں برگِ گل کے سائے کی وجہ سے ان کا باغ سے خروج نہیں ہوتا لیکن جو اللہ والوں کے ساتھ کانٹے یعنی گناہگاران کے دامن میں چھپے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کانٹوں کی حیثیت بدل کر خلعت گل عطا فرما دیتے ہیں اور ان گنہگاروں کو اللہ والا بنا دیتے ہیں۔

مجلس در قیامگاہ

۵ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ

فجر کی نماز حرم میں پڑھنے کے بعد حضرت والا دارِ ابرار محلّہ شامیاں میں واپس آگئے اور حضرت والا کی مجلس جم گئی۔

ائیر کنڈیشن کا نفع

ارشاد فرمایا ائیر کنڈیشن اس وقت فائدہ دیتا ہے جب دروازے بند رکھے جائیں پھر ٹھنڈک ہوگی تو دل کا ائیر کنڈیشن تب فائدہ دے گا جب آنکھوں کا دروازہ بند ہوگا ورنہ آنکھوں کے زنا سے دل کا زنا لازم ہے۔

دل کی ٹھنڈک ذکر اللہ کے لوازم میں سے ہے جبکہ گناہ سے اندھیرا ہوگا اور اس کے لیے پریشانی لازم ہے جبکہ اجالوں کے لیے فرحت لازم ہے اگر غلطی ہو جائے

تو توبہ استغفار سے دل کی گرمی کو ٹھنڈک سے اور دل کے اندھیروں کو اجالوں سے بدل لو۔

علم اور صحبت

ارشاد فرمایا کتب علم میں اضافہ کرتی ہیں اور قطب اللہ تعالیٰ سے ملاتے ہیں کتب بینی ایک نعمت ہے لیکن لاکھ کتابیں پڑھ لے صحابی نہیں ہوسکتا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہ اٹھائے۔

اگر شیخ نہیں ہوگا تو یا تو فرش پر رہے گا یا عرش پر رہے گا اور مخلوق کا حق مارے گا لیکن اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ عرش سے بھی رابطہ ہو اور فرش سے بھی رابطہ ہو اگر کتاب اللہ کافی ہوتی تو رسول کیوں بھیجے گئے جتنی ضروری کتاب اللہ ہے اتنے ہی ضروری رسول اللہ اور نائب رسول اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نام مبارک

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نام کا ائیر کنڈیشن عطا فرمایا ''أَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوب'' (سورۃ الرعد آیت ۲۸) جب ذکر کے کام کا یہ حال ہے تو مسمیٰ کا کیا حال ہوگا یہ وہ اسم ہے کہ اس اسم کے لیتے ہی مسمیٰ وہاں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا ذاکر بھی ہے اور مذکور یافتہ بھی ہے۔

پھر اس ذکر کی دو قسمیں ہیں کہ اگر فالج ہے تو ذائقہ کا احساس نہیں ہوتا تو جس پر گناہوں کا فالج ہے ان کو وہ لذت محسوس نہیں ہوتی وہ ذکر تو کرتے ہیں لیکن دل میں قرب الٰہی نہیں پاتے اور اگر تقویٰ ہے تو احساس قرب الٰہی بھی ہوتا ہے۔

بزرگوں نے فرمایا کہ ذکر کے وقت خوشبو لگالو پھر گندے مقامات سے طبعی

نفرت ہوجائیگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل (وسوسہ کا علاج)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ ایک جنگل سے گزر رہے تھے تو ایک جگہ پر پانی تھا اور وہ دہ دردہ نہ تھا صحابی رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ پانی قلیل ہے اور درندے بھی آ کر پانی پیتے ہوں گے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ کر کہا کہ کیا تو نے دیکھا ہے؟

آہ! کیا اسلام ہے لہٰذا شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا یقین کو یقین زائل کر سکتا ہے قسم کھا سکو کہ میرا وضو ٹوٹ گیا ہے تب وضو ٹوٹتا ہے شریعت نے وساوس کو قطع کیا ہے شیطان وسوسہ ڈالے تو اس کو قطع کردو ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے شیخ کو لکھا کہ مجھے وسوسہ آتا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں تو شیخ نے لکھا کہ تم قسم کھا سکتے ہو کہ میں تم سے ناراض ہوں تو جو طہارت کے وساوس کا علاج ہے کہ قسم کھا سکو تو وہی شیخ کے بارے میں وساوس کا علاج ہے۔

عاشق مزاج کا اجر

ارشاد فرمایا کہ عاشق مزاج اللہ والوں کو تقاضاء حسن کا ثواب الگ ملے گا کیونکہ اہل اللہ اس تقاضے پر عمل نہیں کرتے جس سے دل ٹوٹتا ہے تو ان کو ثواب اور قرب عظیم ملتا ہے ؎

دل جو ٹوٹا تو مجھے قرب کا اعزاز ملا
ہار بھی راہِ محبت میں کوئی ہار نہیں
محبت کی بازی وہ بازی ہے دانش

کہ خود ہار جانے کو جی چاہتا ہے

بے ادبی کی سزا

ارشاد فرمایا کہ بے ادبی کی سزا وہ ہے جو کفر کی سزا ہے قرآن مجید کا ارشاد ہے ''أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُون'' (سورۃ الحجرات آیت۲)

ترجمہ: کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کہاں راجا اور کہاں بوجھا تیلی شیخ کو راجا اور اپنے کو بوجھا تیلی سمجھو۔

شیخ کی صحبت اور فضل ربانی

آہ بھی شیخ کی تربیت کی محتاج ہے درد دل بھی محتاج تربیت ہے ورنہ تکبر آئے گا اور **من تکبر کان مردوداً** (جس نے تکبر کیا مردود ہوا) یہ شیطان کا آزمایا ہوا ہتھیار ہے اسے استعمال کرتا ہے اور وہ خود بھی اسی سے گمراہ ہوا۔ معلوم کو معمول بنانے کے لیے شیخ کی صحبت کی ضرورت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت کا ساتھ بھی ضروری ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكىٰ مِنكُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَبَداً وَّلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْم'' (سورۃ نور آیت۲۱)

ترجمہ: اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی (توبہ کر کے) پاک وصاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (توبہ کی توفیق دے کر) پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے۔

لہذا یہ تینوں مانگ لو کہ اے اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے صدقے اور رحمت کے

صدقے، مشیت کے صدقے ہمیں پاک فرما دیجئے۔

جلد توبہ

ارشاد فرمایا کہ مچھلی اگر جال میں پھنس کر دریا سے باہر آجائے تو فوراً تڑپ کر پھر دریا میں کود جاتی ہے لیکن جال کے اندر اگر تھوڑا تڑپے گی تو تھوڑی دیر کے بعد اس کا تڑپنا بھی ختم ہوجائیگا اور وہ مرجائے گی اسی طرح اگر خطا ہوجائے تو جلدی سے قرب کے دریا کی طرف بھاگو کیونکہ اگر ایسا نہ کیا تو احساس گناہ بھی ختم ہوجائے گا اور گناہ کے ساتھ چین نہ پاؤ گے اور دل مردہ ہوجائے گا۔

دوام فقر

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰه'' (سورۃ فاطر آیت ۱۵) اے لوگو تم فقیر ہو یہ جملہ اسمیہ ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی تم میرے دائمی فقیر ہو اسی جملہ خبریہ میں انشائیہ چھپا ہوا ہے اس میں اشارہ ہے کہ مجھ سے مانگو اور دونوں ہاتھوں کا پیالہ بھی دے دیا اور یہ پیالہ بھی دائمی ہے جیسا کہ فقر دائمی ہے۔

مجلس برمکان ایک ڈاکٹر صاحب

۵ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

عشاء کے بعد حضرت والا مع احباب ایک ڈاکٹر کے گھر تشریف فرما ہوئے مکہ شریف اور جدہ کے بہت سے احباب شریک مجلس تھے حضرت والا کے خادم خاص عاشق بے بدل جناب سید میر عشرت جمیل صاحب دامت برکاتہم کی کوشش اور کاوش سے انوار حرم کے نام سے یہ وعظ و بیان چھپ کر منصۂ شہود پر آچکا ہے میر صاحب نے وعظ کی کیفیت کو اس شعر میں خوب بیان کیا ہے ؎

درد میں تو نے ڈوب کر چھیڑی جو داستانِ عشق
قابو رہا نہ ضبط پر رونے لگا میں داد میں

حضرت والا کا اعزاز

حضرت والا نے فرمایا کہ میں ہندوستان میں اعظم گڑھ اپنے شیخ اول حضرت مولانا محمد احمد صاحب پڑتابگڑھی کی خدمت میں حاضر تھا اور وہاں حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے ان دونوں بزرگوں نے شیخ سے درخواست کی کہ اختر سے درس مثنوی سنوا دیں میں نے ان حضرات کے سامنے درس مثنوی دیا۔

اللہ والوں کے آنسو

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے آنسو تسلیم و رضا کی لذت کی وجہ سے ہوتے ہیں جیسے کباب کھانے والا مزے لیتا ہے اور مرچوں کی وجہ سے آنسو بھی بہتے ہیں۔

جامع اضداد

حضرت والا نے یہ شعر پڑھا ؎

عجیب جامع اضداد ہیں تیرے عاشق
خوشی میں روتے ہیں اور غم میں مسکراتے ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ کے عاشق اگر کبھی حرام خوشی حاصل کر لیتے ہیں تو ندامت سے رونے لگتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے گناہ سے بچ کر اپنے دل کو غمزدہ کرتے ہیں تو اس غم پر خوش ہوتے ہیں کہ میرا دل تو غمگین ہوا لیکن ہمارا مولیٰ

خوش ہوا تو اس خوشی کی انتہاء نہیں ہوتی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر او خواہد عین غم شادی شود
عین بند پائے آزادی شود

اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو غم کی ذات کو خوشی بنا دیں اور پاؤں کی بیڑی کو آزادی بنا دیں یہ کمال اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اسباب غم میں خوشی اور اسباب خوشی میں غم دے سکتے ہیں۔

مقصود محبت

ارشاد فرمایا عطاء عشق بھی مقصود ہے اور بقاء عشق بھی مقصود ہے اور ارتقاء عشق بھی مقصود ہے اور یہ سب اہل اللہ کی محبت سے ملتا ہے۔

خون آرزو کا بدلہ

قتل آرزو کا خون بہا بھی مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود اس کے خون کا بدلا ہو جاتے ہیں لیکن خون تمنا کے لیے ہمت مردانہ کی ضرورت ہے ؎

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے
پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہیے
فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہیے
مجنوں نے کہا ہمت مردانہ چاہیے

حرم کے اولیاء

ارشاد فرمایا حرم محترم میں اولیاء کرام موجود ہوتے ہیں انہیں آپ جانیں یا نہ

جانیں ان کی برکت ضرور حاصل ہوگی جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لو مَرَّ ولیٌّ من اولیاء اللہ تعالیٰ ببلدةٍ

لنالَ مرورَ برکتہ اھل تلک البلدة

اگر اللہ تعالیٰ کا ولی کسی شہر سے گزر جائے تو ان شہر والوں کو اس کے گزرنے کی برکت حاصل ہوتی ہے۔

ایمانی وسوسے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ مجھے کفر کے وسوسے آتے ہیں تو اس پر آپ نے لکھا کہ تمہیں اس پر غم ہوتا ہے اس نے کہا کہ اتنا غم ہوتا ہے کہ دل چاہتا ہے کہ مجھے شیر کھا جائے تو آپ نے لکھا کہ تم پکے مومن ہو کسی کافر کو اپنے کفر پر غم نہیں ہوتا۔

کلمے پر خاتمہ

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلمے کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلا تو خاتمہ کلمہ پر سمجھا جائے گا مثلاً ایک مسلمان کا اچانک انتقال ہو جاتا ہے اور وہ کلمہ بھی نہ پڑھ سکا تو اس کا خاتمہ ایمان ہی پر ہوا کیونکہ اس کے دل میں کلمہ تھا اور اس کے منہ سے کلمہ کے خلاف کوئی کلمہ نہیں نکلا جب بندہ ایک بار کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ مسلمان رہتا ہے تاوقتیکہ کلمہ کے خلاف کوئی کلمہ نہ کہے۔ جب مرنے کے آثار معلوم ہوں تو یہ کلمہ پڑھ لو اٰمَنْتُ بِاللہِ وَرُسُلِہٖ تو مرتے وقت کفر کا وسوسہ بھی نہیں آئے گا اور اس طرح وسوسوں اور تقاضاء گناہ میں بھی یہ پڑھو یہ عجیب ڈی ڈی ٹی پاؤڈر ہے یہ جامع صغیر کی روایت ہے۔

صاحب نسبت

ارشاد فرمایا اللہ والوں کو صاحب نسبت کیوں نہیں سمجھتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں خود (ی) نسبتی لگائی ہے فادخلی فی عبادی (سورۃ الفجر پارہ ۳۰) یہ (ی) نسبتی ہے جو بڑے شرف کی علامت ہے جس طرح بیوی کی نسبت سے برادر نسبتی ہوتا ہے تو مولیٰ کی نسبت سے اللہ والے صاحب نسبت ہو جاتے ہیں۔

امراض قلب کے لیے چٹنی

میزبان ڈاکٹر صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ نے جو بلڈ پریشر کے لیے چٹنی تجویز کی تھی اس سے مجھے بے حد نفع ہوا اس پر احقر نے حضرت والا سے اس نسخہ کا استفسار کیا تو آپ نے نسخہ عطاء فرمایا۔

2 جوّے لہسن کے 11 پتے پودینہ کے 3 سیاہ مرچ 1 چمچ زیرہ سفید ذرا سا نمک ڈال کر بغیر پانی پیس لیں ایک شامی کباب بکرے کا رات کی ایک باسی روٹی کے ساتھ کباب اور چٹنی کھا کر نہار منہ چائے پی لیں انشاء اللہ امراض قلب سے نجات ملے گی۔

قوت باہ کا نسخہ

ارشاد فرمایا کہ روہو مچھلی کا مغز لے کر ایک پاؤ چاولوں میں پکا کر کھائیں قوت باہ کے لیے بہت ہی مجرب نسخہ ہے روہو مچھلی کا سر شوربے میں بھی پکایا جاتا ہے پھر ابلے ہوئے چاولوں میں مغز اور شوربہ ڈال کر کھائے۔

دل کی سختی کا وظیفہ

ارشاد فرمایا کہ اگر دل میں سختی معلوم ہو یا قبض کی کیفیت ہو تو اول آخر درود

شریف 33 مرتبہ اور پھر تین سو ساٹھ مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تین دن تک پڑھے۔

پریشانی کا اہم وظیفہ

اگر بہت زیادہ پریشانی ہو یا جھوٹا مقدمہ ہو تو قصیدہ بردہ کا یہ شعر ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے۔

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مختصر مجلس در قیام گاہ

۶ شعبان ۱۴۲۰ھ ۱۴ نومبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار بعد نماز ظہر

حسن کی تاثیر

ارشاد فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ حسن کی تاثیر بیان کرنے کے لیے ہے لہٰذا حسن کے معاملے میں جری نہ ہونا، بے خوف نہ ہونا اور اپنے تقویٰ پر ناز نہ کرنا یہ نکتہ شاید کہیں پاؤ گے۔

اس پر احقر نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ اس واقعے کی کوئی توجیہہ نہیں ہوسکتی اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ مولانا تو ماشاء اللہ عالم ہیں ان کا اعتراف مستند ہے۔

۷ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۵ نومبر ۱۹۹۹ء بروز پیر بعد نماز فجر

کعبہ شریف کا آخری دیدار اور زیارت

فجر کے بعد حضرت والا نے مع احباب طواف کیا اور اشراق کا وقت ہو چکا تھا

طواف کی دو رکعت پڑھکر حضرت والا نے باب الندوہ کی طرف برآمدے میں کھڑے ہوکر آخری الوداعی دعا فرمائی کعبہ شریف سے جدائی کا غم وحسرت آپ کے چہرہ پر عیاں تھا ہاتھ اٹھے ہوئے تھے اور حضرت والا کے آنسو جاری تھے جس سے داڑھی مبارک تر ہوگئی تھی احقر آپ کے بائیں طرف کھڑا تھا ابتداء میں چند احباب آپ کے ساتھ دعا میں شریک تھے لیکن قریب سے گزرنے والا جو شخص آپ کا پرنور چہرہ دیکھتا وہ دعا میں شامل ہوجاتا دیکھتے دیکھتے بہت مجمع جمع ہوگیا قریب گزرتے ہوئے حرم کے دو سپاہی حضرت والا کو دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھے ھٰذا شیخ کبیر پورا مجمع سسکیوں سے رو رہا تھا سب کی نگاہیں کعبہ شریف پر لگی ہوئی تھیں حضرت کی دعا تیس منٹ سے پینتالیس منٹ تک جاری رہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اس جہاں میں ہی نہیں ان کے دل کا تار کہیں اور لگا ہوا ہے عجیب نور اترتا ہوا ہر ایک محسوس کررہا تھا دعا ختم فرما کر جب باب الندوہ کی طرف چلے بہت سے لوگوں نے آپ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی قیامگاہ پر آکر جدہ روانگی کی تیاری ہوئی حضرت والا حافظ عبدالسمیع سلمہ کی گاڑی میں تشریف لے گئے باقی احباب کرائے کی ٹیکسیوں میں جدہ روانہ ہوئے۔

جدہ میں قیام

جدہ میں حضرت والا اور احباب کا قیام مدرسہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ میں تھا۔

شیخ کا عمل کافی سمجھنا

حضرت والا کی جدہ میں دوسری رات تھی اور اگلے دن واپس پاکستان جانا تھا تو ایک ساتھی نے دوسرے ساتھیوں کو یہ ترغیب دی کہ جدہ سے ایک اور عمرہ جا کر

کرلیں رات میں ہم اس سے فارغ ہوجائیں گے شدہ شدہ یہ بات حضرت میر صاحب کو پہنچی تو حضرت میر صاحب نے حضرت والا کو بتایا تو حضرت والا نے اس ساتھی کو بلایا اس وقت وہاں حضرت میر صاحب اور راقم موجود تھا اور حضرت بیسن پر وضو فرمارہے تھے تو آپ نے اس سے فرمایا کیا شیخ کے ساتھ جو اعمال کیے ہیں وہ کافی نہیں کہ اپنی الگ عبادت کرنے کا شوق دامن گیر ہوا ہے پھر یہ شعر پڑھا ۔

کوئے لیلیٰ سے خاک لاؤ
اپنا مجنوں الگ بناؤ

مجلس در مدرسہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جدہ

۷شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۵نومبر ۱۹۹۹ء بروز پیر بعد نماز عشاء

خطبہ مسنونہ

خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت مبارکہ آپ نے تلاوت فرمائی

''إِنَّا نَحنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ'' (سورۃ الحجر آیت ۹) اور یہ حدیث شریف ارشاد فرمائی اشراف امتی حملة القرآن واصحاب اللیل۔

شاہی کلام کی علامت

انا نحن نزلنا میں اللہ تعالیٰ نے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جیسے ''فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً'' یہ شاہی کلام کی علامت ہے کیونکہ شاہوں کے کلام میں جمع کا صیغہ ہوتا ہے کماقال الالوسی ای تفخِیْماً لِّشانِہٖ

کلام اللہ کی بلاغت

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کا حکم دیتے ہیں دلیل ہے کہ غیر صالحہ عمل

سے بچو اس مثبت میں منفی داخل ہے یہ کلام اللہ کی بلاغت ہے حیاء اور شرافت طبعی نافرمانی سے دور رکھتی ہے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ دوزخ نہ بھی پیدا فرماتے تو شریف لوگ پھر بھی اپنے پالنے والے کو ناراض نہ کرتے۔

حکیم الامت پر سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب پہلی مرتبہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سنی تو بے اختیار کہہ اٹھے ؎

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا
چھوڑ کر درس و تدریس و مدرسہ
شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا

علم کا کباب اور عالم

ارشاد فرمایا کہ علم کے کباب پر اوپر سے محبت کا تیل ڈالو اور نیچے خوف الٰہی کی آگ جلادو پھر اس پر علم کے کباب کو تلو پھر جو اس کی خوشبو اڑے گی تو کہنے والا کہہ اٹھے گا ؎

بوئے کباب مارا مسلمان کرد
کہ کباب کی بو مجھے مسلمان ہونے پر مجبور کرتی ہے۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ کئی عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا کہ دو چیزیں ہیں ایک علم نبوت اور دوسرا ہے نور نبوت علم نبوت تو مدرسوں سے حاصل کرتے ہیں لیکن نور نبوت کسی اللہ والے سے حاصل نہیں کرتے اس لیے علم وعمل میں فاصلے رہ جاتے ہیں۔

ارباب مدارس

ارشاد فرمایا کہ مدرسہ چلانے والے سب سرکاری آدمی ہیں سرکار کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر مرنے کا مزہ

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ پر مرنے کا مزہ جینے سے زیادہ ہوتا ہے (احقر عرض کرتا ہے کہ مرنے سے مراد حرام تمناؤں کا خون کرنا ہے) کیونکہ اس میں مجاہدہ زیادہ ہے تو مشاہدہ بھی زیادہ جیسے **کما قال النبی** ﷺ **یاابا ھریرہ اتق المحارم تکن اعبدالناس** اے ابو ہریرہ حرام سے بچ تو سب سے بڑا عبادت گزار ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل

ارشاد فرمایا کہ اگر ایک حافظ قرآن کا الٹرا ساؤنڈ کرایا جائے تو قرآن مجید کہیں نظر نہیں آئے گا لیکن پھر بھی پڑھ رہا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ اگرچہ نظر نہیں آتے لیکن موجود ہیں اسی طرح روح کو نہیں دیکھا لیکن موجود ہے اسی طرح خوشی غمی دل میں موجود ہے لیکن نظر نہیں آتیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنے سارے دلائل خود ہمارے اندر رکھ دیئے اور پھر ہمارے ایمان کو ایمان بالغیب قرار دیا۔

اسی طرح آج تک کسی جھوٹے خدا نے چاند، سورج، پہاڑ، سمندر وغیرہ

پیدا کرنے کا دعویٰ نہیں کیا یہ دلیل ہے کہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔

قرآن مجید کی حفاظت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **انا له لحفظون** (سورۃ الحجر آیت ۹) کہ ہم اس قرآن مجید کی حفاظت کریں گے اور کہاں کریں گے؟ **فی قلوب اولیاء نا** اپنے دوستوں کے دلوں میں رکھ کر حفاظت کریں گے اس کی شرح نبی کریم ﷺ نے فرمائی کہ **"اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ"** کہ وہ حافظ اللہ والا بھی ہو شب بیدار بھی ہو۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو رات کو نہیں اٹھ سکتے تو عشاء کے وتر سے پہلے تہجد پڑھ لیں تو قیامت کے دن **متھجدین** میں شمار ہوں گے علامہ شامی نے اس پر دلیل پیش کی ہے **قال رسول اللہ** ﷺ **کل ماصلی بعدالعشاء فھو من صلوٰۃ اللیل** اور حضور ﷺ سے دو رکعت بھی ثابت ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت والا سے کئی بار سنا کہ وتر سے پہلے دو رکعت میں پانچ قسم کے نوافل کی نیت کی جاسکتی ہے تہجد، توبہ، شکرانہ، استخارہ، حاجت۔

میزبان کے لیے مسنون دعا

بیان کے بعد کھانے سے قبل حضرت والا نے میزبان کو دی جانے والی مسنون دعا کی شرح بیان فرمائی۔ فرمایا نبی کریم ﷺ نے میزبان کو یہ دعا دی تھی **"اَکَلَ طعامکم الابرار وصلت علیکم الملئکته وافطر عندکم**

الصائمون" (نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے رہیں فرشتے تمہارے لیے دعا کرتے رہیں اور روزے دار افطار کرتے رہیں)۔

اکل طعامکم الابرار میں تین فائدے ہیں ا۔ابرار کی صحبت ملے گی جس سے دین اور ایمان میں ترقی اور اضافہ ہوگا ۲۔رزق میں برکت ہوگی تب ہی تو کھلائے گا ۳۔وہ اور اس کے گھر والے صحت و عافیت سے رہیں گے تب ہی تو خدمت کر سکیں گے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ میرے قلب میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک اور عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ اس رزق سے جو خون بنے گا اور پھر نیک شخص دین کا کام کرے گا تو وہ بھی میزبان کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

لہٰذا علماء کی جو دعوت کرتا ہے تو حضور ﷺ کی یہ دعا اس داعی کے حق میں قبول ہوگی۔

بیان بعد نماز عشاء مسجد الرحمٰن جدہ

۸ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۶ نومبر ۱۹۹۹ء بروز منگل

خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی "يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ."

دو عمل

ارشاد فرمایا میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر دو عمل کرلیں تو محروم نہ رہیں گے بعض لوگ **سمعنا** رہتے ہیں لیکن

اطعنا نہیں کرتے جبکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کامیاب ہونے کی یہی وجہ ہے کہ سمعنا و اطعنا یعنی دین کی بات سنتے بھی تھے اور عمل بھی کرتے تھے۔

اگر کوئی یہ دو کام کرے تو وہ کامیاب ہے ایک عمل یہ کہ کسی ولی اللہ سے قلم لگاؤ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو ولی اللہ بنانا چاہتے ہیں تو اس کے دل میں اس زمانے کے کسی ولی اللہ کی محبت ڈال دیتے ہیں ۔

اگر تم یوں ہی آتے جاتے رہو گے
محبت کا پھل اپنا پاتے رہو گے
محبت کا پھل جب وہ پانے لگے
مجھے چھوڑ کر پھر کیوں وہ جانے لگے

اور دوسرا عمل یہ ہے کہ محبت شیخ کے ساتھ ساتھ مجاہدہ بھی کرو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ العنکبوت آیت ۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے (قرب وثواب یعنی جنت کے) راستے ضرور دکھادیں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی رضا و رحمت) ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے۔

مجاہدہ چار قسم پر ہے

۱ .الذین یختارون المشقة فی ابتغاء مرضاتنا

جو مشقت برداشت کرتے ہیں ہماری رضا حاصل کرنے کے لیے

۲ .الذین یختارون المشقة فی نصرة دیننا

جومشقت برداشت کرتے ہیں ہمارے دین کی مدد کرنے کے لیے

۳۔الذین یختارون المشقة فی امتثال اوامرنا

جومشقت برداشت کرتے ہیں ہمارے احکام کو پورا کرنے کے لیے

۴۔الذین یختارون المشقة فی الانتهاء عن مناهینا

جومشقت برداشت کرتے ہیں ہماری حرام کردہ چیزوں سے بچنے کے لیے

تو پھر انعام کیا دیتے ہیں۔لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا

ای سبل السیر الینا وسبل الوصول الینا ای الیٰ جنابنا

یعنی اللہ اپنے تک چل کے آنے اور اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیتے ہیں

جب ان باتوں پر بندہ عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا مخلص اور محسن بندہ بن جاتا ہے۔وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ .

جذب الٰہی

جب تک جذب نصیب نہیں ہوگا کوئی شخص صفت سلوک سے نہیں پہنچ سکتا بس فرق یہ ہے کہ بعض بندے سلوک طے کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انہیں جذب کر لیتے ہیں یہ سالک مجذوب ہے اور بعض بندے پہلے جذب ہوتے ہیں پھر سلوک طے کرتے ہیں یہ مجذوب سالک ہے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے اس کا جذب بھی مانگو صرف سالک مردود ہوسکتا ہے شیطان سالک محض تھا مردود ہوگیا اس کے پاس تین عین تھے کہ عالم تھا عابد تھا عارف تھا لیکن چوتھا عین نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا عاشق نہیں تھا اللہ تعالیٰ جس کو جذب کرتے ہیں وہ کبھی مردود نہیں ہوتا۔

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر

ارشاد فرمایا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چناں قحط سالی شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

کہ دمشق میں ایک دفعہ قحط پڑا تو یاروں کو عشق بھول گیا تو معلوم ہوا کہ سب گندم کا فساد ہے اگر گندم نہ ملے تو دم نہیں اٹھتی یہ عشق نہیں فسق ہے عشق سے زیادہ اہم روٹی تھی جب روٹی نہ ملی تو عشق بھول گیا

النعمة اذا افقدت عرفت

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

ارشاد فرمایا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ محدث عظیم اور تابعی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے گئے جبکہ وہ مرض الموت میں تھے تو وہ شیخ حماد کو دیکھ کر رونے لگے کہ میرا کیا بنے گا تو شیخ حماد نے فرمایا کہ نہ گھبرائیں بڑے کریم مالک کے پاس جا رہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ مجھے قیامت کے دن اختیار دیں کہ مجھے حساب دیں گے یا والدین کو تو میں اللہ تعالیٰ کو حساب دینا اختیار کرونگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت غیر محدود ہے جبکہ والدین کی رحمت محدود ہے۔

حرمین میں باہمی محبت

ارشاد فرمایا بزرگوں نے فرمایا ہے جو حرمین میں محبت سے رہتے ہیں وہ ہمیشہ محبت سے رہیں گے اور جو حرمین میں لڑیں گے ان کی دوستی مشکل ہے۔

گناہ کا وبال اور قبول توبہ کی علامت

ارشاد فرمایا کہ گناہ کرنے سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں (۱) ظلمت اور اندھیرا

(۲) گرمی کیونکہ گناہ کا مرکز جہنم ہے جو ہیڈ آفس کا مزاج ہوتا ہے وہی برانچ کا ہوتا ہے تو توبہ کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ جب دل کی گرمی ٹھنڈک سے اور اندھیرے اجالوں سے بدل جائیں تو توبہ قبول ہوگئی۔

اسبال ازار کی حرمت کی وجہ

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اسبال حرمت کی چار وجہیں بیان کیں۔

١ .مِنْ جِهَةِ التَّلَوّثِ بِالنَّجَاسَةِ

لٹکا ہوا پائجامہ نجاست سے ملوث ہوتا ہے۔

٢ .مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّه بِالنِّسَاءِ

عورتوں کی وضع سے مشابہت ہوتی ہے

٣۔مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّه بِوَضعِ الْمُتَكَبِّرِيْنَ

متکبرین کی وضع سے مشابہت ہے

مِنْ جِهَةِ الْإِسْرَافِ

فضول خرچی کی وجہ سے

گناہوں کے نیکیوں سے بدلنے کی صورت

ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيماً (سورۃ فرقان آیت ۷۰)

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گزشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت

فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

اس کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے تو اس کی ایک صورت یہ ہوگی کہ نامہ اعمال سے گناہ مٹا کر نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ تقاضاء معصیت کو اللہ تعالیٰ تقاضاء حسنات سے بدل دیں گے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قیامت کے دن گناہوں کے بدلے میں نیکیاں دی جائیں گی جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے سے پوچھیں گے کہ تو نے یہ گناہ کیا یہ گناہ کیا اور چھوٹے گناہوں کا ذکر فرمائیں گے تو بندہ بہت ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ ان چھوٹے گناہوں کے بدلے میں چھوٹی نیکیاں دے دیں گے یہ عطاء شاہی ہوگی اس پر وہ بندہ کہے گا کہ میرے بڑے بڑے گناہ بھی ہیں وہ تو آپ نے ذکر نہیں کیے تو پھر اس کے بڑے گناہوں پر بڑی نیکیاں دے دی جائیں گی۔

ہر نبی اور ولی کے دشمن

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوّاً'' (سورۃ فرقان آیت ۳۱)

ترجمہ: اور ہم اسی طرح (یعنی جس طرح یہ لوگ آپ سے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں۔

اس طرح ہر نائب نبی کے بھی دشمن ہوتے ہیں جعلنا تکوینی ہے تشریعی نہیں اس لیے ان مجرمین کی پٹائی ہوگی۔

گناہ کا علاج

ایک آئینہ لواور اسے دن میں تین مرتبہ دیکھو کہ شکل بایزید جیسی اور کام کتنے برے اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ

۹ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۷ نومبر ۱۹۹۹ء بروز بدھ

کراچی واپسی

آج حضرت والا مع احباب کراچی تشریف لے جانے کے لیے ائیر پورٹ روانہ ہوئے بھائی جمال صاحب کے تعاون سے سامان کی چیکنگ تو پہلے ہی کروادی گئی تھی فلائٹ سے گھنٹہ پہلے آپ ائیر پورٹ تشریف لائے بہت سے احباب آپ کو رخصت کرنے کے لیے اور الوداع کہنے کے لیے آئے ہوئے تھے ان میں راقم الحروف بھی شامل تھا کیونکہ میں نے اگلے دن کی فلائٹ سے لندن روانہ ہونا تھا جب تک حضرت والا ائیر پورٹ پر نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئے سب عشاق آپ کے دیدار سے محظوظ ہوتے رہے فلائٹ بروقت روانہ ہوئی اور آپ خیر وعافیت کے ساتھ کراچی پہنچ گئے جہاں حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم اور دیگر احباب نے آپ کا استقبال کیا اور آپ بخیر وخوبی خانقاہ گلشن اقبال میں جلوہ افروز ہوئے۔

الحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات